اس کی سخت مخالفت کی، لہذا اس کو ترک کر دینا پڑا۔ تاہم چارلس کو فائدہ بہت حاصل ہوا۔ اس کو شہنشاہی ایوان کی اس میقات کے لئے جہاں تک کیتھولک فرقے کا تعلق ہے اسیسروں کو اپنی جانب سے منتخب کرنے کی اجازت دی گئی اور آئندہ ناگزیر ضروریات کے لئے ایک فنڈ کے طور پر رومی ماہ (Roman Month) عطا کیا گیا۔ اس نے نیوزی لینڈ کی نسبت بھی اپنا منشا حاصل کر لیا، جو اب قطعی طور پر حلقہائے سلطنت میں سے ایک کی حیثیت سے منتظم ہو چکے تھے۔ ان کو شہنشاہی نگرانی میں لے لیا گیا۔ اور ان پر لازم ہو گیا کہ شہنشاہی محصولات میں حصہ دیں۔ چارلس کو اگرچہ اس طرح اپنے موروثی مقبوضات کے لئے سلطنت کی تائید حاصل کرنے کی توقع تھی۔ تاہم ان کو اپنے حقوق قایم رکھنے کا بھی اختیار حاصل تھا۔ اور باوجود اس کے ان کے حاکم کو ایک نشست ملی تھی لیکن وہ اس مجلس کے اختیار و شہنشاہی ایوان کی حدود سے خارج تھے۔ جون ۱۵۴۸ء میں مجلس کو برخاست کر دیا گیا اور چارلس نے پراٹسٹنٹوں کو مجبور کیا کہ وہ اس "وقفے" (Interim) کے دوران میں عملی سرگرمیوں سے باز رہیں۔ جنوب میں جہاں پچھلے سال کے واقعات نے اسے مالک بنا دیا تھا وہ کچھ تو لوتھری مبلغین کے خروج کی بدولت اور کچھ اسپینی سپاہ کی بدولت اطاعت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ شمال میں اس کو زیادہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن یہاں بھی باستثنائے میگڈ لے برگ اور بعض شہنشاہی شہروں کے اس نے ایک ترمیم شکل میں وقفے کی عام منظوری حاصل کر لی جس کو میلانکٹن نے مرتب کر کے "وقفۂ لیپزگ" نام دیا تھا۔

نومبر ۱۵۴۹ء میں پال سوم کے انتقال کی وجہ سے شہنشاہ کی حیثیت کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ پوپ نے اس لاحاصل توقع میں کہ پارما اور پیاسنزا کو ملان کی ماتحتی دلانے کی نسبت شہنشاہ کو راضی کر لیا جا سکے گا، ایک لمحے کے لئے مصالحت آمیز رویہ اختیار کیا اور "وقفے" کی توثیق اور کونسل کو ٹرینٹ واپس طلب کرنے کا خیال کیا۔ روما کے اکثر لوگوں نے

پال کی وفات در ماہ نومبر ۱۵۴۹ء و انتخاب جولیس سوم چارلس کی حیثیت کو تقویت پہنچاتے ہیں

ان مراعات کو خطرناک سمجھا اور اس نوعیت کے مسلک کی مخالفت کی اور پارما اور پیاسنزا کی بابتہ چارلس نے پوپ کے مطالبات کی تکمیل کرنے سے انکار کردیا تو اس پر اس نے بھی پاپائی علاقے سے اس کے الحاق کا اعلان کردیا اور مدد کے لیے فرانس کی طرف نظر دوڑائی۔ لہذا اس کی موت چارلس کے حق میں مبارک ثابت ہوئی؛ خاص کر اس وجہ سے بھی کہ کارڈینل مانٹے نے جو فروری ۱۵۵۰ء میں جولیس سوم کے خطاب سے اس کا جانشین ہوا تمام توقعات کے خلاف شہنشاہیت پسندوں کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس نے کونسل کو ٹرینٹ واپس طلب کرلینے اور وقفے سے متعلق سمجھوتہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس غیر معمولی اتحاد سے مستحکم ہونے کے بعد چارلس کو مجلس پر (جس کو جولائی میں بار ثانی بمقام آگسبرگ طلب کیا گیا تھا) اس بات کا اثر ڈالنے میں کہ کونسل ٹرینٹ کی ماتحتی کو منظور کرے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ یہاں تک کہ پراٹسٹنٹوں نے اس میں شرکت کرنے اور اپنے مقاصد کی وکالت کرنے کا ذمہ لے لیا۔

مجلس آگسبرگ کا اجلاس دوم جولائی ۱۵۵۰ء

امور مذہبی کے مسلک کی کامیابی نے چارلس کو اس قابل بنا دیا کہ سلطنت مغرب پر خاندان ہیپسبرگ کی موروثی حکمرانی کے عزیز خیال کی طرف پلٹ آئے۔ لیکن اس سلطنت کا مرکز جرمنی نہیں بلکہ اسپین اور اٹلی ہونے والا تھا۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کا نمائندہ فرڈیننڈ بلکہ خود اسی کا بیٹا فلپ ہوگا۔ جو منصوبہ مدت سے دل میں تھا اس کی تکمیل کی طرف قوت و استقلال کے ساتھ آگے بڑھایا جا رہا تھا۔ ۱۵۴۰ء میں فلپ کو میلان کے ڈیوک کی حیثیت سے تسلیم کرلیا گیا۔ چارلس نے ۱۵۴۳ء میں جب اسپین چھوڑا تو حکومت کو اپنے فرزند کے تفویض کردیا تھا اگرچہ اس وقت اس کی عمر صرف سولہ سال کی تھی۔ ۱۵۴۸ء میں اس نے فلپ کو جرمنی اس غرض سے طلب کیا تھا کہ وہ جرمنی میں معروف ہوجائے، اور دشواریاں پیش آنے کے باوجود نیدرلینڈ کی اطاعت و وفاداری کا حلف لیا گیا۔ اسی اثنا میں آلیس کی مراسلت نے فلپ کو اپنے باپ کے خیالات سے پورے طور پر مملو کردیا۔ شہنشاہ کو اب یہ توقع پیدا ہوئی کہ

اپنے بیٹے کے لئے سلطنت کی جانشینی حاصل کر کے اپنی تجویز کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ اس نے ابتداءً یہ خیال کیا تھا کہ اس مسئلے کو مجلس کے روبرو پیش کرے، لیکن اس کے لئے پہلے ضرورت اس امر کی تھی کہ فرڈیننڈ کی مخالفت پر جو غیر قدرتی نہیں تھی غالب آجائے۔ سخت مشکل سے دونوں بھائیوں میں بالآخر کچھ طے ہو گیا (۹ مارچ) تصفیہ یہ ہوا کہ چارلس کی وفات پر فرڈیننڈ شہنشاہ بنے لیکن فلپ کو شہنشاہی نگہبان کلیسا مقرر کیا اور اہل روما کے بادشاہ کی حیثیت سے اس کے انتخاب میں مدد دی۔ فلپ نے اپنی طرف سے وعدہ کیا کہ فرڈیننڈ کے بیٹے میکسی ملین کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا جائے گا جب کہ شہنشاہی تخت و تاج اس کو حاصل ہو۔ اگرچہ چارلس نے اپنے تمام ارادوں میں کامیابی حاصل نہیں کی (کیونکہ سلطنت کو خاندان کی دو شاخوں میں باری باری سے حصہ لینا تھا) لیکن فلپ کی شاہی اسپین کے ساتھ سلطنت کے اتحادِ مستقبل کی تجویز میں کامیابی کی تمام ظاہری علامات موجود تھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے فرڈیننڈ کی بدظنی کو مشتعل کر دیا، جس نے الکٹروں کے ساتھ سازش کی کہ اس نے جس تجویز کو آگے بڑھانے کا وعدہ کیا تھا اس کو ناکام کر دیں، اور اب سے اس نے اپنے بھائی کو مدد دینی جس طرح کہ وہ اب تک دیتا رہا چھوڑ دی۔ اس طرح خاندانی جھگڑے پیدا ہوئے تو اس کی بھاری قیمت چارلس کو ادا کرنی پڑی۔

ٹرینٹ کی کونسل سے متعلق پوپ کیساتھ ازسرِنو جھگڑا ستمبر ۱۵۵۱ء تا اپریل ۱۵۵۲ء۔

نومبر ۱۵۵۱ء میں جب چارلس انسبرگ کو اس لئے روانہ ہوا کہ ستمبر میں اس نے ٹرینٹ میں دوبارہ جو کونسل قایم کی تھی اس پر نگرانی رکھے، تو اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کامیابی حاصل کرلے گا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ کلیسا کا اتحاد بھی قریب قریب دوبارہ قایم ہو چکا ہے اور شاہی اسپین کی تائید کی بنا پر شہنشاہی کی بس اب تجدید ہونے والی ہے۔ لیکن آیندہ چند ماہ اس توقع کی ناکامی کا مرقع پیش کرنے والے تھے۔ کونسل کی ناکامی مسلکِ انتظام مذہبی کو ناقابلِ عمل ثابت کرنے والی، یورپ کی مخالفت کا باعث، اور اس کے سیاسی اختیار اعلیٰ

کی تجویز کا موجب تھی۔ چارلس نے پوپ کی دوستی اور ٹرینٹ میں کونسل کی واپسی کی امید سے بہت سی اہم توقعات وابستہ کر رکھی تھے۔ ایک مدبر نہ کہ ایک عالم مذہب ہونے کی حیثیت سے اس نے ان مشکلات کو محسوس نہیں کیا جو مسئلہ رسوم مذہبی کا حلقہ کئے ہوئے تھے۔ اور نہ ان کو جو ایک تنظیم ادارہ مقدس کی حیثیت سے کلیسا کی خودمختاری سے وابستہ تھیں۔ اگرچہ وہ سخت مذہبی آدمی تھا لیکن اس نے مسئلے کی مزید تعریف کی ضرورت نہیں دیکھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا تھا جو پراٹسٹنٹوں کی برہمی کا باعث ہوتا وقتیکہ کونسل اصلاح کے اہم مسئلے کو حل نہ کر دے۔ اس کو معلوم تھا کہ کلیسا کے خرابیاں ہی لوتھر کی بغاوت کا اصلی موجب تھیں اور وہ باور کرتا تھا کہ ان چیزوں کی حقیقی اصلاح اس کو جرمنی کی تمام مزید مخالفت پر کامیابی کے ساتھ غالب کر دے گی۔

لہذا اس نے پراٹسٹنٹوں کے اس مطالبے کی تائید کی کہ ان کی رائے کو وقعت دی جائے اور گذشتہ اجلاس کے فیصلوں پر دوبارہ غور کیا جائے، اور ساتھ ہی اس نے جولیس سے اصرار کیا کہ فوراً اصلاحی تدابیر اختیار کرے۔ اس کی توقع نہیں تھی کہ یہ مسلک زیادہ راسخ الاعتقاد لوگوں میں مقبولیت حاصل کرے گا، اور اس سے بھی کم یہ کہ پوپ اس کو منظور کر لے گا۔ آخر کار جنوری ۱۵۵۲ء میں جان کی سلامتی کا وعدہ لینے کے بعد پروٹسٹنٹ کونسل میں نمودار ہوئے تو ان پر فوراً منکشف ہو گیا کہ ان کے لئے نہ تو مسئلۂ اعتقاد میں مفاہمت کی گنجائش ممکن ہے اور نہ کونسل کے مجوزہ دستور اور اس کے طریق کار ہی کو وہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ مصلحین کے یہ مطالبات کہ انجیل ہی واحد معیار صداقت ہو، غیر پادری کو بھی رائے دہی کا حق حاصل رہے، پوپ نہ تو کسی استحقاق صدارت کا دعویٰ کرے اور نہ اسے اختیار امتناع ہو، کیونکہ ایک کونسل پوپ سے افضل ہے، راسخ الاعتقاد لوگوں کی نظر میں نہ صرف بے دینی پر مبنی معلوم ہوتے تھے بلکہ گستاخانہ بھی۔ اور جولیس نے یہ عزم صمیم کر لیا تھا کہ پاپائی حیثیت پر اس سخت حملے کی ہر طرح مزاحمت کی جائے۔ اور نہ چارلس اور اس کے اسپینی اسقفوں کے مطالبات ہی زیادہ قابل پذیرائی تھے۔

شہنشاہ کا خیالِ اصلاح اسپین کے امورِ مذہبی کی تنظیم پر مبنی تھا۔ اس ملک میں کلیسا تاج کی خدمت گذار تھی، جس کے قواعد کی اصلاح زیمنیس نے کی تھی۔ اور اس کو توسیع اقتدار شاہی بلکہ پاپائی دعوئے استحقاقات کی مزاحمت میں حربے کی حیثیت سے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ خاص کر اس استدعا کی کہ اسقف مقامی سکونت اختیار کریں اور یہ کہ پوپ پادریوں سے معاش حاصل کرنے کے استحقاق سے مستعفی ہو جائے، جولیس نے سخت مزاحمت کی۔ اور اس نے کہا کہ اس کو گوارا کرنے کی بجائے ہم ہر طرح کی بدقسمتی کو گوارا کریں گے۔ پاپائی دربار کی گذر اوقات بیرونی معاشوں پر منحصر تھی کیونکہ اٹلی کے اسقفیان مفلس تھیں۔ قومی کلیساؤں کی خودمختاری پاپائی اقتدار کو تباہ و برباد کر دیتی علاوہ ازیں کونسل کو تسلیم کرنے سے یا فرانسیسی اسقفوں کو اس میں شرکت کی اجازت دینے سے ہنری دوم کے انکار اور اسی تاجدار کی جانب سے اٹلی میں تجدید جنگ کی تیاریوں نے پوپ کو مضطرب کر دیا۔ لہذا ظاہر ہے کہ کونسل سے کوئی توقع وابستہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اس نے تو صرف پوپ اور شہنشاہ کے متضاد اغراض و مقاصد اور پراٹسٹنٹوں کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت کی ناامیدی کو نمایاں کرنے کا کام انجام دیا تھا۔ لہذا ان حالات میں جرمن اسقفوں نے اس کو بہت جلد خیرباد کہہ دیا، اور اس وقت تک لیت ولعل میں گذارتے رہے جب تک کہ جرمنی کے سلسلۂ واقعات نے اس کو دوبارہ معطل نہیں کر دیا (۲۸۔ اپریل ۱۵۵۲ء)۔

چارلس کی سیاسی تجاویز کی ناکامی

جس اثنا میں چارلس کی مذہبی حکمتِ عملی ناکام ہو رہی تھی اسی زمانے میں اس کی سیاسی تجویز کی ساری عمارت، جس کا ایک جزو مذہبی اغراض بھی تھیں، لڑکھڑا کر نیچے آ رہی۔ اگرچہ ہنری دوم تاجدار فرانس چارلس کے بڑھتے ہوئے ادعاؤں کو خوف کی نظر سے دیکھتا تھا لیکن عملی مخالفت کے لیے اب تک اپنے تیئں کافی طاقتور نہیں خیال کرتا تھا۔ تاہم ۱۵۵۱ء کے موسم گرما میں پارما اور پیاسنزا کے ناختناہی مسئلے کی بابت اٹلی میں مخاصمت رونما ہو گئی

اور اس میں ہنری دوم نے اوٹیویو فارنیسی کے مقاصد کی تائید کی۔ لیکن چارلس کے پاس گونزاگا کو بھیجنے کے لئے رقم نہیں تھی، جولیس سوم امن وسکون قایم رکھنے کے لئے بے انتہا متردد تھا اور ہنری نے جو جرمنی پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار تھا التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر کی (اپریل ۱۵۵۲ء) جس کی رو سے پارما کو دو سال تک کے لئے اوٹیویو کے قبضے میں دے دیا گیا۔

ہنری دوم نے بالکل ٹھیک اندازہ کیا کہ امر متنازع فیہ کی بابت شمال میں جنگ کی جائے۔ یہاں اسپینی حکومت اور چارلس کے مسلک کے خلاف غیظ وغضب کی آگ سرعت سے بھڑکنے لگی تھی۔ کیتھولک رؤسا میں "وقفے" (Interim) کو مقبولیت حاصل نہیں تھی؛ اس کو کلیسا کی رضامندی کے بغیر منظور کیا گیا تھا، اور پیروان لوتھر کے ساتھ مراعات کو الحاد کے ساتھ ایک خطرناک مصالحت سے تعبیر کیا جارہا تھا۔ پراٹسٹنٹ اس کے اکثر فقرات کو پوپ سے منصوب کرتے تھے اور جن ظالمانہ وسائل سے اس کو نافذ العمل کیا گیا تھا اس پر چراغ پا تھے۔

اٹلی اور جرمنی میں ہنری دوم کی مداخلت۔ سنہ ۱۵۵۱ء۔ سنہ ۱۵۵۲ء

سب سے بڑھ کر یہ کہ لینڈ گریو کے ساتھ چارلس کا طرزِ عمل سب کی بدہنمی کا باعث تھا۔ چارلس نے نہ صرف اس کو اسیری میں رکھا تھا بلکہ اس کو مجبور کر رکھا تھا کہ امورِ ترقی میں اس کے نقش قدم پر چلے۔ وہ علانیہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرتا تھا۔ حقیقت میں چارلس کی سیرت بدل چکی تھی۔

چارلس کے خلاف جرمنی میں بے اطمینانی

کامیابی کے یقین نے اس کے دل سے مفاہمت کا تمام خیال نکال دیا تھا، اور نقرص اور دیگر امراض کی سخت تکلیفوں کی وجہ سے پہلے سے زیادہ تندمزاج، اور حاکمانہ طرز کا انسان بن چکا تھا۔

فروری سنہ ۱۵۵۰ء ہی میں کسٹرن کے جان اور کلمباش کے آلبرٹ وسیبیاڈس نے مشترک مقاصد کی حفاظت کے لئے ایک جمعیت قایم کرلی تھی اور فرانسیسی تاجدار تک رسائی کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اسی اثنا میں شہنشاہ

پراٹسٹنٹوں کے ساتھ ماریس کی سازشیں

اور ماریس کے مابین تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے جا رہے ہے۔ تھے فتح ملبرگ
کے بعد سے چارلس ماریس کو ضرورت سے
زیادہ طاقتور بنانا نہیں چاہتا تھا، لہذا اپنے
مواعید کی تکمیل میں پس و پیش کر رہا تھا۔ مگڈیبرگ
اور ہالبرسٹاٹ کی حفاظت کا استحقاق اس کو نہیں دیا گیا، جان فریڈرک
کے نمائندوں کو مجبور نہیں کیا گیا کہ اپنے جدید آقا کو تسلیم کریں، اور کہا جاتا
ہے کہ شہنشاہ نے کہا کہ جان فریڈرک ایک ریچھ ہے جس کو ماریس کے خلاف
چھوڑا جا سکتا ہے، اس کے برعکس اس کم عمر الکٹر نے معلوم کر لیا کہ پراٹسٹنٹوں
میں اور خود اپنے مقبوضات میں اپنی حیثیت روزانہ دشوار تر ہوتی جا رہی
ہے۔ شہنشاہ کی غیر مقبولیت اب اس کے حق میں منتقل ہو چکی تھی۔ اور لینڈ گریو
کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا تھا اس کا الزام اس کے سر تھوپا گیا۔ اور اس کو
بڑا مجرم سمجھا جانے لگا جس نے پراٹسٹنٹ اغراض و مقاصد کو تباہ کر دیا۔
تجاویز پیش تھیں کہ فرانس کی مدد سے اس کو اپنے ناجائز مقبوضات سے
نکال باہر کر دیا جائے۔ اب ماریس گھبرانے لگا کہ اس نے ابھی جو الکٹری
حاصل کی تھی اس کو یا شہنشاہ چھین لے گا یا پراٹسٹنٹ رؤسا۔ ان شخصی
محرکات کے قطع نظر، جو قوی تھے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ماریس
پراٹسٹنٹ اغراض کا حامی بھی تھا، جو اس صورت میں شدید خطرے میں
پڑ جاتیں جب کہ چارلس مکمل طور پر سب کا مالک بن بیٹھتا۔ لہذا ماریس کے
ہم مذہبوں کے اور خود اس کے مقاصد متقاضی تھے کہ وہ رؤسا کے ساتھ
اس شرط پر اتحاد قایم کرنے کا وعدہ کر لے کہ اس کے لیے مفتوحہ علاقوں پر
امن پسند قبضے کی ضمانت دی جائے گی۔ لہذا سنہ ۱۵۵۰ء کے موسم بہار ہی سے
اس نے پیش قدمی شروع کر دی تھی۔ تاہم پراٹسٹنٹ رؤسا قدرتاً اس کو
اشتباہ کی نظر سے دیکھنے لگے خاص کر اس وجہ سے بھی کہ چارلس نے اس کو
ذمہ دار بنایا تھا کہ شہر مگڈیبرگ کو "دوقفے" کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔
لہذا ۲۰ فروری سنہ ۱۵۵۱ء سے پہلے ماریس پراٹسٹنٹوں کے خطرات کو رفع

نہیں کر سکا۔ اس نے اب یقین دلایا کہ اس شہر کے مذہب میں کسی طرح کی بھی مداخلت نہیں کی جائے گی اور یہ کہ وہ پراٹسٹنٹ مذہب کا پابند رہے گا۔ دو عہدناموں کے ذریعے (فروری و مئی ۱۵۵۱ء) رؤسا نے وعدہ کیا کہ پراٹسٹنٹ مذہب اور جرمنی کی آزادیوں کے لئے مشترکہ مدافعت میں سب شریک و متحد ہو جائیں گے اور ماریس کے لئے ارنسٹی شاخ کے تمام دعاوی کے خلاف الکٹری محفوظ کر دی گئی۔

مگڈیبرگ کی ماریس کو حوالگی۔ نومبر ۱۵۵۱ء

اب مگڈیبرگ کا محاصرہ شروع ہوا۔ نومبر ۱۵۵۱ء میں شہر نے خود کو ماریس کے حوالے کر دیا۔ شہریوں نے وعدہ کیا کہ وہ شہنشاہ سے معافی کی التجا کریں گے، تاوان ادا کریں گے، وقفے کو تسلیم کرلیں گے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ماریس نے انھیں خفیہ طور پر یقین دلایا کہ وہ مذہبی حقوق سے محروم نہیں کیے جائیں گے اور نہ ان کے مذہبی رسوم کی تکمیل میں خلل اندازی کی جائے گی۔ نیز انھوں نے ماریس کو اپنا 'برگریو' (ایک خطاب جو عموماً سکسنی کے الکٹری خاندان میں مقرر تھا) منتخب کیا، جس کی رو سے اس کو شہر اور اس کے تحتانی علاقوں پر بہت سے اختیارات حاصل ہو گئے۔

اسی اثناء میں اس مسئلے پر بحث جاری تھی کہ آیا جمعیت صرف مدافعت جاری رکھے اور جرمنی تک خود کو محدود رکھے یا خارجی امداد کی طرف نظر دوڑائے۔ ماریس نے اصرار کیا کہ اگر پراٹسٹنٹوں کو فتح حاصل کرنا ہے تو وہ فرانسس کی تائید حاصل کریں۔ جان کسٹرن کی مخالفت کے باوجود جس نے یہاں تک پیر پھیلانے سے انکار کر دیا، ماریس کے مشورے پر عمل کیا گیا

عہدنامۂ فرڈوالڈ۔ جنوری ۱۵۵۲ء

اور اکتوبر ۱۵۵۱ء میں گفت و شنید شروع کر دی گئی جو جنوری ۱۵۵۲ء میں عہدنامۂ فریڈوالڈ کی صورت میں ختم ہوئی۔ ہنری دوم نے بے حیائی اور شوخی سے استدعا کی کہ جرمنی کے مذہبی امور اس کی حفاظت میں دیدیئے جائیں۔ لیکن پراٹسٹنٹوں نے اپنے مذہب کی حفاظت و صیانت ایک ایسے شخص کے حوالے کرنے سے، جس نے اپنے ملک میں ان کے

ہم مذہبوں پر ظلم وستم برپا کر رکھے تھے، انکار کر دیا۔ اور عہد نامے میں مذہبی معاملات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ ہنری دوم نے وعدہ کیا کہ لینڈ گریو کی اسیری سے رہائی دلانے میں اور جرمنی کی آزادیوں کی مدافعت میں مدد دے گا۔ اس کے لئے شاہ فرانس کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس کو سلطنت کے ' وکار ' کی حیثیت سے کیمبرے، میٹز، ٹول اور ورڈون پر قبضہ کرنے کا اختیار دیا گیا (لیکن شہنشاہی اقتدار کو محفوظ کر لیا گیا) اور روسا نے وعدہ کیا کہ اگر شہنشاہ کی گدی خالی ہوئی تو اس صورت میں اس کو امیدواری کا موقع دیا جائے گا یا کسی ایسے شخص کو امیدوار بنایا جائے گا جو اس کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ میٹز، ٹول، اور ورڈون کی اسقفیوں کے الحاق پر جو لارین پر غالب تھیں اکثر اور نہایت سختی کے ساتھ الزام لگایا گیا ہے۔ لیکن ہمیں کم سے کم اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ فرانسیسی ان اضلاع کی مشترک زبان تھی، جرمن قومیت کا ذوق جو ان میں کبھی تقویت نہیں حاصل کر سکا تھا، اصلاح مذہب کی کش مکش میں کم زور پڑ گیا تھا، نیز اگر جرمنی کو ایک بیرونی اسپینی حکومت کے تحت نہیں رکھنا تھا تو کامیابی کے ساتھ چارلس کی مدافعت کے لئے فرانسیسی اتحاد کی ضرورت تھی۔ لیکن ماریس فرانسیسی اتحاد سے مطمئن نہیں ہوا۔ فرڈیننڈ نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ جانشینی سلطنت کی نسبت وہ چارلس کے منصوبے کی مزاحمت کرے گا۔ اس طرح دونوں میں جو دوستانہ تعلقات قایم ہوئے ماریس نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ اور فرڈیننڈ کو یہ یقین دلاتے ہوئے کہ اس پر کوئی حملہ نہیں کیا جائے گا خود کو آسٹرڈی رئیس کی عملی مخاصمت سے محفوظ و مامون کر لیا۔

جس اثنا میں ماریس شہنشاہ کے خلاف اس قدر زبردست اتحاد قایم کر رہا تھا ان دونوں میں اس کے اور شہنشاہ کے درمیان بہت گہرے تعلقات قایم تھے۔ تاہم یہ فرض کر لینا غلطی ہے کہ چارلس ان تمام باتوں سے بے خبر تھا۔ لیکن اس موقع پر چارلس علیل تھا اور بے استقلالی اور سستی کا دورہ اس پر عمل کر رہا تھا۔ جنگ ملبرگ کے بعد سے اپنی کامیابی پر اترانے لگا اور اس سازش کو بہت سرسری نظر سے دیکھنے لگا اور متوقع تھا کہ ۱۵۴۶ء کی طرح

اب کے بھی اپنے مخالفین کی خبر لے۔ وہ باور کرتا تھا کہ یا تو ماریس کو مزید مراعات دے کر اپنی طرف کر لیا جائے گا یا جان فریڈرک کو آزاد کر کے الکٹری علاقے اس کو دے دیئے جائیں گے اور اس کو تباہ اور تاراج کر دیا جائے گا۔ شہنشاہ کو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ ۱۵۴۶ء سے حالات و واقعات میں کیا کیا تغیر و تبدل واقع ہوا ہے، اس نے اس کو محسوس نہیں کیا کہ اس کی اسپینی حکومت، اس کا جبر و تشدد، اور اس کی تجویز جانشینی جرمنی میں اور خود اس کے بھائی کے حق میں کسی قدر نامقبول ہو چکی تھی، فرانسیسی اتحاد اس کے شمار میں نہیں تھا، اور سب سے اخیر یہ کہ جس شخص کے ساتھ اسے پیش آنا تھا اسی کے نسبت غلط فہمی ہو گئی تھی۔ عزت و شہرت کی خواہش کے باوجود ماریس کو پراٹسٹنٹ مذہب کا حقیقی معنوں میں خیال تھا اور وہ مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ اپنی رعایا کے مذہب کی حفاظت کرے گا۔ یہ غیر اغلب ہے کہ وہ کبھی بھی شخصی منافع پر اپنے مذہب کو قربان کرتا۔

چارلس نے اس کو بھی بھلا دیا کہ اس نے سیاسی چال بازیوں کا جو سبق پڑھایا تھا وہ اس کے شاگرد کو خوب یاد تھا، کیونکہ وہ خود استادِ تدبر و سیاست تھا۔ اور اکتیس سال کے نوجوان نے اس کو اچھی طرح ہرا دیا۔ ماریس نے اخیر دم تک ظاہری نمایش قایم رکھی، اور حتی کہ شہنشاہ کی اس استدعا کی تعمیل کا بہانہ کیا کہ اس صورت حال پر بحث کرنے کے لیئے النبرگ آئے گا۔ اس کے بعد اپنی افواج کو مجتمع کر کے، جس کو اس نے محاصرۂ گلڈ میرگ کے بعد سے روک رکھا تھا، یک بیک جنوب کی طرف روانہ ہوا اور بیشاف شیم میں ہیسی کے نوجوان ولیم سے جا ملا۔ عین اسی وقت ہنری دوم نے لارین پر چڑھائی کر دی۔ شاہ فرانس نے اعلان کیا کہ وہ جرمن آزادی کی حفاظت کے لیئے آیا ہے، اور رؤسا نے ایک اعلان جاری کیا جس میں انھوں نے لینڈ گریو کی اسیری کی رسوائی اور ناواجبیت، اور بیرونی ملک کی حیوانوں (Vichische) کی سی موروثی غلامی، کو خواہ مذہبی ہو یا سیاسی، مردود ٹھیرایا

ماریس کا اعلان جنگ اور جنوب کی طرف روانگی

۱۸ مارچ ہنری دوم کا حملہ لارین پر

جس کو چارلس جرمنی پر جبراً عاید کرنا چاہتا ہے۔ راتھنبرگ میں ماریس سے کالم باش کے البرٹ السپیاڈس آلا، اور آگسبرگ کی جانب پیش قدمی شروع کردی جو شہنشاہی اقتدار کا مینارِ دیدبان تھا، شہنشاہی فوجی دستے نے نہایت سرعت کے ساتھ اس کا تخلیہ کردیا۔

یہی موقع تھا جب کہ فرڈیننڈ نے اس طرزِ عمل کو اختیار کیا جو چارلس کے ساتھ رقابت کا، اور ماریس کے ساتھ سابقہ گفت وشنید کا نتیجہ تھا، اور

فرڈیننڈ کا مسلک

یہ وہ طرزِ عمل تھا جس کو وہ اپنے بھائی کی دست برداری تک قایم رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے اور اپنے خاندان کی اغراض ومقاصد کی حفاظت کے فکر میں فرڈیننڈ نے ثالث کی حیثیت سے مداخلت کرنے، پراٹسٹنٹوں کے ساتھ مصالحت کرلینے اور ایک متحدہ جرمنی کی حمایت وپشت پناہی سے چارلس کی تجویز توارث کو شکست دینے اور ترکوں کی طرف سختی کے ساتھ متوجہ ہونے کی تجویز پیش کی۔ لہذا اس نے ماریس کو ترغیب دی کہ لینز میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے

لینز میں کانفرنس ۱۸ اپریل

(۱۸ اپریل) جس میں انھوں نے صلح آیندہ کی نسبت عام شرائط پر اتفاق کیا اور ماریس نے ۲۶ مئی کو جنگی کارروائی ملتوی کرنے پر رضامندی ظاہر کی، اور اس تاریخ کو پاساؤ میں دوبارہ گفت وشنید کا آغاز ہونے والا تھا۔ چارلس نے اپنے بھائی کو اختیار دے رکھا تھا کہ گفت وشنید شروع کردے اور اس سے منشا یہ تھا کہ وقت مل جائے، لیکن کانفرنس کے نتائج کلیتہً اس کے ذہن میں نہیں تھے، اس طرح ماریس نے ایک اور مرتبہ سیاسی فتح حاصل کی۔ فرڈیننڈ کی غیر جانب داری عملی طور پر حاصل ہوگئی، اور ماریس کو ۲۶ تاریخ سے پیشتر کارروائی شروع کرنے کے لئے فرصت مل گئی۔ ایھرنبرگ پر پیش قدمی کرکے اس نے اس گڑھی پر قبضہ کرلیا جو درۂ انسبرگ کی حفاظت کرتی تھی۔ اور جہاں شہنشاہ مقیم تھا۔ اور چارلس جو نقرص سے اس قدر علیل تھا کہ سواری تک کرنے سے قاصر تھا،

شہنشاہ کا فرار ولاج کو

شمالی جانب نیدرلینڈس کی طرف راہ گریز اختیار کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس کے بعد ایک ڈولی میں سوار ہو کر برنر کو عبور کر کے ولاج کی جانب بچ نکلا، ماریس سے اقرار لیا گیا کہ خود شہنشاہ کو گرفتار کر کے ساری باتوں کا خاتمہ ہی کر دے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس اتنا بڑا پنجرہ نہیں ہے کہ اتنے بڑے طائر کو قید رکھوں، لہٰذا اس نے جنگ کو ترجیح دی۔

عہد نامۂ پاساؤ ۲ ہر اگسٹ ۱۵۵۲ء

جون کے مہینے میں پاساؤ میں فرڈیننڈ اور ماریس کے مابین از سر نو گفت و شنید شروع ہوئی، جہاں الکٹر، شہروں کے متعدد مبعوثین اور اکثر و بیشتر رؤسا حاضر تھے۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ چارلس نے مایوسی کی حالت میں گفت و شنید کو فرڈیننڈ کے حوالے کر دیا اور واقعات کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ لیکن یہ دور از حقیقت بات ہے۔ اس کی سیرت کی ضد اور اس کی ثابت قدمی اس موقع پر جس توضیح سے نمایاں ہوتی ہے اتنی کبھی نہیں ہوئی، اور خصوصاً جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ وہ کس شدت سے علیل تھا۔ اتحاد کلیسا کے قیام اور شہنشاہی اقتدار کی مرغوب خاطر تجویز سے دست بردار ہونے پر راضی نہ ہونے کے باعث ہر رعایت کے ایک ایک فقرے کے ساتھ جھگڑا کیا، اور ہمیشہ انتقام لینے کا خواب دیکھتے ہوئے اس نے وقت حاصل کرنے کے لیے جان توڑ کوشش کی اور ساتھ ہی ساتھ ہر طرف مخالفانہ تنظیم کی سازشیں شروع کر دیں۔ لیکن یہ سب کچھ لاحاصل تھا۔ جرمنی اس کی حکومت سے اس قدر صدمہ اٹھا چکی تھی کہ اب دوبارہ اس کی حکومت کے خاطر لڑنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ سیاسی رجحانات وقت کلیسا اور ریاست کی حکومت خود اختیاری کی جانب سختی کے ساتھ مائل تھے، اور عہد نامۂ پاساؤ ایک درمیانی جماعت کے وجود کا نتیجہ تھا، جو ان کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں فرقوں پر مشتمل تھی جو جنگ سے بیزار اور چارلس کی سیاسی تجاویز سے متنفر تھے، اور مصالحت کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ یہ ایک ایسی جماعت تھی جو خارجی علاقوں میں بھی جرمنی کے وجدانیات کا اظہار کرتی تھی لیکن ایک نقطہ پر چارلس بری طرح اڑ گیا۔

اس نے کانفرنس پاساؤ کے اقتدار کو قطعی تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ اس کا فرض ہے کہ صرف مجلس کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرے اور پاساؤ میں جو شرائط عطا کی گئیں وہ تو صرف عارضی ہوں گی۔ ماریس جس نے چارلس کی ضد سے مایوس ہو کر دوبارہ ہتھیار اٹھالئے تھے اور فرینکفورٹ آن دی مین کا محاصرہ کرلیا تھا (۱۷ جولائی) اپنی حیثیت کو اس درجے محفوظ اور مستحکم نہیں سمجھتا تھا کہ اس سے انکار کردے اور ۲ اگست کو شہنشاہ کے پیش کردہ شرائط کو منظور کرلیا۔ یہ طے ہوا کہ متحدین ۱۲ اگست سے پیشتر جنگ ختم کردینگے۔ کیونکہ اسی تاریخ لینڈگریو کو رہائی ملنے والی تھی اور چھ ماہ کے اندر ایک مجلس منعقد ہونے والی تھی جس میں تنازع فیہ مسائل کا قطعی تصفیہ ہونے والا تھا اور اگر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے تو موجودہ انتظامات حسب حال رہیں اسی اثناء میں جو ارکان معاہدۂ آگسبرگ میں شامل تھے ان کو کسی طرح سے پریشان نہ کیا جائے اور پراٹسٹنٹ اسیروں کی حیثیت سے شہنشاہی ایوان میں شریک ہوں آخر تک بھی چارلس نے اپنے وعدے کو ٹالنے اور بزور شمشیر چارہ جوئی کرنے کی سوچتا رہا۔ لیکن فرڈیننڈ کی منت وسماجت سے مغلوب ہو کر جس نے متنبہ کیا کہ اس کو متعدد پراٹسٹنٹ اور کیتھولک رؤسا سے لڑنا پڑیے گا اس نے بالآخر عہدنامہ کی توثیق کردی (۱۵ اگست) اور الکٹر جان فریڈرک اور لینڈگریو کو رہا کردیا۔

عہدنامۂ پاساؤ کے ذریعے بلاشبہ جرمنی کی عام خواہش کی ترجمانی ہوئی۔ اس میں کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں شریک تھے۔ اس کو باستثناء چند کٹر کیتھولکوں اور ان کے جوجان فریڈرک کی طرح اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کے بازگشت یا البرٹ آلسیبیاڈس والی کلم باش کی طرح تسلسل جنگ سے فائدہ اٹھانے کے متوقع تھے، سب کے سب نے دل سے منظور کرلیا چارلس جتنا صلح سے تنفر تھا غیر متاثر رؤسا کو شریک کرنا بھی اتنی ہی دیوانگی ہوتی۔ تاہم اس قدر تندمزاجی کے باوجود جو عمر کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی نظر آرہی تھی اس نے اپنی توقع کو جانے نہ دیا۔ فرانسیسیوں کو عہدنامے میں

شامل نہیں کیا گیا اگر ان کے خلاف ایک کامیاب جنگ کی جائے تو اس کی کھوئی ہوئی شہرت واپس آجائے گی اور اس کو اس قابل بنا دے گی کہ ایک اور مرتبہ ان سب چیزوں کے حصول کی کوشش کی جائے جو اس کو اتنی عزیز تھیں۔

پراٹسٹنٹ مذہب کے مقاصد اور جرمنی کی اغراض کی خوش قسمتی سے چارلس کی مہمات ناکام رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کلم باش کے البرٹ سے

چارلس کی خام کامیابی عہدنامے کی شکست میں مزاحم ہوتی ہے۔

اس نے مدد حاصل کی اور اکتوبر ۱۵۵۲ء میں میٹز کا محاصرہ کرلیا۔ لیکن گائیز کے ڈیوک کی مہارت و توانائی نے، جس نے یہیں اپنی فوجی شہرت حاصل کی، چارلس کو اپنی جدوجہد میں کامیاب ہونے نہ دیا۔ موسم سرما شروع ہوگیا اور اسپینی اور اطالوی افواج کو سخت تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ دسمبر ۱۵۵۲ء میں چارلس نے اس کوشش کو ترک کردیا اور سخت رنج کے عالم میں شکایت کرنے لگا "کہ اقبال و دولت بھی عورتوں کی طرح ایک بوڑھے شہنشاہ سے منہ موڑ کر نوجوان بادشاہ کی طرف متوجہ ہوگئے" اور نہ اٹلی ہی میں اس کی شمشیر نے کچھ جوہر دکھائے۔ سیلنَ کی جمہوریت نے داخلی اختلافات کی ابتریوں سے تنگ آکر خود کو شہنشاہ کی ضمانت میں دے دیا تھا۔ اور رینڈوزا کے تحت جو روما کا شہنشاہی سفیر تھا ایک جمعیت سپاہ کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن مینڈوزا کی سخت گیری سے اہل سین بہت جلد عاجز آگئے۔ فرانس سے مدد کے لئے درخواست کی، اسپینی افواج کو ملک سے باہر نکال دیا۔ اور فرانس کی برتری قبول کرلی، اور سلیمان نے دوبارہ فرانسیسیوں کی تائید سے ایک بحری بیڑہ روانہ کیا، جس نے باوجود ناکام رہنے کے نیپلز کو دھمکی دینا شروع کردیا۔ ۱۵۵۳ء میں شہنشاہ جو نیڈرلینڈ کی طرف بڑھ گیا تھا کسی قدر زیادہ خوش قسمت رہا۔ اور ٹیرو ٹینے کا شہر مسخر کرلیا۔ لیکن اٹلی میں نیپلز کے وائسرائے اور کاسیمو کے وائسرائے ڈیوک آف فلارنس کی کوششیں سین سے فرانسیسیوں کو نکالنے میں ناکام رہیں۔ نیپلز کو

دوبارہ ترکی بحری بیڑہ خوف دلا رہا تھا۔ ہنگری میں اسابلا بیوہ زاپولیا اور اس کے بیٹے نے ترکی تائید کی طرف مائل ہو کر بالآخر ٹرانسلوے نیا کو حاصل کر لیا، اور اگر سلیمان کو ایک ایرانی جنگ کی طرف متوجہ ہونا اور خانگی جھگڑوں میں الجھنا پڑتا جن میں خود اس کا عزیز بیٹا مصطفٰے قتل کر دیا گیا تو وائنا پر تک دوبارہ حملہ کر دیا جاتا۔

اس موقع پر ماریس کا انتقال ہوگیا اور یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ زیادہ موافق حالات میں ممکن تھا کہ چارلس کو ایک آخری فتح کا موقع دے دیتا۔ خارجی علاقوں کی جنگ کے دوران میں چارلس غیر مطمئن رؤسا کے ساتھ سازش کرنے سے باز نہیں آیا تھا جن میں زیادہ خصوصیت کے ساتھ کلمم باش کا ڈیوک قابل ذکر ہے۔ میٹز سے پیشتر اس رئیس نے جو مدد کی تھی اس نے اس کے نام پر ان رقمی عطیات اور ان اراضی کو مستقل کر دیا جن کو البرٹ نے بامبرگ اور ورزبرگ کے اسقفوں سے جبراً حاصل کیا تھا۔ البرٹ نے اب ان دعاوی کو شہنشاہی ایوان کے حکم کے باوجود بزور اسلحہ منوانے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فروری ۱۵۵۳ء میں فرڈیننڈ اور ماریس نے جنھوں نے عہد نامۂ پاساؤ کے نفاذ کے لئے جنوبی جرمنی کے دیگر رؤسا کے ساتھ ہیڈلبرگ کی جمعیت مقرر کی تھی، اس کے خلاف پیش قدمی کی اور بمقام لیورشاسن جو لیون برگ کی نواح میں واقع ہے اس کو شکست دی (۹ جولائی) لیکن اس فتح کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی کیونکہ ماریس مجروح ہونے کے دو دن بعد انتقال کر گیا۔

ماریس کا انتقال لیورشاسن میں ۹ جولائی ۱۵۵۳ء

اس طرح بتیس سال کی عمر میں ایک ایسا رئیس دنیا سے چل بسا جس نے ۱۵۴۶ء کے بعد سے جرمنی کی تاریخ میں سب سے نمایاں حصہ لیا تھا۔ آج تک اس کے اغراض و مقاصد اور اس کی سیرت کی نسبت بحث و تمحیص کا بازار گرم ہے۔ بعض لوگ اس کو میکیویلی کا شاگرد سمجھتے ہیں، یعنی وہ مذہبی یقین یا ذاتی اغراض کو سوچنے کے سوا کسی اور اصول سے معرا تھا۔ دوسرے لوگ اس کو سب سے بڑا مدبر وقت خیال کرتے ہیں۔ اور ایک ایسا شخص جو سب سے پہلی مرتبہ چارلس کے مقاصد کو تاڑ گیا تھا، اور جس کی دغابازی

سنہ ۱۵۴۶ء میں فی الحقیقت پراٹسٹنٹ مذہب کے قیام وحمایت کی جانب سب سے پہلی اور ضروری تحریک تھی، جو اس ضرورت سے اس میں پیدا ہو گئی تھی کہ شہنشاہ کی مزاحمت کی توقع سے پہلے اپنی حیثیت کو مضبوط بنا لے۔ جیسا کہ پرجوش فریقوں میں پیش آتا ہے صداقت ان دو انتہائی خیالات کے بین بین ہے۔ اگرچہ مارِیس کو دونوں مخالف مذاہب کے متنازع فیہ مسائل پر پکا یقین نہیں تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ حرص ملک گیری سے متاثر تھا۔ اس پر یہ الزام عائد کرنا نادرست ہے کہ اس نے اپنی رعایا کے مذہب کو اپنی ذاتی اغراض پر قربان کر دیا۔ بہر حال، ہم اس کی نیت کی نسبت خواہ کچھ بھی خیال کریں، اس کے مدبر وسیاست کی قابلیت تو لا کلام ہے۔ چارلس سے ایک دفعہ دھوکا کھا نا ہی تھا کہ اس نے اس کو معلوم کر لیا اور داؤ گھات میں استاد سیاست پر بازی لے گیا۔ پراٹسٹنٹ مذہب کو اپنے آخری قبول وتسلیم کی بابت اور جرمنی کو چارلس کے اسپینی ظلم واستبداد سے نجات حاصل کرنے کی نسبت کم سے کم مارِیس کا مرہون منت ہونا چاہئے۔ سکسنی کی الکٹری کو بھی اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ اس ملک پر اچھی حکومت کی گئی اور تعلیم میں ترقی دی گئی بلکہ اگر مارِیس زیادہ عرصے تک زندہ رہتا یا اسی دماغ کے لوگ اس کے جانشین ہوتے تو سکسنی سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں اپنے ہمسایہ یعنی برینڈ نبرگ کے ہوہنزولزن الکٹروں کے آگے ماند نہ پڑ جاتی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ آیا یہ صحیح ہے کہ وہ اپنی موت کے وقت زیادہ عظیم الشان چیزوں کا خواب دیکھ رہا تھا۔ اور فرڈیننڈ سے مل کر فرانس کے ساتھ اس لئے سازش کر رہا تھا کہ مرتبہ شہنشاہی خود اپنے لئے حاصل کرے۔ مارِیس اتنا زبردست مدبر سیاست تھا کہ فیصلہ کن ساعت سے پہلے اس کے مدعا کو معلوم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہم کم سے کم اتنا باور کرتے ہیں کہ اگر وہ شہنشاہ بنتا بھی تو جرمنی کو اس کی تحت کوئی نقصان نہیں برداشت کرنا پڑتا۔

مارِیس کی موت سے نہ تو البرٹ کو کوئی فائدہ پہنچا اور نہ چارلس کو اول الذکر تھوڑے سے دن بعد جرمنی سے نکال دیا گیا تاکہ ایام زندگی شاہ فرانس کی

اسیری میں کاٹ دیے۔ اور فرینکونیا میں اس کے جو مقبوضات تھے اس کے رشتے کے بھائی جارج فریڈرک والئی انسپاش کے حوالے کر دیئے گئے، اور چارلس نے جرمنی کے متحدہ ارادے کے مقابلے سے مایوس ہو کر ناگزیر حالات کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس نے جانشینی کی تجویز کو خیر باد کہدیا اور مذہبی مشکلات کے مستقل تصفیے کی مخالفت ختم کر دی۔ اس طرز عمل کی طرف وہ زیادہ تر اس لئے مائل ہوا تھا کہ اب اس کا خیال تھا کہ فلپ کا عقد میری کیتھولک ملکۂ انگلستان کے ساتھ کر دے، اور اس طریقے سے انگلستان کو اسپین کی سلطنت سے متحد کر دیے اس تغیر مسلک کے ساتھ اس کے اور اس کے بھائی کے مابین حریفانہ مخالفت کا بھی خاتمہ ہو گیا، اور فرڈیننڈ کو جرمنی میں آزادی عمل دے دی گئی۔

سکسنی کے معاملات سب سے پہلے توجہ کے محتاج تھے۔ جان فریڈرک کے شکوے شکایت کے باوجود اس کو بعض علاقہ داری حقوق و مراعات دے کر جبراً چپ کر دیا گیا۔ اور بقیہ علاقے مع حقوق الکٹری آگسٹس برادر ماریس کو مل گئے۔ اس مسئلے کو اطمینان بخش طور پر طے کر چکنے کے بعد فرڈیننڈ نے اپنے بھائی کو مجبور کیا کہ مجلس کو فروری ۱۵۵۵ء میں بمقام آگسبرگ طلب کرے۔ لیکن چارلس نے اس گفت و شنید میں حصہ لینے سے انکار کر دیا اور فرڈیننڈ کو اجازت دے دی کہ وہ اس کی صدارت کرے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق معاملات کا تصفیہ کرے، لیکن متنبہ کیا گیا کہ کوئی چیز اس کی ضمیر کے خلاف عمل میں نہ لائی جائے۔

مجلس آگسبرگ فروری تا ستمبر ۱۵۵۵ء۔

باستثنائے چند جرمنی کے تمام کیتھولک اور پراٹسٹنٹوں نے بالاتفاق مذہبی مسائل کے تصفیے کی اور ایک ایسی صلح کے قیام کی خواہش ظاہر کی جو انھیں البرٹ والی برنڈنبرگ جیسے مفسدہ پرداز سے امن دلا سکے۔ تاہم ان دونوں مذاہب کے متضاد اغراض و مقاصد میں مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش میں (جو ہمیشہ ایک دشوار امر تھا) شہنشاہی دستور اساسی کی پیچیدہ خصوصیت کی وجہ سے دو چند مشکلات پیدا ہو گئیں۔ لہذا جونہی گفت و شنید کا آغاز ہوا اختلافات ظاہر ہو گئے

جولیس سوم کا انتقال مارچ ۱۵۵۵ء معاملات میں سہولت پیدا کرتا ہے۔

اور پاپائی جماعت نے ان کی آبیاری کی۔ خوش قسمتی سے مارچ میں جولیس سوم کی وفات کی بدولت اس کے وکیل کارڈینل مورون کو مجبوراً آگسبرگ سے واپس ہو جانا پڑا۔

دوسرا پوپ، مارسیلس دوم صرف بیس دن رہا اور اس کے جانشین پال چہارم (کرافا) نے اگرچہ راستے میں ہر طرح سے روڑے اٹکانے کی کوشش کی لیکن وہ صرف پراٹسٹنٹوں کو عطا شدہ مراعات کو محدود کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ دو لفظوں پر اتفاق کرنا مقابلۃً آسان تھا۔ اعلان کیا گیا کہ آیندہ سے تمام مذہبی تنازعات کا تصفیہ امن پسند ذرایع سے عمل میں لایا جائے۔ اور اس مقصد کے پیش نظر کیتھولک اور لوتھری مذہب کی بابت ہر معاملے میں دونوں فریق کے اسیسر مساوی تعداد میں شہنشاہی ایوان میں شرکت کریں۔ دوسرے مسائل میں زیادہ دشواریاں حائل تھیں۔ پیروان لوتھر نے ابتداءً خواہش کی تھی کہ ہر فرد کو موقع دیا جانا چاہیئے کہ وہ آگسبرگ کے اقرار نامے کو تسلیم کرے خواہ وہ پراٹسٹنٹ ریاست کی رعایا ہو یا نہیں۔ لیکن وہ کیتھولک رؤسا اس سے خایف ہو گئے جن کے علاقوں میں لوتھری مذہب نے عظیم الشان ترقی کر لی تھی اور مصلحین کو اس عہد و پیمان اور قول قرار پر قناعت کرنے کے لئے مجبور کیا گیا کہ ہر دنیاوی رئیس یا شہنشاہی شہر کو خود اس بات کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے کہ وہ اپنی حدود کے اندر کس مذہب کو اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ اور جو اس بات کو نہ مان سکیں اپنے مال و اسباب سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ مذہبی جائداد کو دنیوی رؤسا کے اقتدار کے تحت دنیوی حیثیت بخشنے کی نسبت بھی ایک مصالحت کی گئی۔ وہ تمام جائداد جو عہد نامہ پاساؤ (۱۵۵۲ء) سے پیشتر دنیوی حیثیت اختیار کر چکی تھی اس کو اسی حالت پر برقرار رکھا گیا لیکن اس حق کے مزید استعمال کی اجازت نہیں دی گئی۔ پراٹسٹنٹوں نے اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مذہبی رؤسا کو دنیوی رؤسا کی طرح اجازت دی جائے کہ وہ اپنی حدود اراضی کے اندر جو مذہب چاہیں قایم کریں اور جو مذہبی رئیس یا بشپ لوتھری مذہب کو قبول کرے اس کے مراتب و محاصل برقرار رہیں۔ یہ بات ساری سلطنت کی

عمارت کو منہدم کردیتی، لہذا کیتھولک فرقہ اور خود فرڈی نینڈ نے اس کی زبردست مخالفت کی۔ پیروان لوتھر ڈٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے فرڈی نینڈ اس مسئلے کی بابت غور و خوض کو ملتوی کرنے کی فکر میں پڑگیا، تاکہ کہیں ایسا نہو کہ بقیہ عہدنامہ پر بھی پانی پھر جائے۔ لہذا آخر الامر ایک غیر اطمینان بخش مصالحت کی گئی۔ شرائط یہ منظور ہوئی تھیں کہ اگر کوئی مذہبی شخص آیندہ اپنے کیتھولک مذہب کو خیرباد کہدے تو وہ اپنی خدمت سے اور اس سے متعلقہ محاصل اور سرپرستی سے بھی دست بردار ہو جائے۔ پیروان لوتھر نے عہدنامے میں اس فقرے کو داخل کرنے کی اجازت تو دے دی۔ لیکن احتجاج یہ کیا کہ وہ اس شرط کو اپنے اوپر لازم نہیں تصور کرتے۔ اور مزید یہ رعایت حاصل کی کہ مذہبی رؤسا کی اس رعایا کو جس نے پہلے ہی سے پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرلیا ہے ایذا نہ پہنچائی جائے اور جو لوگ بعد میں لوتھری مذہب اختیار کریں انھیں ترک وطن کی اجازت دی جائے۔

صلح آگسبرگ نے چارلس کی اس کوشش پر کہ مجددہ سلطنت مغرب کی بنیاد پر کلیسا میں دوبارہ وحدت قایم کی جائے، آخری مہلک ضرب لگائی۔ اور مذہبی امور میں اصول خود اختیاری کو قطعی طور پر تسلیم کرلیا گیا۔ اگر چارلس اپنے بیرونی دشمنوں پر فتحمند ہوتا (اور بہت اغلب ہے کہ کم سے کم کچھ دنوں کے لئے وہ ایسا کرتا) تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہتا۔ اگر اس میں حوصلہ مندی کی امنگ نہ ہوتی اور وہ اپنی توجہ جرمنی تک محدود رکھتا تو ممکن ہے کہ پیروان لوتھر کو پیس دینے میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن اس کی اولو العزمی اور بلند نظری ہی اس کے مقصد و منشا کی تکمیل میں مزاحم ثابت ہوئی۔ بار بار جب اس نے ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی سیاسیات کی کوئی نہ کوئی فوری ضرورت درمیان میں حائل ہو کر رکاوٹ پیدا کرتی رہی۔ اور آخر کار مقامیت کے اصول نے قوت پکڑ لی اور غیر ملکی امداد کی بدولت وہ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہو گیا۔ تاہم پراٹسٹنٹوں پر اس بات کا الزام عاید کرنا درست نہ ہوگا کہ انھوں نے سیاسی اغراض کی ترقی کے لئے مذہبی شور و غل برپا کر رکھا تھا۔ یورپ کے دوسرے مقامات کی طرح جرمنی میں بھی مذہبی عنصر ناگزیر طور پر سیاسیات

کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ اصلاح دین نے سابق سے موجودہ سیاسی خواہش و آرزو
کے لئے ایک مسلک اور ایک نیا جوش فراہم کر دیا اور بالآخر کامیابی کا
سہرا ان سیاسی میلانات کے سر رہا جو سب سے زیادہ زبردست تھے۔ اگر چارلس
جداگانہ سرشت کا انسان ہوتا تو وہ غالباً پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیتا اور
جرمنی میں ایک سلطنتِ متحدہ قایم کر لیتا۔ لیکن اس کی سیرت اور اسپین کی
ہمدردی نے اس سے باز رکھا، اور اس کو مکمل فتحمندی کہیں بھی حاصل
نہ ہوئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرکز روز بروز کمزور ہوتا گیا۔ اس کے بعد سے
جرمنی ایک مجلسِ عمومی یا ایک مجلسِ قومی منعقد کر کے دونوں مذاہب میں مصالحت
پیدا کرنے کی توقع سے ہاتھ دھو چکی۔ لوتھری کلیسا نے قانونی منظوری حاصل کر لی
اور پراٹسٹنٹ ریاستیں اس کی دعویدار تھیں کہ وہ کسی بھی خارجی مذہبی اقتدار کی
مداخلت کے بغیر راہِ عمل اختیار کر رہی تھیں۔ اس طرح ازمنۂ وسطیٰ کے
تصورِ کلیسا و ریاست میں کامل انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور دنیاوی اقتدار نے ایک ایسی
خود مختاری حاصل کی جس سے وہ پہلے ناآشنا تھا۔ تاہم یہ تصفیہ قطعی اور آخری
نہیں تھا۔ اور اسی میں آیندہ منافرت کا تخم بو یا گیا تھا۔ انفرادی اصول رواداری کو
تسلیم نہیں کیا گیا۔ اگر رؤسا نے اپنی رعایا کی غالب تعداد کا مذہب اختیار کیا تو
اقلیت رکھنے والے فریق کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا تھا۔ اتنا یقین تھا کہ
مذہبی شرائط محفوظہ شدید تنازعات کا باعث ہوں گے۔ علاوہ ازیں کالوینی
فرقے کے لوگ جو مستقبل قریب میں سب سے زیادہ پرجوش مصلحین بننے والے
تھے اس صلح میں شریک نہیں کئے گئے تھے۔ ان کے اور پیروانِ لوتھر کے مابین
جو مذہبی مناقشات رونما ہوئے ان کی بدولت موجودہ سیاسی رقابتوں میں
اور زیادہ تلخی پیدا ہو گئی۔ کیتھولک فرقے نے اس سے فائدہ اٹھایا اور مذہبی مسئلے
کے آخری تصفیے سے پیشتر جرمنی کو ابھی جنگ سی سالہ کے ہولناک دور میں
سے گذرنا تھا۔

جس وقت جرمنی کو ان عظیم الشان مسائل میں مستغرق رکھا گیا عین
اسی وقت فرانس کے ساتھ نیدرلینڈ کی سرحد پر اور اٹلی کے اندر جنگ

ورسیلز کی عارضی صلح۔ فروری ۱۵۵۶ء

جاری رکھی گئی جس سے مختلف نتائج مترتب ہوئے۔ اپریل ۱۵۵۵ء میں کاسیموڈیوک فلارنس نے شہنشاہ کے حق میں سینا کو دوبارہ فتح کرلیا۔ دوسرے مقامات میں جنگی کارروائیاں غیر اہم تھیں۔ اور ۱۵۵۶ء میں بمقام ورسیلز عارضی صلح کی گئی جس کی وجہ سے ایک مختصر مدت کے لئے ہتھیار رکھدئے گئے۔ لیکن اسی تاریخ سے چارلس اسپین کے تخت و تاج سے دست بردار ہوگیا۔

چارلس کی تیاری دست برداری

اپنی تمام تجاویز میں نامراد رہنے اور نقرس ضیق النفس اور دیگر امراض کا شکار بن جانے کی وجہ سے مایوس ہو کر اس نے عزم کرلیا کہ ملحد جرمنی کو فرڈیننڈ کے حوالے کردے اور اپنے بقیہ علاقوں کی حکومت سے اپنے بیٹے کے حق میں دست بردار ہوجائے۔ چارلس سادہ لوحی سے توقع کرتا تھا کہ فلپ ملکۂ انگلستان کے ساتھ رشتہ جوڑنے اور جوانی کی قوت و توانائی کی بدولت ایک عظیم الشان کیتھولک بادشاہی قایم کرنے میں کامیاب ہوگا۔ اور اپنی سلطنت کا مرکز اسپین ہی کو قرار دے گا، نیز الحاد کی خطرناک نشو ونما کی مزاحمت کرے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی کہ وہ آخر ایک نہ ایک دن تاجدار فرانس کو عاجز کرکے رہے گا اور یورپ میں اسپین کے غلبہ و اقتدار کا سکہ بٹھادے گا۔ میری کے ساتھ فلپ کی شادی ہی کے موقع پر ملان اور اٹلی کو فلپ کے علاقے سے ملحق کردیا گیا تھا، لیکن تفریق اقتدار نے اس میں مشکلات پیدا کردئے اور بعض باتوں میں باپ بیٹوں میں جھگڑا بھی ہوگیا۔ لہذا اکتوبر ۱۵۵۵ء میں عہدنامہ آگسبرگ سے ایک ماہ پیشتر ملکۂ میری والی ہنگری نیدرلینڈز کی نائب السلطنتی سے مستعفی ہوگئیں اور ان علاقوں کی حکومت جو ابھی ابھی دوسری مرتبہ سلطنت سے جدا ہوئی تھی فلپ کے حوالے کردی گئی۔

اس پر بھی چارلس بظاہر کچھ اور دن تک حکومت اسپین کو اپنے

ہاتھ میں رکھنا چاہتا تھا لیکن اٹلی اور نیدرلینڈز کی مدافعت اسپینی سپاہ و رقم کے بغیر شاید ہی ممکن تھی؛ لہٰذا جنوری ۱۵۵۶ء میں فلپ کو شاہ اسپین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ بالآخر اسی سال کے ستمبر میں چارلس شہنشاہی سے مستعفی ہو گیا، اگرچہ بعض اصلاحی امور کے باعث فرڈی نند دو سال تک منتخب نہیں ہوا۔ اس عمل سے اس بلند خیال پر جس نے سب سے پہلے میکسی ملین کے دماغ میں جگہ پائی تھی کہ اسپین، اٹلی اور نیدرلینڈز کو جرمنی کے ہیپسبرگ والے خاندانوں کے علاقوں کے ساتھ ایک حکومت کے تحت کیا جائے پانی پھر گیا اور فرڈی نند کو کیتھولک کے زیادہ معقول مسلک پر واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد سے ۱۷۰۰ء میں اسپینی خاندان کے مٹنے تک ہیپسبرگ دو شاخوں میں منقسم رہا۔ ان میں سے آسٹروی خاندان جنوبی جرمنی کے خاندانی علاقوں پر حکمراں رہا اور سلطنت کے انتخابی تاج کو حاصل کیا۔ اور اسپینی خاندان اٹلی، فرانچ کومٹی، نیدرلینڈز اور نئی دنیا کے مفتوحہ علاقوں پر حکومت کرتا تھا۔ غالباً اسپین کے حق میں مناسب یہی ہوتا کہ کبھی کوئی جرمنی شہنشاہ اپنا بادشاہ نہ ہوتا؛ اور ادھر نیدرلینڈز جو آرچ ڈیوک فلپ کی تنہا موروثی ملک کی حیثیت سے باقی رہ گیا تھا اسپین کی کمزوری اور تحقیر و ذلت کا ذریعہ ثابت ہونے والا تھا۔

جنوری ۱۵۵۶ء میں فلپ کو شاہ اسپین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ ستمبر میں چارلس تاج شہنشاہی سے مستعفی ہوتا ہے۔

چارلس نے بار حکومت کو خسرو سال شانوں پر منتقل کر کے بماہ ستمبر ۱۵۵۶ء صوبہ اسٹریمڈورا میں یوسٹے کی جرمنی خانقاہ میں عزلت نشینی اختیار کر لی۔ اس کی خانقاہ والی روایاتی زندگی کسی قدر صحت کی محتاج ہے۔ وہ خانقاہ کے اندر سکونت پذیر نہیں تھا، بلکہ ایک مکان میں جو اس کے لئے قریب تر مقام میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اگرچہ وہ مذہبی زندگی بسر کرتا اور کلیسا کی نمازوں میں برابر شریک رہتا تھا، حتیٰ کہ سزائے تازیانے کے

چارلس یوسٹے میں ستمبر ۱۵۵۶ء تا ستمبر ۱۵۵۸ء

کفارے کو برداشت کرتا تھا تاہم اس کی روزانہ زندگی سخت ریاضت کی نہیں تھی۔
غذا میں وہ نہ صرف صحت کی بنا پر روزہ رکھنے سے معذور تھا بلکہ نقصان کے باوجود
مرغن اور غیر صحت بخش اغذیہ کا ہمیشہ کی طرح اب بھی دلدادہ تھا۔ اس نے
کسی صورت میں بھی تمام دنیاوی تعلقات سے کنارہ کشی اختیار نہیں کر لی تھی،
بلکہ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹی جوینا، جس نے فلپ کی غیر موجودگی میں کیا سٹایل
کی نائب السلطنت کی حیثیت سے کام انجام دیا تھا، کے ساتھ بہت مراسلت
کرتا تھا۔ ۱۵۵۷ء اور ۱۵۵۸ء کی لڑائیوں کے لئے فراہمی محاصل میں اس نے
سب سے زیادہ عملی حصہ لیا۔ اس کے آخری کاموں میں ایک یہ بھی تھا کہ

چارلس پنجم کی وفات
۲۱، ستمبر ۱۵۵۸ء

اس نے نائب السلطنت سے اصرار کیا کہ وہ لوتھری الحاد کو جو اسپین میں نمودار ہو گیا تھا ملیامیٹ کر دے اور اس کی گوشہ نشینی میں بھی وہی اصول اس سے چمٹے رہے جنھوں نے اس کی ساری زندگی میں رہنمائی کی تھی۔ اور چارلس بالآخر ۵۸ سال میں ان امراض کا شکار ہو گیا جو کچھ دنوں سے اس کو ستا رہے تھے (۲۱، ستمبر ۱۵۵۸ء)

شہنشاہ کا ذکر اتنی مرتبہ آچکا ہے کہ یہاں اس کی نسبت بہت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی سیرت کے خدوخال بہت عرصے بعد اجاگر ہوئے۔ اور ۱۵۲۱ء کی مجلس دارمس تک اس نے اپنی قوتوں کا اظہار نہیں کیا لیکن اس لمحہ سے اپنے مقام کی اضطراب انگیز مشکلات کی طرف التزام مقصد کے ساتھ جھکا۔ یہ بات اس وقت اور زیادہ قابل تعریف ہو جاتی ہے جب ہم اس کی بے پروائی اور بے استقلالی کو پیش نظر لاتے ہیں۔ اس کی ان تین صفات یعنی اس کی ضد، اس کی سستی اور اس کی بے استقلالی کے مابین جو پیکار جاری رہی وہی ہے جو اس کی راہ و روش کے تناقضات کی توضیح کرتی ہے۔ مستقل مزاج اور کم سخن تھا، لیکن بعض وقت اپنی جلد مشتعل ہونے والی طبیعت کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کے دو وزرا گاٹینارو اور گرینویل اور اس کا کنفسر پیڈرو ڈی سوٹو کے سوا شاذ و نادر ہی کسی کو

اپنے مشورے میں شریک کرتا تھا۔ اگر ہم اس کی بیوی ایسابلا پرتگالی کو جس کا ۱۵۳۹ء میں انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹا اور اس کی بہنوں کو مستثنیٰ کر دیں تو بہت کم افراد سے اس کو گہری انسیت پیدا ہوئی۔ اس کو جو بھی صدمہ پہنچا کبھی نہیں بھلا پایا، اس لئے نادر اوقات میں فیاضانہ سلوک کیا ہے۔ وہ خوف بلکہ قدر و تحسین پر حکومت کرتا تھا لیکن محبت بڑھانے کے لئے نہیں۔ اگرچہ وہ ابتداءً نیدرلینڈز والا تھا اور جرمن ہرگز نہیں بن سکا لیکن بہت جلد پکا اسپینی بن گیا اور اسپین کو ایک نمونہ سمجھتا تھا جس کو وہ یورپ کی تقلید کے لیے پیش کرنا چاہتا تھا۔

۳۔ فرانس اور اسپین کے مابین آخری جنگ

چارلس کی یہ خواہش کہ اپنے جانشین کے لئے چند سال کی مہلت حاصل کرے پوری نہیں ہوئی۔ گائیز کے ڈیوک جو فرانس کی جنگی جماعت کا نمائندہ تھا، اس کے بھائی لارین کے کارڈینل اور خاص کر پال چہارم کی جانب سے اس میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ وہ آتش کا پرکالا اسقف جواب اسی سال کا گرگ باراں دیدہ تھا کیتھولک ردعمل کا قائد ہونے کے باوجود ساری عمر اٹلی میں اسپینیوں کا زبردست مخالف رہا۔ نیپلز کے ایک خاندان (کرافا) کا رکن ہونے کی حیثیت سے جو ہمیشہ اس سلطنت کی انجوی (Angeuin) جماعت کا حامی و طرفدار رہا۔ اس نے ابتدا ہی میں چارلس کو ناراض کر دیا تھا جس سے اس نے اس کا نام حکومت کی مجلس سے خارج کروا دیا اور نیپلز کی صدر اسقفی کے لئے اس کے انتخاب کی مخالفت کی۔ ان حالات میں یہ تعجب کا امر نہیں کہ پوپ کی حیثیت سے وہ اسپین کی مخالفت کے اس مسلک کو اختیار کرے جو اب پاپائیت کی روایات میں داخل

پال چہارم فلپ کے خلاف فرانس کیساتھ اتحاد قایم کرتا ہے۔ جولائی ۱۵۵۶ء

ہوچکا تھا اس کو اطالوی آزادی کے دن یاد تھے اور وہ اسپینوں کو اس آزادی کے حق میں سب سے خطرناک دشمن سمجھتا تھا۔ فرانسیسیوں کو اس نے کہا آیندہ آسانی کے ساتھ نکال باہر کردیا جاسکتا ہے، لیکن اسپینی بمنزلہ جنگلی گھاس کے ہے جو جہاں گرے وہیں جڑیں نکال لیتا ہے، ان محرکات سے متاثر ہوکر اس نے ۱۵۵۵ء میں فرانس کے ساتھ ایک معاہدہ طے کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اسپینیوں کو اٹلی سے نکال دیا جائے اور اب وہ ہنری دوم سے اصرار کرنے لگا کہ اسپین کے ساتھ جنگ کا خاتمہ کردے۔ اہل گائیز نے جنگ کی طرف داری میں اپنا اثر صاف کردیا اور جولائی ۱۵۵۶ء میں فرانسیسی حقوق نیپلز کی تجدید کی ایک خیالی تجویز کے زیر اثر ایک عہد نامہ مرتب کیا گیا جس کے بموجب طے پایا کہ نیپلز کو فلپ سے چھین لیا جائے اور ہنری کے لڑکوں میں سے کسی ایک کو عطا کیا جائے لیکن اس کا ایک حصہ علیحدہ کردیا جائے جو مال غنیمت کے ایک حصے کے طور پر پوپ کو ملے گا۔

پال مخاصمانہ کارروائیوں کے آغاز یا کالونیوں کی سزادہی کے لئے جو شہنشاہی اغراض کے حامی تھے اس اتحاد کا منتظر نہیں تھا۔ اس کے جواب میں آلوا کا ڈیوک جو ابھی نیپلز کا گورنر مقرر ہوا تھا پاپائی ریاستوں پر گھس آیا (ستمبر) اور فرانسیسیوں کی غیر موجودگی میں کمپگنا کے اہم مقامات پر قبضہ کرلیا۔

آلوا کے ڈیوک کی چڑھائی پاپائی ریاستوں پر۔ ستمبر ۱۵۵۶ء

حقیقت یہ ہے کہ اگر ڈیوک یا اس کے تاجدار آقا کو تامل اور پس وپیش نہ ہوتا تو خود روما کو مسخر کرلیا جاتا لیکن فلپ کے احکام یہ تھے کہ پوپ کو مطیع کرکے اس سے شرائط منظور کروالئے جائیں نہ کہ اس کا بالکل خاتمہ کردیا جائے۔ لہذا آلوا نے پوپ کی ریاکارانہ شرائط کو تسلیم کرلیا اور مزید جنگی کارروائیوں کو ملتوی کردیا یہانتک کہ دوسرے سال کے آغاز میں گائیز کے ڈیوک کی سرکردگی میں فرانسیسی فوج نے پیش قدمی کی اور اس کو جنوب کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ آلوا نے اب توقف وانتظار کی مصلحت پر عمل کرنا شروع کردیا اور فرانسیسیوں کے ساتھ کھلے میدان میں نکل کر لڑنے سے انکار کردیا اور جیسا کہ گنز آلو دنے ۱۵۰۳ء میں کیا تھا گھات میں لگا رہا اور

رفتہ رفتہ ان کی تعداد کو چھانٹنے لگا۔ وائی گائیز شہر سیوٹلا کی تسخیر کی کوششوں پر

نیپلز پر فرانسیسیوں کی چڑھائی لیکن سینٹ کوئنٹنی کی شکست کی وجہ سے ان کی واپسی جنوری تا اگست ۱۵۵۷ء

پانی پھر جائے (۱۵ مئی) اوران جنگی چالبازیوں سے بتنگ آجانے کے باعث سلطنت نیپلز کے تخلیے پر مجبور ہوگیا اور اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد سینٹ کوئنٹنی کی شکست کی خبر کی وجہ سے اس کو فرانس واپس طلب کرلیا گیا (۱۵ اگست) سینٹ کوئنٹنی نے اپنے بادشاہ کی بہت ہی تھوڑی خدمت کی کلیسا کی اس سے کم اور اپنی شہرت ونیک نامی کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔ پال نے جب دیکھا کہ اتحادیوں نے اپنا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو پیش کردہ شرائط کو منظور کرلینے پر خود کو مجبور پایا۔ لیکن یہ شرائط اتنی فائدہ بخش تھیں کہ آلوا نے افسوس کے ساتھ

پال نے آلوا کی شرائط کو مان لیا ہے۔

بیان کیا کہ یہ شرائط ایک شکست خوردہ شخص کی پیش کردہ معلوم ہوتی ہیں نہ کہ ایک فاتح کی۔ اس کی رو سے طے یہ پایا کہ کلیسا کے علاقے صحیح سالم واپس کردیے جائیں۔ بقیہ فرانسیسی افواج کو فرانس واپس ہونے کے لئے راستہ دیا جائے اور کالونیوں کے معاملے کو فلپ اور پوپ کی ثالثی کے روبرو پیش کیا جائے۔ آلوا کا ڈیوک معافی مانگے اور پوپ سے شفاعت حاصل کرے۔ اس لئے کہ اس نے پوپ کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی جرائت کی۔

قبضۂ اٹلی کے لئے یہ آخری جنگ جو ایک مدت دراز سے جاری تھی حیرت انگیز تناقضات پیش کرتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ متعصب ترین پوپ متعصب ترین بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے بلکہ اپنی امداد کے لئے غیر عیسائی اور جرمنی کے تنخواہ دار پراٹسٹنٹوں کو طلب کرتا ہے اور اس کا مخالف اپنے آقا فلپ کے حکم کے بموجب پوپ کے ساتھ جنگ تو کرتا ہے لیکن قدم قدم پر ہر طرح کے اظہار تعظیم کے ساتھ اور جب شرائط صلح پیش کرتا ہے تو پوپ کے قدموں کے آگے اظہار عجز و نیاز کے ساتھ۔ تاہم پر رعونت صورت و وضع کے باوجود پال کو ٹھیس ضرور لگی۔ فرانسیسیوں نے اس کے بعد سے

سسلی، نیپلز اور ملان اسپین کے حق میں آخری مرتبہ فتح ہوتے ہیں۔

اٹلی کے لئے کشمکش کرنی چھوڑ دی۔ سسلی، نیپلز، اور ملان، اسپینی ہیپسبرگ کے خاندان کا چراغ ۱۷۰۰ء میں گل ہونے تک اس کے ارکان کے ہاتھوں میں رہے۔

اس اثنا میں فرانس کی مشرقی سرحد پر جو جنگ چھڑ گئی تھی اس میں اس ملک کی قوت و بے بسی صاف طور پر نمایاں تھی۔ جاگیری سپاہیوں نے نہایت کم زور مدافعت کی صوبہ واری پیدل دستے جن کی تنظیم فرانسس اول نے ۱۵۳۴ء میں کی تھی کبھی نہیں کامیاب ہوئے اور فرانسیسی کاشتکاروں میں صرف اہل گیسکنی قابل لحاظ تعداد میں نمودار ہوئے۔ لہذا فرانس کو چھ ہزار جرمن تنخواہ دار سپاہ کا سہارا ڈھونڈنا پڑا۔ ڈیوک سیوائے امیانول فلبرٹ جس کے قبضے سے اس کے علاقے چھین لیے گئے تھے ایک انتیس سال کا جوان تھا۔ اور فلپ کی

فرانس کی مشرقی سرحد پر حملہ ہسپانوی کی فتح سینٹ کوئنٹن ۱۰ اگست

افواج کا سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے اسپینی حکومت کے مختلف ممالک سے ایک بہت بڑے لشکر کو فراہم کیا تھا اور اس کی مدد کو ایک انگریزی دستہ بھی آیا جس کو بڑی مشکل سے راضی کیا گیا تھا کہ اپنی ملکہ کے شوہر کی مدد کرے۔ دونوں جنگی فریق قریب قریب مساوی طور پر مالی مشکلات میں مبتلا تھے لیکن چارلس کی قوت عمل نے سینٹ یوسٹے کی گوشہ نشینی میں اہل اسپین سے گراں قدر رقم مہیا کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ سیوائے کے ڈیوک کی آمد پر کالگنی نے شہر سینٹ کوئنٹن میں جاکر پناہ لی (۲ اگست) اس شہر کو فرانس اور لوکنٹریز کے مابین تجارتی مرکز ہونے کی حیثیت سے اہمیت حاصل تھی مارشل ڈی مانٹمرنسی نے جس کے اختیار میں اصلی کمان دی گئی تھی اس شہر کو نجات دلانے کی غیر محتاط اور شتاب کارانہ کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو شکست فاش نصیب ہوئی (۱۰ اگست)۔ خود مارشل، امرا اور ہزاروں معمولی سپاہ اسیر بنالئے گئے اور ان سے بھی زیادہ تعداد میں مارے گئے۔ حاصل کلام یہ کہ تھوڑے دنوں کے بعد

سے فرانس کو کبھی ایسی تباہ کن شکست نہیں ہوئی تھی۔ اس فتح کی خبر پا کر چارلس نے پوچھا "کیا میرا لڑکا پیرس میں نہیں ہے"؟ اور اس وقت اگر خود چارلس سالار فوج ہوتا تو پیرس یقیناً مسخر ہو جاتا۔ لیکن فلپ نے جو ہمیشہ جنگ سے زیادہ صلح کی گفت وشنید کا دلدادہ تھا سینٹ کوئنٹن پر کامل قبضہ ہونے تک تاخیر کی۔ یہ شہر کالگنی کی قابلیت و توانائی کی وجہ سے مدافعت کرتا رہا اور ۲۷ اگست تک اس پر کوئی یلغار کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اس تاخیر نے فرانس کو بچا لیا۔ اس کے بعد ہی اسپینی چھاؤنی میں جھگڑا فساد برپا ہو گیا جسکا انجام انگریزوں کی پسپائی ہوا۔ جرمن سپاہ تنخواہ نہ پانے کی شکایت کرنے لگی اور اکثر فرانسیسی افواج میں شامل ہو گئی۔ بعض اور مقامات کی تسخیر کے بعد فلپ کی افواج اپنے سرمائی مرکزوں کو واپس ہوئیں۔ جنوری میں گائیز کے ڈیوک کے اچانک حملے نے کم از کم فرانسیسیوں کی رائے میں سینٹ کوئنٹن کی تباہی کا بدل کر دیا۔ انگریز اپنے اعتماد کی خود بینی کی وجہ سے کچھ دنوں سے شہر کی مدافعت میں غفلت برتنے لگے تھے اور موسم سرما میں اپنی افواج کے ایک حصے کو واپس بلا لیتے تھے کیونکہ باور کیا جاتا تھا کہ اس موسم میں دلدل ناقابل عبور رہوتی ہے۔

گائیز کا ڈیوک کیلے کو مسخر کرتا ہے — ۸ / جنوری ۱۵۵۸ء

ڈیوک اس واقعے سے باخبر ہو کر یک بیک شہر کی فصیل کے سامنے نمودار ہوا اور یورش کر کے نیو من برج اور اسپینک کے دو قلعوں کو مسخر کر لیا۔ یہ وہ قلعے تھے جو علی الترتیب سمندر اور ساحل سے کیلے کی حفاظت کرتے تھے۔ شہر اپنے قابو سے نکل چکا تو لارڈ ونٹورتھ نے اس کی حفاظت سے مایوس ہو کر ۸ / جنوری کو اس کو حوالے کر دیا۔ اس شہر کی بازیافت، جو اڈورڈ سوم کے زمانے سے انگریزوں کے ہاتھوں میں تھا، قدرۃً فرانسیسیوں کی انتہائی مسرت کا باعث ہوئی۔ جون میں گائیز کے ڈیوک نے تھیون ویل لے لیا۔ اور جولائی میں مارشل ڈی ٹرمس نے جو کیلے کے دستے کا افسر تھا ڈنکرک اور مارڈیک حاصل کر لئے۔ لیکن مارشل بخیر دانشمندی سے دشمن کے ملک میں بہت آگے نکل گیا تھا اور پیچھے

گراویلینس میں فرانسیسیوں کی شکست ۱۳ جولائی ۱۵۵۸ء

گراویلینس کو بری حالت میں چھوڑ آیا تھا۔ اس نے جب واپس ہونے کی کوشش کی تو ایک طرف سے گراویلینس کے دستے نے اور دوسری طرف سے فلمشی فوج نے، جس کو کونٹ اگمنٹ نے فراہم کیا تھا اس کو درمیان میں گھیر کر تہس نہس کر دیا، اور خود مارشل دشمن کے ہاتھ میں آگیا (۱۳ جولائی)۔

یہ اس جنگ کی آخری لڑائی تھی۔ تجدید مخاصمت فلپ کی خواہش وارادہ سے نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ اب صلح کے لئے دو وجہ سے بیقرار تھا۔ بہم رسانی رقم کی دشواری جو ہمیشہ ایک دشوار معاملہ تھا اب تو اسقدر مشکل ہوگئی تھی کہ فلپ نے اپنے وزرا کے سامنے اقرار کیا کہ وہ تباہی کے کنارے پہنچ چکا ہے۔ ۲۱ ستمبر کو اس کی باپ کی وفات اسپین میں اس کی موجودگی کی طلبگار تھی اور جنگ کے جاری رکھنے میں انگلستان کی امداد سے اعتماد اٹھ چکا تھا خصوصاً اس وجہ سے کہ ان دنوں میری سخت علیل تھی اور نہ فرانس ہی کی کوئی توقع تسلسل جنگ سے وابستہ تھی خاص کر اب جب کہ پوپ نے فلپ کے ساتھ صلح کرلی تھی، اس کی مالیات کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس کے لوگ ایک ایسی پیکار سے تنگ آگئے تھے جس سے ملک کو کوئی مادی فائدہ نہیں پہنچتا تھا۔ علاوہ ازیں فرانس اور اسپین کے درمیان اتحاد قایم ہو چکا تھا۔ لہذا ہنری دوم نے مانٹمرنسی اور لارین کے کارڈینل کا مشورہ مان لیا۔ اول الذکر نے خواہش صلح کی تو اس میں ان کی ذاتی غرض یہ تھی کہ وہ اسیر تھا اور گائیز کے ڈیوک کا رقیب بھی تھا۔ اور آخر الذکر ہنری سے مصر تھا کہ استیصال الحاد کی جانب اپنی کامل توجہ مبذول کرے۔

گفت وشنید اکتوبر میں شروع ہوئی لیکن نومبر میں میری انگلستان کے انتقال اور ملکہ الزبتھ کے کیلے کی حوالگی سے انکار کرنے کے سبب تاخیر ہوئی۔

عہد نامہ کیٹو کمبریسس ۳ اپریل ۱۵۵۹ء

فلپ نے اپنے ساتھ شادی کر لینے پر رضامند کرنے کی امید میں ملکۂ انگلستان کی حمایت کرنے اور گفت وشنید منقطع کر دینے کی تجویز پیش کی لیکن اس شرط پر کہ جب تک جنگ جاری رہے میری اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کی

تائید کرے گی۔ یہ شرط اس محتاط اور راز حد جزرس ملکہ کو پسند نہ آئی۔ بالآخر کیلے کو آٹھ سال تک کے لیے فرانس کے حوالے کر دینے پر راضی ہو گئی۔ نیز شہنشاہ فرڈیننڈ نے فرانس کو اجازت دیدی کہ تین لوتھر نجی اسقفیوں یعنی میٹز، ٹول اور ورڈن کو اپنے قبضے میں رکھے لیکن باستثنائے تورن، سالوزو، پگنیرال اور بعض اور اہم مقامات پیڈ مون اپنی دیگر تمام فتوحات کو فلپ کے حوالے کر دیے۔ اور ان مقامات کو فرانس اس وقت تک اپنے زیر نگیں رکھے جب تک کہ ہنری کی دادی لوئیسی والیہ سیوآے کے توسط سے اس کی اس صوبے کے استحقاق کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اور یہ ایک ایسا دعویٰ تھا جس کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دے رہا تھا۔ اس طرح فلپ کو وہ شہر واپس مل گئے جن کو فرانس نے لکزمبرگ کے علاقے میں چھین لیا تھا۔ مانٹفرٹ مانچوا کے ڈیوک کو واپس کر دیا گیا اور جنیوا کو دوبارہ کارسیکا ہاتھ آگیا۔ اس کے برعکس فلپ نے ان بعض مقامات کو حوالے کر دیا جو پکارڈے میں اس کے زیر نگیں تھے۔ ان دونوں تاجداروں نے خود کو پابند گردانا کہ ایک مجلس عامہ کے انعقاد کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دیں گے جو نہ صرف خرابیوں کی اصلاح کے لئے بلکہ کلیسا میں اتحاد و یکسانی کے قیام کے لیے بھی ضروری تھی۔ اس عہدنامے کی تصدیق دو شادیوں سے ہونے والی تھی۔ فلپ ہنری دوم کی سب سے بڑی بیٹی الزبتھ سے جس کی اس وقت عمر سولہ سال تھی اور جس کو ابتداءً اس کے بیٹے ڈان کارلوس کی دلھن بنانے کا خیال کیا جاتا تھا شادی کرلے۔ مارگیرٹ ہمشیر تاجدار فرانس امیانول فلیبرٹ ڈیوک سیوائے سے عقد کرے۔ فرانسیسی شہزادی کے ساتھ فلپ کی شادی کی تقریب میں ایک ٹورنمنٹ قایم کی گئی تھی جس میں ہنری دوم کے مہلک چوٹ آئی اور فرانس دوم اس کا جانشین ہوا۔ یہ سولہ سال کا نوجوان تھا اور ۱۵۵۸ء میں میری ملکہ اسکاٹلینڈ سے شادی کی تھی۔

عہدنامہ کیٹو کمبریسس جس کے رو سے فرانس نے اتنے ہی صوبے کھو دے جتنے اس نے شہر فتح کیے تھے، سینٹ کوئنٹن گریونس کی شکستوں کے مقابلے میں فوجی حیثیت سے کہیں زیادہ غیر مفید ثابت ہوا۔ لہذا اکثر فرانسیسی مصنفین

اس کو قدرۃً ایک عہدنامہ سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ہمیں دوبارہ میکویلی کے طنز کو یاد دلاتا ہے کہ فرانسیسی سیاست کے مشاق نہیں ہیں۔ اور یہ غالباً خاندان ہائے ویالائے و ہیپسبرگ کی طویل کش مکش ہی کا موزوں انجام ہے جس کا آغاز چارلس ہشتم کی احمقانہ مہم سے ہوا تھا جو فرانس کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کا باعث ہوا تھا، فرانس کو مستقل طور پر صرف کیلے اور تین لوتھرنجی اسقفیاں ہاتھ آئیں اور یہ چونکہ اسپینی ناداری کے ہاتھ سے نکل جانے کے باعث متوازن ہو گئے تھے، خزانے کے خالی ہونے اور رعایا کے مفلوک الحال ہو جانے کے بعد ہاتھ آئے۔ بلاشبہہ فرانس آسٹروی اسپینی خاندان کے خطرناک تسلط کی مزاحمت میں، اور یورپ میں ایک عالمگیر شاہی کے قیام کے لئے چارلس کی کوششوں پر پانی پھیرنے میں سب سے پیش پیش رہا۔ تاہم سوال یہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا فرانس اٹلی سے بے تعلق رہ کر ہی روزیلن اور فرنچ کومٹی کو فتح کر کے اپنی سرحدوں میں وسعت و تقویت پہنچاتا اور رہائین کی جانب آگے بڑھتا تو اس سے زیادہ موثر پیرائے میں کامیابی نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ خاندان ہیپسبرگ کی رقابت میں نہ صرف اس نے جرمنی میں مصلحین مذہب کی کامیابی اور ہنگری میں ترک کی پیش قدمی میں مدد دی بلکہ خود اپنے ملک میں پراٹسٹنٹوں کو مستقل طور پر قدم جمانے کا موقع دیا اور چھوٹے امرا اور رؤسا میں فوجی روح کی نشو و نما اور آبیاری بھی کی جنھوں نے فرانس کی مذہبی کشمکش میں بعض بہترین خصوصیات پیش کیں۔

اس طویل جد و جہد کے اثنا میں نہ تو حکومت فرانس کو تقویت پہنچائی گئی اور نہ اس کی دستوری زندگی کی ترقی کے لئے کچھ کیا گیا۔ جنگ کے بعد بادشاہی کا دیوالہ نکل چکا تھا اور حکومت رقیبانہ فسادات کا شکار بن گئی۔ یہ ایسے فسادات تھے کہ اگرچہ مذہبی جنگ کا باعث نہیں ہوئے پھر بھی کم سے کم ان کے باعث اس جنگ نے طول کھینچا اور فرانس غیر مصافی اور نہ مذہبی جنگ و جدال کی بدولت متفرق و ناکارہ ہو گیا اور یورپی معاملات میں حصہ لینے کے لئے جس کا وہ اپنا مرکزی مقام، اپنی رعایا کی قابلیت اور اپنے عظیم الشان قدرتی ذرایع کی بدولت مستحق تھا، اس کو ہنری چہارم کے عہد تک منتظر رہنا پڑا۔

اسپین کی حالت بھی کچھ زیادہ اطمینان بخش نہیں تھی۔ فلپ کی قوت اور اس کا اقتدار بظاہر نہایت غالب اور زبردست نظر آتا تھا۔ وہ باستثنائے پرتگال[1] سارے جزیرہ نمائے اسپین کا تاجدار تھا[2]۔ نیپلز اور سسلی کا بادشاہ اور ملان (جس نے جزیرہ نما کو قابو میں رکھنے کے قابل بنا دیا) کا ڈیوک اور فرینچ کومٹی اور نیدرلینڈز کا آقا تھا۔ افریقہ میں اس کا تسلط تیونس اور اوران، بربری ساحل، جزائر کیپ ڈی ورڈ و کنریز پر قایم تھا اور بحرالکاہل میں جزائر فلپین اس کے زیر نگیں تھے۔ امریکہ میں اسپین ایک طویل ساحلی علاقے پر

---

[1] اٹلی میں اسپینی حکومت کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے آرمسٹرانگ کی تاریخ چارلس پنجم ج ۲ صفحہ ۲۹۱ دیکھو۔

[2] چونکہ اس کے بعد اٹلی کا نہایت مختصر سا ذکر آئے گا، لہٰذا مناسب ہوگا کہ اہم ماتحت اور خود مختار ریاستوں کے نام بالاختصار بتائے جائیں۔

(۱) پیڈمانٹ، جو امیانول فلیبارٹ آف سیوائے کے ہاتھ میں تھا۔

(۲) جنیوا اور وینیس ماتحت جمہوریتیں۔

(۳) پارما اور پیاسنزا جو اکٹیویو فارنیسی کے زیر حکومت تھے۔ ان کے من جملہ پارما پال سوم کی جانب سے اس کو واپس دیا گیا تھا، اور پیاسنزا سنہ ۱۵۵۶ء میں فلپ دوم کی جانب سے۔

(۴) مانتوا جو فریڈریک ڈیوک اول مانتوا کے ہاتھ میں تھا، اس کو ولیم ہفتم (Paleologus) مارکوئیس آف مانٹفرانٹ کی وارثہ سے شادی کرنیکی وجہ سے سنہ ۱۵۳۶ء میں چارلس پنجم سے حاصل کیا گیا تھا۔

(۵) فلارنس، ڈیوک کوسیمو ڈی مڈیسی کے تحت تھا، جس نے ابھی ابھی سینا حاصل کیا تھا اور سنہ ۱۵۶۹ء میں گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی کا لقب اختیار کیا تھا۔

(۶) ڈچی آف اربینو جو ایک پاپائی فائف (fief) (جاگیر بشرط خدمت جنگی) تھی، گیڈو بالڈو دوم لارڈ وائے کے قبضے میں تھی۔

(۷) فرارا، موڈینا، اور ریجیو کی ڈچیاں جو ایسٹے کے ارکول دوم کے قبضے میں تھیں۔ سنہ ۱۵۹۷ء میں راست سلسلۂ ورثا ختم ہو جانے سے پوپ کلیمنٹ ہشتم نے فرارا کی تسخیر کر لی۔ اس پر مزید یہ کہ موڈینا اور ریجیو چارلس آف ایسٹے کے حوالے کئے گئے۔

باستثنائے برازیل، جس پر پرتگال قابض تھا، نیز خلیج میکزیکو اور بحیرۂ کیریبین کے تمام جزائر اور سلطنتہائے میکزیکو و پیرو کا جو چارلس کے عہد میں فتح ہوئے تھے مالک تھا۔ اسپین کی پیدل فوج یورپ میں سب سے زیادہ باہمت سمجھی جاتی تھی، اور باور کیا جاتا تھا کہ خزانہ ہائے انڈیز لازوال ہیں۔ اس کے باوجود اسپین کو طویل کشمکش سے سخت نقصان پہنچا اس کے وسائل و ذرایع دولت پر بھی فرانس کی کی طرح برا اثر پڑ گیا تھا۔ اس کی حکومت اگر زیادہ منظم تھی تو اس کی طرح مستبد بھی تھی اور تمام مذہبی آزادیوں کو لیامیٹ کر دیا گیا تھا؛ اور عنقریب صوبجات متحدہ کی بغاوت کو فرو کرنے میں ناکام رہنے اور انگلستان کے چھوٹے چھوٹے جہازوں سے جنگی بیڑے کی تباہی کی وجہ سے اپنی کمزوری کا عنقریب ثبوت پیش کرنے والی تھی۔

صلح کیٹوکمبرنیس سے ایک دور ختم ہوتا اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔ منظرگاہ پر نئے ایکٹر نمودار ہوتے ہیں[1] غلبہ و اقتدار کی جدوجہد تھوڑے عرصے کے لئے ملتوی ہو جاتی ہے۔ جرمنی اور اسپین ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتے ہیں۔ ترکی حکومت بہت جلد جارحانہ کارروائیوں کو ختم کر دیتی ہے اور داخلی نفاق و شقاق سے اس میں زوال پیدا ہو جاتا ہے۔ بقیہ ۳۹ سال زیادہ تر مخالف اصلاح مذاہب اور اس تحریک سے رونما شدہ تنازعات میں بسر ہوتے ہیں۔ فرانس میں مذہبی جنگیں ہوتی ہیں اور اسپین کے سیاسی و مذہبی استبداد کے خلاف نیدرلینڈز میں سازش برپا ہوتی ہے۔



[1] چارلس اور میری ملکۂ انگلستان کی وفات ۱۵۵۸ء میں ہوئی اور ہنری دوم کی ۱۵۵۹ء میں۔

چھٹا باب

تحریک اصلاح مذہب کے خلاف ردِّ عمل اور کالوینیت

اسپین اور اٹلی میں ردِّ اصلاح مذہب۔ تھیئٹن۔ جیزٹ۔ مجلس ٹرینٹ کا آخری اجلاس۔ ملحدوں پر مقدمہ چلانے کی عدالت۔ جان کالون اور جنیوا۔ کالونیت کی خصوصیات۔

اصلاح مذہب کے خلاف ردِّ عمل۔ چارلس پنجم کی دست برداری اور وفات کے بعد تاریخ یورپ سے وہ وحدت فنا ہو جاتی ہے جو اس کے ملک کی وسعت اور اس کی حیرت انگیز شخصیت نے بخش رکھی تھی۔ تاہم اصلاح مذہب کی مخالفت کی تحریک ہمارے سامنے دلچسپی کا ایک مرکزی نقطہ پیش کرتی ہے جو کل یورپ کو متاثر کرتی اور آیندہ تیس سال یا زاید مدت تک تمام سیاسی تحریکات کو متأثر کرتی رہی۔

اسپین ردِّ اصلاح مذہب کا گہوارہ بنتا ہے

اصلاح مذہب کے خلاف ردِّ عمل کی تحریک بھی کلیسا سے بے اطمینانی کے اس گہرے احساس سے پیدا ہوئی جو پراٹسٹنٹ مذہب کا بھی نقطۂ آغاز تھا۔ تیرھویں صدی کی ڈاینیگن اور فرانسسکن فرقوں کی طرح یہ تحریک بھی اسپین اور اٹلی میں پیدا ہوئی۔ سکندر ششم کے زمانے میں جب پاپائیت دنیوی

اغراض و مقاصد میں غرق تھی اور سرعت کے ساتھ یورپ کے احترام سے محروم ہوتی جارہی تھی فرڈی ننڈ اور اسابلا نے اسپین کی کلیسا میں ایک زبردست اصلاح عمل کی بنیاد ڈالی اور کارڈینل زمینکس کی قوت و توانائی اور انہماک و شغف کی بدولت کامیاب رہی۔ ان اثرات کے تحت علمائے مذہب کی ایک جماعت قایم کی گئی جس نے تیرھویں صدی کے اولوالعزم ڈامینکن ٹامس اقوناس کے اصول کی تجدید کی اور تعلیم کو باصفا اور پرجوش زندگی سے متحد کردیا۔ ابتداءً اس تحریک کو پاپائیت سے بہت کم تائید پہنچی۔ شاہان اسپین مذہبی معاملات میں اپنی خودمختاری قایم رکھنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے اور آزادانہ بلکہ بعض وقت پوپ کی خواہش کے خلاف عمل کرتے تھے۔ اس کے باوجود روح اصلاح اٹلی میں نشو و نما پانے لگی تھی۔ اڈرین ششم اسپین کا نائب السلطنت تھا۔ اس وقت وہ تحریک سے متاثر ہو چکا تھا اور پوپ کی طرح (۱۵۲۲ء تا ۱۵۲۳ء) اس تحریک کو تمام کلیساؤں تک وسعت دینے کی ناکام کوشش کی تھی۔ کرافا (۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۹ء) (جس نے پوپ بننے سے پہلے کچھ دن اسپین میں بسر کئے تھے) کی قیادت اور اس سے بھی زیادہ لایولا لئیز اور زیویر (جو یسوعی فرقے کے اسپینی بانی تھے) کے تحت ردِ اصلاح کو پاپائی اقتدار کی زبردست تائید حاصل ہونے والی تھی۔

یہ تحریک اٹلی میں پھیلتی ہے۔

اٹلی اس سے پیشتر کبھی لوتھر کے تخیل کی مشکلات کی طرف اس قدر متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ بلاشبہ اوریٹری آف ڈیوائین لونائی فضلا کی ایک مختصر سی جماعت کنٹارینی کی قیادت میں مسئلہ نجات بالایمان کو اختیار کرلیا تھا۔ لیکن ان کی جماعت قلیل التعداد تھی اور اٹلی کے کسی اہم فرقے کی نمائندہ نہیں تھی۔ ان کی اولاد میں سے جن لوگوں نے مذہبی مسئلے تک رسائی حاصل کی ان کو آگے بڑھایا اور اس کو نظر تعمق سے دیکھا۔ انھوں نے عیسائیت کی صداقت یا بقائے روح پر اظہار شک کیا۔ اسی اثنا میں زیادہ سنجیدہ دماغ لوگوں نے کلیسا کے اصول و عقائد سے مطمئن اور جذبۂ اصلاح (جو اسپین سے پیدا ہوا تھا) سے متاثر ہو کر

سائونارولا کی طرح اس مسئلے کو زندگی اور چلن پر محمول کرنے کی کوشش کی۔

تھیئٹن فرقہ

اس مقصد کے لئے سولھویں صدی کے اوائل میں اٹلی میں متعدد انجمنیں قایم کی گئیں جن میں سے تھیئٹن سب سے زیادہ دلچسپ ہیں۔ اس اخوت کے ارکان، جس کے بانیوں میں (۱۵۲۴ء) کرافا آیندہ پوپ پال چہارم بھی شامل تھا، راہب نہیں بلکہ باقاعدہ دنیادار اہل مذہب تھے۔ انھوں نے خود کو وعظ و تلقین، عشائے ربانی کے ادائے رسم اور مریضوں کی تیمارداری کے لئے وقف کردیا۔ اور سوائے غریبانہ زندگی بسر کرنے کے عہد کے اور کوئی عہد و پیمان نہیں کیا تھا یہاں تک کہ فرانسسکنوں سے جو قدیم مذہبی فرقوں میں سب سے زیادہ بگڑا ہوا فرقہ تھا کاپوچینوں کا اصلاح شدہ فرقہ پیدا ہوا۔

جو انجمن آیندہ تحریکات اور تاریخ مستقبل میں سب سے زیادہ عظیم الشان حصہ لینے والی تھی اس کا بانی ایک اسپینی تھا۔ اگنیشیز لایولا (ڈان اینگولوپس ایکالڈے لایولا) جو ایک بڑے خاندان کا کیڈٹ تھا ۱۴۹۱ء میں پیدا ہوا اور اوائل عمر میں پیشہ سپہ گری کا دلدادہ رہا۔ اور ہمت اور مردانگی کا اظہار

جزئیٹ فرقہ

کرتا رہا۔ محاصرۂ پامپی لونا (۱۵۲۱ء) میں ایک شدید جراحت نے اسے ہمیشہ کے لئے اپاہج بنا دیا اور لایولا فوجی زندگی سے ہر طرح مایوس ہو کر اپنی سریع الحس اور پُر افسانہ خیالی فطرت کے جوش میں لوتھر کی طرح اخلاقی خطرات اور اس کی نازک صورت حال سے خود بھی ذاتی طور پر آگاہ ہونے کے بعد کنواری مریم اور اس کے شیرخوار مسیح کی خدمت کی طرف متوجہ ہوا۔ بیت المقدس کی زیارت (۱۵۲۳ء) کے بعد اسپین واپس ہوا اور وعظ و نصیحت شروع کردی۔ لیکن ساتھ ہی اس پر الحاد کا شبہ کیا گیا اور اس کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے کتب بینی کا نصاب ختم کرلے اور بعد وعظ و تلقین شروع کرے۔
۱۵۲۸ء میں وہ تعلیم کے لئے پیرس آیا۔ یہاں اس نے تین آدمیوں سے شناسائی پیدا کی جن پر اس نے اپنا گہرا اثر ڈالا ان میں سے ایک پیٹر فیبر تھا جو ساؤ یارڈ کے گڈریے کا بیٹا تھا۔ دوسرا فرانسسکو زیویر اور تیسرا ایاگو لینز تھا۔ دونوں آخر الذکر اسی کے ہم وطن تھے۔ اگست ۱۵۳۴ء میں ان چاروں دوستوں نے

نے جن میں سے اس وقت صرف فیبر بر سر خدمت تھا ایک انجمن قایم کی انھوں نے پارسیانہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا اور خود کو اس بات کا پابند گردانا کہ تکمیل تعلیم کے بعد بیت المقدس میں غریبانہ زندگی بسر کریں اور خود کو عیسائیوں کی خیر خواہی میں وقف کردیں یا غیر عیسائیوں میں تبلیغ مذہب کریں۔ یا اگر یہ ناممکن ہو تو اپنی خدمت پوپ کو پیش کریں تاکہ وہ جہاں چاہے ان سے خدمت لے سکے۔ تین سال کے بعد (۱۵۳۷ء) اس انجمن کے ارکان جن کی تعداد اب دس تک پہنچ گئی تھی ارض مقدس کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے اس مقصد کو مقرر معین کر لیا لیکن وینس اور ترکوں کے مابین جنگ چھڑ جانے سے وہ روانگی سے باز رہے، اور لایولا اور اس کے اخوان نے کرافا اور تھیئٹن سے شناسائی پیدا کر لی۔ اور اس کے بعد اپنے مقصد کو بدل دیا۔ اور اپنی قوت عمل کو عالم عیسائیت میں صرف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اب بھی ان کے مشکلات کا خاتمہ نہیں ہوا۔ ان پر الحاد کا الزام عاید کیا گیا اور اگرچہ بری کر دیے گئے لیکن ۱۵۴۰ء سے پہلے وہ پوپ پال سوم سے اس انجمن کے جماعت مسیح، ہونے کی تصدیق حاصل نہ کر سکے جس کے لئے بڑی دقتیں پیش آئیں۔ اگنیشیس سب سے پہلا صدر منتخب ہوا۔ یہ انجمن چھ جماعتوں میں تقسیم کی گئی نو آموز تلامذہ، علما، دنیا دار شرکا جن کے ذمے مذہبی حلقوں کے محاصل کا انتظام تھا کہ بقیہ ارکان انجمن اس نوعیت کے افکار سے آزاد رہیں، روحانی شرکا اور وہ لوگ جو تین اور جو چار مواعید کر چکے تھے۔ ان میں سے روحانی شرکا انجمن کے معمولی کارکن افراد تھے، اور انھیں میں سے کالج کے رکٹروں کا انتخاب ہوتا تھا۔ تین مواعید والے وہ لوگ تھے جو مستثنا اسباب کی بنا پر بغیر ادنی تر مدارج کے طے کئے ہوئے اس جماعت میں داخل کر لئے جاتے تھے، اور روحانی شرکا سے ملتی جلتی حیثیت پاتے تھے۔ چار مواعید والوں ہی کو اس انجمن کے تمام اختیارات حاصل تھے۔ صدر کا انتخاب صرف انھیں کے اختیار میں تھا۔ صدر انھیں میں سے ان علاقوں کے علاقے داروں کا انتخاب کرتا تھا۔ جن میں عالم عیسائیت کو منقسم کیا گیا تھا۔ اور بھی وہ لوگ تھے جو غریبی، پاک دامنی، اور اطاعت کے علاوہ پوپ کی

خاص فرمانبرداری کا ایک چوتھا عہد بھی کرتے تھے، اگرچہ صدر کے اقتدارات کی وجہ سے اس کے مبلغین کو بھیجنے اور واپس طلب کرنے کے اختیارات محدود ہو چکے تھے۔ اس اعلے ترین درجے پر پہنچنے کے لیئے ہر شخص پر لازم تھا، تاوقتیکہ اس کو تین مواعید والی جماعت میں نہ شریک کر لیا گیا ہو کہ استثنائے شرکائے دنیا دار تمام مدارج کو یکے بعد دیگرے طے کرے۔ اس امیدواری کا زمانہ اکتیس سال کا تھا، اور تاوقتیکہ وہ روحانی شریک نہ بنیں ان سے مواعید نہیں لیئے جاتے تھے۔ اس انجمن کا افسر اعلی ہی صدر ہوتا تھا جس کا انتخاب علاقے کے علاقہ دار اور دو ارکان کی جانب سے چار مواعید والوں کے حلقے میں سے عمل میں آتا تھا۔ اس عظیم الشان انجمن کے قواعد کچھ ایسے مرتب کیئے گئے تھے کہ اطاعت مطلق کے ساتھ انتہائی آزادی عمل کے اصول میں مطابقت پیدا کی گئی۔ ارکان تھیٹن کی تقلید میں جن کے خیالات کو انھوں نے بہت دور تک پہنچایا، جزیٹ نے بھی خانقاہوں کی رسوم کو مسترد کر دیا، اور مذہب کی انتہائی ریاضت اور نفس کشی اور جوگیانہ مشقوں سے نجات حاصل کر لی۔ انھیں روزوں اور شب بیداریوں سے اپنے جسم کو ضعیف بنانے کی ممانعت کر دی گئی اور روزانہ صلواۃ اور زاہدانہ مشقوں سے مستثنی کر دیا گیا۔ اور نہ عہد کردہ ارکان نے اپنے اوپر کوئی خاص فرائض واجب کیئے۔ لیکن اگر اس طریقے سے ارکان انجمن کو ایسی آزادی حاصل تھی جس سے دوسری مذہبی انجمنیں محروم تھیں تو یہ آزادی پورے طور پر خود انجمن کے اختیار میں تھی۔ ان کو اجازت نہیں تھی کہ صدر کی اجازت خاص کے بغیر کوئی مذہبی منصب و مرتبہ قبول کریں۔ ان کو ذاتی جائداد رکھنے کی اجازت نہ تھی؛ ان پر لازم تھا کہ اپنے خویش و اقارب سے منقطع ہو جائیں۔ اور اپنے بالادستوں، علاقہ داروں اور اپنے صدر کے احکام کی خواہ ان کی عقل اور ان کے ضمیر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو بے چون و چرا پوری پوری اطاعت کریں۔ تمھارا فرض ہے کہ اپنے بالادست کے حکم کی بے چون و چرا اطاعت کرو، خواہ اس طرح عمل کرنے میں حروف تہجی کا ایک حرف ہی تحریر ہونے سے کیوں نہ رہ جائے۔ اگر اگنیشیس نے کہا، وہ میرا ضمیر کسی بات کے ماننے کی ممانعت کر دے تو

میں کم از کم اپنے فیصلے کو ایک یا زیادہ بالادستوں کے آگے پیش کروں گا ورنہ میں کمال سے معرا ہوں، انھیں اپنے انتہائی راز پر بھی اختیار حاصل نہیں تھا۔ اپنے بالادست کی نظر کے سامنے ہی کوئی رکن خط لکھ یا پڑھ سکتا تھا ورنہ نہیں۔ اور ان کے گناہوں کا اقرار سننے والے کا اور ہر رکن کا فرض تھا کہ اپنے صدر کے روبرو وہ اس عمل اور خیال کا انکشاف کردے جس کو وہ معلوم کرنا چاہے۔ خود صدر، اگرچہ وہ انجمن کے قواعد کے اندر مطلق العنان تھا، اور بالادست ارکان اور علاقہ داروں کی نامزدگی اور واپس طلب کرنے کا حق رکھتا تھا، تاہم وہ ایک مجلس عامہ کے مشورے کے بغیر انجمن کے دستور کو بدل نہیں سکتا تھا۔ اس پر اس کے مددگاروں کی جو اسی مقصد کے لیے منتخب ہوتے تھے اور ایک متنبہ کرنے والے کی مسلسل نگرانی ہوتی تھی اور عہد کردہ ارکان کا ایک عام اجتماع اس کو معزول بھی کر سکتا تھا۔ اس طرح تمام فردیت اس جماعت میں ضم ہو گئی تھی اور اطاعت نے عقل، محبت، اور وجدان کی جگہ چھین لی تھی۔ اطاعت و فرمانبرداری کی اس آہنی زنجیر میں جو جاسوسی کے دوسری کیلوں سے اور بھی مضبوط بن گئی تھی جکڑبند ہونے کے بعد اس حیرت ناک انجمن نے نوع انسان کی رہنمائی اور حکمرانی کے لیے آگے قدم بڑھایا۔ کم عمروں پر انھوں نے تعلیم سے اثر ڈالا، اور بوڑھوں پر پند و نصائح سے اور گناہ کا قائل کرا کے؛ وہ جامعات میں آہستہ آہستہ گھس پڑے اور پروفیسروں کی کرسی سنبھالی اقرار گناہ کو لوگوں کے ضمیر کی رہنمائی کا ایک موثر اعلیٰ بنانے کی غرض سے انھوں نے بہت جلد اعمال کے حسن و قبح کو اخلاقی معیار سے جانچنے کے سوفسطائی نظام کو ترقی دی جس میں لوگوں کے گناہوں کا عمدگی کے ساتھ موازنہ کیا جاتا تھا اور اخلاقی راہ و روش کے اصول سے کم از کم اس مشورے کی بدولت کہ مقصد وسائل و ذرائع کو جائز قرار دیتا ہے، سارا رس چوس لیا۔ لیکن جزیٹوں نے خود کو تعلیمی و روحانی وظائف تک محدود نہیں رکھا۔ وہ نہ صرف شاہوں کے گناہوں کا اقرار سننے لگے بلکہ معاشرت و سیاسیات میں بھی دخل دینے لگے؛ یورپ کے ہر دربار میں راسخ الاعتقاد لوگوں کی تائید کرتے اور

جو انھیں ناپسند تھے انھیں تباہ کرنے کی سازشیں کرتے نظر آتے تھے۔ اس جماعت کی نشو و نما بھی اس کے اصول کی طرح حیرت انگیز تھی۔ لایولا نے تاسیسِ انجمن کے سولہ سال بعد جب ۱۵۵۶ء میں انتقال کیا تو اس کے معمولی ارکان کی تعداد دو ہزار اور حلیف ارکان کی تعداد سینتالیس تک پہنچ چکی تھی۔ بارہ علاقے مقرر ہو چکے تھے اور ایک سو سے زاید کالج اور مکانات تھے۔ لینیز کی تحت جو بحیثیت صدر لایولا کا جانشین ہوا۔ یہ نظام تکمیل کو پہنچ گیا اور اس کی رفتارِ ترقی خاص کر اٹلی اور اسپین میں اور بھی تیز ہو گئی۔ اس کے بہت جلد بعد نہ صرف یورپ میں بلکہ ہندوستان اور امریکہ میں بھی اس کے مبلغین پہنچنے لگے۔ اس انجمن کی جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے ابتداءً سخت مخالفت کی گئی جس میں علی الخصوص خانقاہ والے اور درویش شریک تھے بعد میں اس نے جو اندازِ خود اختیاری پیدا کر لیا اس کے باعث اکثر پاپائیت سے بھی سخت اختلاف رونما ہو جاتا تھا۔ تاہم کم سے کم تھوڑے زمانے تک پاپائیت جاں نثار سپاہیوں کی ایک فوج حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی رہی۔ اب کلیسا کا کام یہ رہ گیا تھا کہ اپنی شرائطِ جنگ کی تعریف کرتے رہے اور زیادہ موثر اسلحہ فراہم کرے۔ پہلا کام مجلس ٹرینٹ اور دوسرا الملحدین پر مقدمہ چلانے والی عدالت انجام دیتی تھی۔

مجلس ٹرینٹ کا دوسرا اجلاس ۱۵۵۲ء میں ماریس والیِ سیکسنی کی انسبرگ پر اضطراب و انتشار انگیز پیش قدمی کی وجہ سے برخاست ہو گیا تھا۔ جنوری ۱۵۶۲ء میں پیس چہارم نے اس کے چوتھے اور آخری اجلاس کا

مجلس ٹرنٹ کا تیسرا اجلاس جنوری ۱۵۶۲ء تا دسمبر ۱۵۶۳ء

افتتاح کیا۔ اس دفعہ پراٹسٹنٹ مبعوثین کے داخلے کا کوئی سوال ہی نہ رہا تھا، تاہم اس کا کام کیتھولک اقوام تک محدود تھا نہ غیر اہم تھا اور نہ آسان، اس کا کام یہ تھا کہ پوپ اور کلیسا کے مابین تعلق کو معین کرے، شرائطِ عقائد کا فیصلہ کرے جو اب تک متنازع فیہ رہ گئے تھے اور وہ داخلی اصلاحات عمل میں لائے جس کی ضرورت سبھوں نے تسلیم کر لی تھی۔ جیسا کہ خیال تھا، ان مسائل کی وجہ سے شدید تنازع پیدا ہوا۔ شہنشاہِ فرڈیننڈ اور چارلس نہم

تاج دار فرانس کی خواہش تھی کہ کلیسا میں ایسی اصلاح عمل میں لائی جائے کہ مصالحت کا امکان پیدا ہو جائے یا کم سے کم پراٹسٹنٹوں کے ساتھ باہمی مفاہمت ہو جائے۔ لہٰذا انھوں نے مطالبہ کیا کہ پادریوں کو شادی کی اجازت دی جائے عوام الناس کو دونوں طریقوں سے عشائے ربانی دی جائے اور ان کی کلیساؤں میں صلوٰۃ ملکی زبانوں میں ادا کی جائے۔ فرانسیسیوں نے لارین کے کارڈینل کی قیادت میں ایک قدم اور آگے بڑھایا اور مجالس کانسٹنس (۱۴۱۴ء تا ۱۴۱۸ء) و باسلے (۱۴۳۱ء تا ۱۴۴۳ء) کے مطالبات کو نئے سرے سے اٹھایا کہ پوپ پر ایک مجلس عامہ کو افضیلت حاصل ہے۔ اسپینیوں نے جہاں جرمنوں اور فرانسیسیوں کے اکثر مطالبات سے اختلاف کیا اور اصول میں ہر طرح کے تغیر کو رد کرنے کی فکر میں رہے وہاں پاپائیت کے انتہائی ادعاوں پر معترض تھے اور اس بات کو منوانے کے خواہشمند تھے کہ اسقف اپنا روحانی اقتدار ادارۂ مقدس کی جانب سے قایم رکھ رہے ہیں نہ کہ محض پوپ کے مبعوثین کی حیثیت سے۔ اس کے برعکس پاپائی جماعت پوپ کی افضلیت وسیادت کی تصدیق کرنے کے لئے متفکر تھی، تاکہ اس کے بعد کونسل جلد سے جلد برخاست کردی جاسکے۔ اگر مخالفین ان سے اتفاق کر لیتے اور اگر جرمن اور فرانسیسی مبعوثین تعداد میں زیادہ ہوتے تو کچھ نہ کچھ کیا ہی جاتا کیونکہ سب کے سب پاپائی نگرانی سے کونسل کی بے نیازی کو منوانا چاہتے تھے، نیز ان کی یہ خواہش تھی کہ پوپ کے اقتدار کو محدود کر دیا جائے اور اکثر خرابیوں کی اصلاح کی جائے اس کا اہتمام کیا جائے کہ پاپائی دربار زیادہ ستانی نہ کر سکے۔ بدقسمتی سے ان کے اختلافات نے پوپ کو ایک اور موقع دے دیا جس سے اس نے فوراً فائدہ اٹھایا اور کارڈینل موروں نے جو ۱۵۶۳ء میں صدر مقرر ہوا تھا، خاطر خواہ نتائج نکالے۔ اسپین اور فرانس کے مبعوثین کے مابین ترجیح و توافق کے جھگڑے پیدا ہوئے تو نہایت جانفشانی کے ساتھ ان کی آبیاری کی گئی۔ فرڈیننڈ اور چارلس کے مابین علیحدہ گفت و شنید شروع کی گئی۔ دونوں اس خطرے سے متنبہ تھے جو پادریوں کے زبردست اقتدار سے پیدا ہو سکتے تھے؛ اور یہ بھی یاد دلایا جاتا تھا کہ کیتھولک فرقوں میں فسادات کا سلسلہ الحاد کے

نشوونما میں مدد دے گا؛ اور ان سے اصرار کیا گیا کہ وہ جن اصلاحات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ان کی تکمیل کے لئے پوپ کی طرف نظر ڈالیں نہ کہ کونسل کی جانب۔ چونکہ کونسل نے اعلان کر دیا کہ عوام الناس کو پیالہ عطا کرنے کا مسئلہ پوپ کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے، لہذا فرڈیننڈ سے وعدہ کیا گیا کہ جیسے ہی کونسل برخاست ہو گی اس کو قبول و منظور کر لیا جائے گا۔ اور رومیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے اس کے بیٹے میکسی ملین کے انتخاب کی تصدیق بھی کر دی جائے گی۔ لارین کے کارڈینل سے جو فرانسیسی کلیسا کی جانب سے مجلس میں صدر مبعوث تھا فرانس کی سفارت کا وعدہ کیا گیا، بلکہ یہاں تک کہ پاپائی تخت ہی اس کو نصیب ہو گا؛ اور وہ اپنے خاندان گائز کے مسلک کے بموجب پاپائی جماعت میں شریک ہو گیا؛ اور دربار فرانس کے طرز عمل پر اپنا اثر ڈالنے لگا۔ نیز تاجداران یورپ سے مصالحت پیدا کرنے کی غرض سے بعض شرائط جو منظور کر لی گئی تھیں، اور جو دنیاوی اقتدار سے متعلق تھیں منسوخ کر دی گئیں۔ اس طرح فرانس اور شہنشاہ کا اختلاف جزئی طور پر دور ہو جانے کی بدولت پاپائی مسلک محفوظ ہو گیا۔ اطالوی جو اوروں سے تعداد میں بہت زیادہ تھے تقریباً بالاتفاق پوپ کے طرفدار تھے اور جزیٹ لینیز اور میلان کے ولی صفت صدر اسقف کارلو یار ومیو کی پرزور سفارش بھی پوپ کی ہاں میں ہاں بھر رہی تھی۔ اسپینی نمایندوں کی مدد سے جو اس وقت تک ان کے ساتھ متفق تھے، اطالویوں نے اپنے ذاتی خیالات کے مطابق بعض زیادہ اہم اصولوں کی تعریفیں اور بجز چند داخلی اور معمولی اصلاحات کے سب اصلاحات کی مزاحمت کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

تمام متوقع امور کو حاصل کر چکنے کے بعد پوپ مجلس برخاست کرنے کی فکر کرنے کا صرف ہسپانوی ہی معترض تھے۔ فلپ مضطرب تھا کہ ہر متنازع فیہ

مجلس برخاست اس کے نتائج

اصول کا تصفیہ ہونے اور پاپائی دربار میں مکمل اصلاح عمل میں آنے تک مجلس برابر اجلاس منعقد کرتی رہی۔ یہاں بھی دوبارہ پاپائی جماعت فتح مند رہی۔ پوپ کی سخت بیماری کی اطلاع فلپ کی مخالفت پر غالب آگئی؛ کیونکہ اس کو خوف

پیدا ہو گیا کہ اگر مجلس کے اجلاس کے دوران میں پوپ کی جگہ خالی ہو جائے تو شدید مشکلات رونما ہو جائیں گی۔ لہذا تین دسمبر ۱۵۶۳ء کو مجلس آخرکار برخاست ہو ہی گئی۔ اگرچہ اس اصول سے متعلق بعض امور تصفیہ طلب چھوڑ دیے گئے تھے تاہم پادریوں کے حقوق، اعتراف، عشائے ربانی اور اولیائی دعا اور مناجات کی جدید تحقیق کی روشنی میں دوبارہ تصدیق کی گئی۔ متنازع فیہ مسائل کی بجائے اعتقادی مسائل اور مشتبہ روایات کے عوض قطعی مسائل مقرر کیے گئے، اور ایمان کے معاملات میں ایک ایسی یکسانی قایم کی گئی جس سے لوگ اب تک ناآشنا تھے۔ اگر اصلاحی امر میں زبردست پادریوں کی تادیب و تربیت کا نفاذ کیا گیا، اور تعددیت کی خرابیوں کا سدباب کیا گیا تو پوپ یا کارڈینلوں کے حقوق و اقتدارات کو اچھوتا چھوڑ دیا گیا۔ کہا جا سکتا ہے کہ مجلس ٹرنیٹ نے رد اصلاح کی شرائط کی تعریف کی ہے۔ مغرب کی کیتھولک کلیسا اب سے منقسم ہو جانے والی تھی اور کلیسائے روما کی ابتدا یہیں سے ہوئی۔

اٹلی، پرتگال اور پولینڈ کی اہم ریاستوں نے مجلس ٹرنیٹ کے فیصلوں کو بلا تحفظ شرائط منظور کر لیا۔ جرمنی میں کیتھولک روسا نے مجلس آگسبرگ بابت ۱۵۶۶ء میں ان شرائط کی تصدیق کر دی۔ فلپ نے بھی تاج کے اختیارات محفوظ کرتے ہوئے ان کی توثیق کر دی۔ فرانس میں امتیاز پیدا کیا گیا، اعتقادات سے متعلق جتنے فیصلے تھے ان کو تسلیم کیا گیا، اور بعد میں اعلان کیا گیا کہ وہ کسی دنیاوی اقتدار کی توثیق کے محتاج نہیں ہیں، لیکن جن شرائط میں تادیب و تربیت کا حوالہ تھا اور جو فرانسیسی کلیسا میں مداخلت کرتی تھیں ان سے پارلیمنٹیں، اور بعض کم درجے کے پادریوں نے اختلاف کیا۔ اگرچہ رفتہ رفتہ ان پر عمل شروع ہو گیا اور حتیٰ کہ ۱۶۱۵ء کی اسٹیٹس جنرل، میں پادریوں نے تسلیم بھی کر لیا، لیکن تاج نے باضابطہ طور پر ان کی کبھی توثیق نہیں کی۔

عدالت تحقیقات مقدمہ ہائے مذہبی

اس جدید تنظیم یافتہ کلیسا کے اصول کے نفاذ کے لیے ایک آلہ پہلے ہی سے موجود تھا۔ جولائی ۲۱ دسمبر کو پوپ پال سوم نے کارڈینل کرافا کے مشورے کے بموجب ایک فرمان کے ذریعے

حکم دیا کہ "مقدمہ ہائے مذہبی کی تحقیقات کے لئے ایک عدالت عالیہ" قایم کی جائے
اس کی تنظیم اس عدالت کے مطابق تھی جس کو اسپین میں فرڈی ننڈ اور اسابلا
نے ۱۴۸۳ء میں منظم کیا تھا۔ چھ کارڈینل آپس کے دونوں جانب عالم گیر
تحقیقات کے لئے مقرر ہوئے اور انھیں اقتدارات دیے گئے کہ اپنے
اختیارات کو دوسرے پادریوں کے بھی تفویض کر سکتے ہیں۔ اعلان کر دیا گیا کہ
اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ ترین تک سب کے سب ان کے اختیارات کے تحت
رہیں، کوئی کتاب ان کی اجازت کے بغیر طبع نہیں ہو سکے گی؛ وہ قید، ضبطی جائداد
موت کی سزا دے سکتے ہیں۔ اور ان کے فیصلے کے خلاف پوپ کے سوا
اور کسی کے روبرو مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہولناک اختیارات ممالک یورپ
میں کسی حد تک عمل پذیر ہوں بلاشبہ دینوی حاکم کے طرزِ عمل پر منحصر تھے لیکن
اٹلی میں تو کچھ مشکل نہ تھی۔ اسپینی عدالت نے خوشی سے اشتراک عمل کیا اور
مجلس کے منظورہ اصول وضوابط کو بے رحمانہ ظلم و تشدد کے ساتھ نافذ کیا گیا۔

ردِّ اصلاح کے پوپ

ردِ اصلاح کا اثر پادریوں کے زہد و ورع اور مبلغین کے
جوشِ عمل میں پایا جاتا ہے، اور پیس چہارم کے بھتیجے
کارلو بورمیو ملان کے صدر اسقف (۱۵۳۸ء تا ۱۵۸۴ء)
جیسے لوگ، اور پاپاؤں کی تغیر یافتہ سیرت اس کی مثال ہیں۔ ان پاپاؤں کے
من جملہ جن میں پال چہارم (۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۹ء)، پیس پنجم (۱۵۶۶ء تا ۱۵۷۲ء)،
سیکٹس پنجم (۱۵۸۵ء تا ۱۵۹۰ء)، صحیح نمایندگان وقت ہیں، اور دوسرے
پوپ، پیس چہارم (۱۵۵۹ء تا ۱۵۶۵ء)، اور گریگری ہشتم (۱۵۷۲ء تا ۱۵۸۵ء)
اگرچہ ان میں قابل قدر جوشِ عمل نہیں تھا، لیکن اپنے زمانے کے میلانات
کی مزاحمت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ان پاپاؤں کا مسلک قریب قریب ایک ہی
تھا۔ انھوں نے بلا لحاظِ حق و قابلیت اپنے رشتہ داروں کی ترقی و پرورش
کے مضرت بخش نظام کو خیرباد کہدیا، (پیس پنجم نے کلیسا کی جائداد کی علیحدگی
کو قطعی طور پر ممنوع قرار دے دیا)؛ انھوں نے دربار روما کی اصلاح کی، کلیسا
میں بہتر تادیب و تربیت کو نافذ کیا، اور اس کی صلوٰۃ میں اصلاح کی؛ کارڈینلوں

میں ترتیب وضابطہ قایم رکھا، اسقفوں سے اصرار کیا گیا کہ وہ اپنے علاقوں کے اندر سکونت کریں، اور، بقیہ امور کے لئے پاپائی ریاستوں کو ایک منظم نظام حکومت، و مالیات عطا کیا جس سے وہ اب تک محروم تھے۔ اٹلی میں اپنا اقتدار بڑھانے کے خیال کو ترک کرکے وہ اسپینی حکومت کے ساتھ نبرد آزمائی سے باز آگئے۔ اگرچہ ان کو دنیاوی فرمانرواؤں کے ساتھ مشکلات درپیش تھیں تاہم انھوں نے اقتدار اور راسخ الاعتقادی کی اغراض کی تائید کی۔ راسخ الاعتقاد تاجداروں اور روسا کے ساتھ اتحاد قایم کیا، ان کے چھوٹے لڑکوں کو پادریوں کے علاقوں پر مقرر کیا اور مذہبی محاصل کے عنوان سے ٹیکس ادا کئے اس طرح روما کی کلیسا نے اپنے عقائد و ایمان کا اظہار کیا، اس کی بعض نہایت زبوں خرابیوں کی اصلاح کی، اپنے حدود کے اندر ملازمین کی ایک جمعیت قایم کی اور عدالت تحقیقات کو ہولناک اختیارات سے مسلح کیا۔ اس طرح تقویت حاصل کرنے اور زمانۂ ماضی کے تعلقات اور دل سوزیوں کی تجدید کے بعد، کلیسا نے، شاہان یورپ سے اتحاد و اتفاق قایم کرنے اور ان کی بدولت الحاد کی ترقی کو روکنے، اور اگر ممکن ہو تو اپنی غفلت کی وجہ سے کھوئی ہوئی زمین کو دوبارہ حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔

ردّ اصلاح کے دینوی سیاست میں دو اولوالعزم نمائندے ہوئے ہیں فلپ تاجدار اسپین اور فرانس کا خاندان گائز فلپ کا منشا یہ تھا کہ اپنے باپ کی تجاویز پر ایسی ترمیمات کے ساتھ عمل کرے جس کے تغیر یافتہ حالات طلب گار تھے۔ سلطنت اور جرمنی ہاتھ سے نکل جانے کے باعث وہ پوری طرح اسپین کی طرف مائل ہونے پر مجبور رہوا۔ جرمنی اور انگلستان میں پراٹسٹنٹوں کی فتح نے ان کو بجز استعمال قوت کے دوبارہ اپنے تحت لانے کے تمام توقعات پر پانی پھیر دیا، اور یہ ابتدا میں ناممکن تھا۔ لیکن فلپ کیتھولک کلیسا کے اختیار نئے دوبارہ قیام کی امید سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ اسپین کی اتنی وسیع شاہی، اس کی مدد کے لئے موجود ہے۔ خاندان گائز کی حریصانہ سیاسی بلند نظری اور اس کی اس کوشش نے کہ تخت انگلستان پر میری ملکۂ اسکاٹلینڈ کو

مسئلہ کیا جائے۔ فلپ کے خطرات کو مشتعل کر دیا جو اس ملک کو اپنے لئے حاصل کرنے کی لو لگائے بیٹھا تھا۔ اور ابتدائے خاندان گائز کی اس کوشش میں خلیب مخلصانہ اشتراک عمل کرنے سے قاصر تھا۔ اس لئے کہ اسے اندیشہ تھا کہ وہ فرانس کو زیر کرلیں گے۔ لیکن شدہ شدہ یہ خطرات دور ہوئے اور بالآخر کیتھولک ردّعمل کے ان دونوں نمائندوں نے ایک جمعیت قائم کی اور اپنی فرمانروائی کا سکہ یورپ پر بٹھانے کی غرض سے متحد و متفق ہو گئے۔ یہی واقعہ ہے جو نیدرلینڈز کی بغاوت اور فرانس کی سول جنگوں کی درمیانی کڑی کا کام دیتا ہے اور اس دور کے آخر تک تاریخ میں وحدت پیدا کرتا ہے۔

۲۔ جان کالون اور جنیوا

جس زمانے میں روما کا کلیسا اپنی جمعیتوں کی صف آرائی میں مصروف تھا عین اسی زمانے میں اس نوعیت کا پراٹسٹنٹ مذہب جو آیندہ اس کا سب سے زیادہ خطرناک دشمن بننے والا تھا جان کالون کے ہاتھوں سے تنظیم پا رہا تھا۔

لوتھری مذہب کی ناکامی کے اسباب

یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ لوتھری مذہب نے جرمنی اور ریاستہائے اسکانڈی نیویا کے باہر کبھی کوئی مستقل فتوحات نہیں حاصل کریں، اور خود جرمنی میں سولھویں صدی کے وسط کے بعد سے اس کے پیروؤں کی تعداد گھٹنے لگی۔ اس کے تین وجوہ بتائے جاسکتے ہیں:۔

(۱) لوتھر کے اکثر اصول جن میں قابل ذکر عفو اور عشائے ربانی ہیں، ایسی لطیف مفاہمت باہمی پر مشتمل تھے کہ خود جرمنوں میں معمولی دماغ والوں کو پسند نہ آئے، اور سخت مباحثوں اور افسوسناک نااتفاقیوں کا باعث ہوئے۔

(۲) مزید براں جرمنی کی سیاسی حالت کی وجہ سے اس تحریک نے رؤسا کی اغراض اور ان کے اقتدار کے ساتھ اتنا قریبی اتحاد قایم کرلیا تھا کہ اس کی نسبت عوام میں کوئی دلی ہمدردی باقی نہیں رہی۔ ادنیٰ طبقات کو اپنا گرویدہ کرنے اور ان پر اپنا قابو رکھنے میں لوتھری مذہب کی ناکامی کی مثال خود

جرمنی میں شورشِ مزارعین، انقلاب انا لیبٹسٹ، اور اصلاحِ زونگل کی عارضی کامیابی میں ملتی ہے۔ لوتھر ان کی بے اعتدالیوں سے ہیبت و نفرت کے ساتھ کنارہ کش ہو گیا اور روز بروز زیادہ قدامت پسند بنتا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ جوشیلے اور جزرس لوگوں کی ہمدردی اس کے ساتھ باقی نہیں رہی۔

۳۔ سب سے آخر میں یہ کہ استعمالِ قوت کے مسئلے میں لوتھر کو سخت پس وپیش رہا اور اگرچہ اس نے آخر کار ہتھیار سے چارہ جوئی کرنے کی اجازت دی، لیکن یہ کہا کہ جنگ مدافعت کی غرض سے ہو، جنگ صاحبِ حکومت اور فرمانروا ہی اپنے طور پر کریں، نہ کہ باغیوں کے اتحاد و اتفاق سے ہوا کرے۔ لوتھر کو مذہبی اور سیاسی جنگ صلیبی کا یا جرمنی کے باہر مشنریوں کی جد وجہد کو کامیاب بنانے کا خیال نہیں ہوا۔ ان باتوں کے لیے دنیا کو دوسری جگہ تلاش کرنا پڑا۔

فرانسیسی ہمیشہ سے یورپ کے آگے جدید خیالات کی کامیاب ترجمانی کرتے رہے ہیں۔ ان کی منطقی ذکاوت، ان کا کمال اسلوب بیان ان کا جوہر تنظیم اور ان کی زبان نے جس میں لاثانی صفائی و پاکیزگی اور لچک ہے، انھیں اس خدمت کے لیے موزوں بنا دیا ہے، اور اب ان خداداد جوہروں کا اظہار بدرجۂ غایت ان کے ایک اولو العزم ہم وطن جان کالون کے ذریعے سے ہونے والا تھا۔

یہ شخص جو پیکارڈی میں دینی دربار نویوں کے مصدق کا بیٹا تھا ۱۵۰۹ء میں پیدا ہوا۔ بارہ سال کی عمر میں وہاں کے بڑے گرجا میں

جان کالون

چاپلین مقرر ہوا جہاں رسمی طور پر اس کا مونڈن ہوا، اگرچہ وہ متعاقب "کیورے" بنایا گیا لیکن اس نے دینی عہدہ حاصل کرنے میں اس سے آگے ترقی نہیں کی۔ کیونکہ اس کے باپ نے یہ خیال کر کے کہ قانونی پیشے سے زیادہ توقعات وابستہ ہو سکتے ہیں، اس کو آرلینس بھیج دیا، اور پھر وہاں سے قانونی تعلیم کے لئے بورجس روانہ کیا۔ (۱۵۲۹ء تا ۱۵۳۱ء)۔ یہی زمانہ تھا جب کالون لوتھری مذہب کے اساتذہ

سے متاثر ہوا، جن میں خصوصیت کے ساتھ جیکوس لیفیورے قابل ذکر ہے۔ یہ بھی اس کی طرح پیکارڈی کا باشندہ تھا۔ اور فرانسیسی پراٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں میں سے ایک تھا۔ ۱۵۳۴ء میں فرانسس اول کی ظلم و تعدی نے اسے اپنے ملک سے نکال دیا اور اس نے باسلے میں پناہ لی۔ یہاں پچیس سال کی عمر میں اس نے اپنی معرکتہ الآرا تصنیف دی انسٹی ٹیوٹس، جو عیسائی مذہب پر ایک مستند تصنیف ہے، پہلی مرتبہ شایع کی۔ اگرچہ اس کتاب میں بعد کو اضافہ کیا گیا لیکن اس میں اس کے مذہبی نظام کا مکمل خاکہ ہے، اور غالباً اس کتاب نے ان تمام کتابوں سے زیادہ اثر مرتب کیا ہے۔ جو اتنی کم عمری میں تصنیف کی گئی ہیں۔ ۱۵۳۶ء میں جب وہ جنیوا میں سے گذرا تو ولیم فارل

جنیوا کی حالت

باشندۂ ڈافینی نے جو خود بھی فرانسیسی تھا اور جلا وطن ہو چکا تھا، اس کو سنجیدگی سے تاکید کی کہ وہ اس مطالعے کو ترک کر دے جس کا وہ اس قدر دل دادہ تھا اور خود کو مبلغین کی جدوجہد میں سرگرمی کے ساتھ شامل کر دے۔ جنیوا کے شہنشاہی شہر کو اس لئے اہمیت حاصل تھی کہ وہ وادی رھون میں پھیلا ہوا تھا اور وہاں جو تجارتی راستے آملتے تھے ان پر اس کو قابو تھا؛ اس کو بلدیاتی حکومت خود اختیاری حاصل تھی، لیکن اپنے اسقف کے مذہبی اختیارات کے تحت تھا اور سوائے کاؤنٹ ڈیوک جو نواحی علاقوں پر مسلط تھا اور خود اس شہر کے اندر اس کو بعض عدالتی اختیارات بھی حاصل تھے، اس کو دھمکی دے رہا تھا۔ جنیوا کے محبانِ وطن کا برابر مقصد یہی تھا کہ دنیاوی اور مذہبی حکومت کی دوعملی سے زیادہ مکمل طور پر آزاد ہو جائیں، اور اس خیال سے انھوں نے ۱۵۱۹ء میں فریبرگ کے کینٹن سے اور ۱۵۲۶ء میں برن سے اتحاد قایم کر لیا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے کشمکش جاری رہتی تھی لیکن اس میں زیادہ تلخی اس وجہ سے پیدا ہو گئی کہ فیرل کے مشورے سے شہر نے ۱۵۳۵ء میں لوتھر کے اصول کو اختیار کر لیا تھا۔ ۱۵۳۶ء میں برن کے ڈیوک اور ڈیوک سیونٹ کے مابین جنگ چھڑ گئی جس میں اہل سوئزرلینڈ ولایت ووڈ کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے

اور اس طرح جنیوا کو ڈیوک سے فوری اور براہ راست خطرہ باقی نہیں رہا۔

کالون جنیوا میں
۱۵۳۶ء تا ۱۵۳۸ء
۱۵۴۱ء تا ۱۵۶۴ء

کالون کو اس موقع پر جنیوا میں قیام کرنے کی ترغیب ہوئی تو اس نے فوراً، انسٹی ٹیوٹس، نصب العین کے موافق ایک کلیسا کی بنا ڈالنی شروع کردی۔ لیکن اس کے نظام کی سختی نے ردِّ عمل کیا اور ۱۵۳۸ء میں اس کے اور فیرل کے خروج کا باعث ہوئی۔ تین سال کے بعد (ستمبر ۱۵۴۱ء) اس شہر نے داخلی نفاق وشقاق سے کمزور ہو کر، اور اس خوف سے کہ کہیں ڈیوک حدودِ شہر کے اندر رہنے والے کیتھولک فرقے کی مدد سے یا خود برن جو پراٹسٹنٹوں کی حمایت کر رہا تھا انھیں مفتوح نہ کرلے، اس مصلح کو واپس طلب کیا اور اس کی حکومت کلیسا کے نظام کو قبول کرلیا۔ اس نے بلدیاتی حکومت کو اچھوتا چھوڑ کر اس کے مقابلے میں ایک مذہبی مجلس قایم کی جو مذہبی نگہبانوں اور بارہ ارکان پر (جو پادریوں کی نامزدگی کے بعد شہر کی دونوں مجالس میں منتخب ہوتے تھے) مشتمل تھی۔ اس مجلس کے اختیارات امورِ اخلاق اور کلیسا کے معاملات تک برائے نام محدود تھے۔ اس کو صرف اس سزا کا حق حاصل تھا کہ توبہ واستغفار کروائے۔ یا عشائے ربانی سے محروم کردے، لیکن چونکہ مجلس کے فیصلوں کے نفاذ کا فرض دنیاوی اقتدار پر عاید ہوتا تھا لہذا ہر گناہ ایک جرم بن گیا، اور اس کے لیے سخت ترین سزا تجویز کی جاتی تھی۔ سب کو قانوناً مجبور کیا جاتا تھا کہ عام عبادت میں شریک ہوں اور عشائے متبرک میں حصہ لیں۔ ممنوعہ پارچے کا لباس پہننا، شادی بیاہ میں رقص کرنا، کالون کے خطبات کا مضحکہ کرنا ایسے جرائم قرار دیے گئے جو قانوناً مستوجب سزا تھے۔ حرام کاری کی سزا جلاوطنی، قید، اور بعض وقت موت ہوتی تھی، اور اگر بچہ اپنے والدین پر دست درازی کرتا تو اس کو قتل کردیا جاتا تھا۔ جب اس نوعیت کے جرایم کے لئے ایسی سخت سزائیں مقرر ہوئیں تو ہم اس بات پر تعجب نہیں کرسکتے کہ الحاد اپنے قدم نہیں جما سکا۔ ۱۵۴۷ء میں گروویٹ کو قتل کردیا گیا، اور ۱۵۵۳ء میں سرویٹس کو نذرِ آتش کیا گیا۔

یہ ظلم و استبداد جو ہمیں شدت کے ساتھ ساؤنارولا کی حکومت کو یاد دلاتا ہے، بلا مزاحمت نہیں قایم ہو سکا۔ ایک جماعت موسوم بہ لبرٹنس قایم کی گئی جس نے اس تادیب و تربیت کی سختیوں کو کم کرانے اور دینوی اقتدار کی خود مختاری قایم رکھنے کی جد و جہد شروع کی۔ بایں ہمہ کالون نے فرانسیسی جلاوطنوں کی مدد سے جو جنیوا میں جمع ہو گئے تھے۔ اور جنھیں شہر کی آزادی اور حکومت میں حصہ مل گیا تھا، اپنی وفات تک جو ۱۵۶۴ء میں واقع ہوئی، کامیابی کے ساتھ اپنی فوقیت اور اپنا غلبہ و اقتدار قایم رکھا۔ جس کے بعد اس کا شاگرد تھیوڈور بیزا اس کا جانشین ہوا۔

۱۵۴۳ء میں فرانسیسیوں نے ڈیوک سیوائے کا ملک مفتوح کر لیا تو اب جنیوا کو اس کے حملے کا خطرہ باقی نہیں رہا، اور اگرچہ اسی سال ماہ اکتوبر میں جس سال کالون کا انتقال ہوا۔ ڈیوک نے برن سے جنیوا کی جھیل کے جنوبی علاقے کو جس کو ۱۵۳۶ء میں لے لیا گیا تھا واپس حاصل کر لیا، لیکن اس نے خود اس شہر کو لینے کی کوشش نہیں کی۔ ولایت جنیوا بدستور خود مختار جمہوریت رہی، اور ۱۸۱۵ء تک سوئیزرلینڈ کے کسی نہ کسی کینٹن کے ساتھ اتحاد قایم کرتی رہی، جس کے بعد وہ بالآخر بحدیہ سوئٹزرلینڈ کی ایک رکن بن گئی۔

کالونیت کی خصوصیات

کالون کی تعلیم کی نمایاں خصوصیت اس کی انتخابیت میں مضمر ہے۔ اس کے اصولی خیالات میں، تقدیر عشائے ربانی، انسداد روایات کی بابت انجیل کی لاکلام سند کی نسبت اس کے عقائد بمقابلۂ لوتھر کے زونگل سے زیادہ ملتے جلتے تھے لیکن اگر وہ اس طرح تعلیم روما کی انتہا درجے غیر مصالحت آمیز اور علانیہ مخالفت کی نمایندگی کر رہا ہے تو اس کے باوجود اپنے اس پختہ یقین سے کہ کلیسا کے باہر نجات نہیں ہے، اور پھر اس کو جو انتہا درجے کے اختیارات بخشتا ہے اس کی رو سے وہ کیتھولک مذہب کے تمام غیر معمولی عقائد کی تصدیق اور ہیرائیت کی تجدید کرتا ہے۔ یہ کہ اس نے جو مذہب

قایم کیا اگر بالکلیہ نفس کش نہیں تھا تو حد سے زاید اُداس اور دلگیر ضرور تھا، یہ کہ اس نے شاید بجز ادب کی بعض خاص صورتوں کے کسی فن میں بھی جان نہیں ڈالی؛ یہ کہ حکومتِ کلیسا سے متعلق اس کے اصول اگرچہ جمہوری اساس پر قائم کئے گئے تھے لیکن انھوں نے عملاً انفرادی آزادی کو تباہ و برباد کر دیا؛ یہ کہ رواداری کی ترقی و آبیاری کے عوض اس کے اصول میں ظلم و جبر پایا جاتا تھا، ان سب کو یقیناً تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اگر اس کے تقدیری خیالات سے منطقی نتائج نکالے جاتے تو جذبۂ تقدیریت پیدا کر دیتے جو اخلاق کے حق میں انتہا درجے خطرناک ہیں۔ لیکن بہت کم ہوشمند لوگ ایسے گذرے ہونگے جنھوں نے خود کو دوامًا نیکیوں سے معرا سمجھا ہو یا اس طرح عمل کیا ہو کہ اس سے مترشح ہو سکے کہ وہ اختیار کے قائل نہیں ہیں۔ لہذا کالونیت کے عملی نتائج یہ ہوئے کہ اس مذہب کے بانی کی طرح جان ناکس اور تھیوڈورے بیزا جیسے لوگ بھی پیدا ہوئے۔ جن میں حیرت انگیز قوتِ ارادی، غیر معمولی جوش و سرگرمی، اور کم نہ ہونے والی قوتِ عمل اور توانائی تھی، اور جنھوں نے ایک ایسا مذہب پیدا کیا جو رؤسا کے سخت ترین اور انتہا درجہ غیر دوست دارانہ طبقے کے حق میں قابلِ قبول تھا۔

اس کے بعد سے جنیوا مصلحین کی گڑھی کا کام دینے لگا؛ غیر ممالک کے پناہ طلبوں کا ماویٰ و ملجا اور چھاپے خانوں کا وطن تھا۔ جہاں سے بے شمار رسائل و اشتہارات شائع کئے جاتے تھے؛ ایک مدرسہ قایم تھا جہاں سے مبلغین تبلیغ کے لئے روانہ کئے جاتے تھے؛ جمہوری اساس پر پراٹسٹنٹ مذہب کی انتہا درجے کی فوجی صورت کا نمایندہ تھا، ردِ اصلاح جو جزیٹ فرقے کی حلیف ہی کا دشمن اور اسپین کی قیادت میں کیتھولک یورپ کی شاہ پسند جمعیتوں کا قدرتی اور ناگزیر مخالف بننے والا تھا۔



ساتواں باب

فلپ اور اسپین

پر اٹسٹنٹوں پر ظلم و تشدد۔ ڈان کارلوز کا رانہ۔ موروں اور ترکوں کے خلاف جنگ۔ مالٹا کی آزادی۔ اسپینی موروں پر جبر و تشدد اور ان کی شورش۔ جنگ لیپانٹو۔ فتح پرتگال۔ اسپین کی داخلی حکومت اور فلپ دوم کے تحت اس کے تحتانی علاقے۔

(۱) پراٹسٹنٹوں پر جور و ظلم۔ عدالت تحقیقات مقدمہ ہائے مذہبی۔ (محکمۂ احتساب مذہبی)۔

عہد نامہ کیٹو کمبر سیس (۵ راپریل ۱۵۵۹ء) کے وقت فلپ کی عمر بتیس سال کی تھی۔ اس وقت تک وہ دو شادیاں کرچکا تھا اور دونوں ہی بیوں کو کھو چکا تھا۔ اس کی پہلی بیوی کا انتقال ۸ رجولائی ۱۵۴۵ء کو ایک لڑکا ڈان کارلوز پیدا ہونے کے بعد ہوا' اور دوسری بیوی میری ملکۂ انگلستان ۱۷ر نومبر ۱۵۵۸ء کو فوت ہوئی۔ حکومت نیدرستان کا تصفیہ کرنے کے بعد فلپ اسپین کو روانہ ہوا۔ ایک شدید طوفان نے اس کی آمد کا خیر مقدم کیا؛ اس کے بیڑے کے نوجہاز تباہ ہوگئے۔ اور خود شاہ اپنی سلطنت کے ساحل پر (جس کی حدود سے پھر باہر نکلنا اس کے مقسوم میں نہ تھا)

فلپ اسپین میں داخل ہوتا ہے۔ ۲۹ راگست ۱۵۵۹ء

ایک چھوٹی سی کشتی کے ذریعے سے پہنچا۔

فلپ نے اس وقت تک ان متعصبانہ خیالات کا اظہار نہیں کیا تھا جن کو وہ اب سے ظاہر کرنے لگا۔ انگلستان میں مختصر سے قیام کے دوران میں اس نے انگریزوں سے مصالحت کرنے کی ناکام کوشش میں اپنی بد قسمت بیوی کے مسلک جور و ظلم کی مخالفت کی یا مخالفت کا حیلہ کیا تھا اس نے شہزادی ایلزبتھ کی حفاظت کے لیے مداخلت کی تھی اور اس کی تاج پوشی کے بعد سب سے پہلے اس سے شادی کرنے کی تجویز پیش کی تھی، اور جب اس سے انکار کیا گیا تو اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قایم رکھے۔ حتیٰ کہ اس نے میری والیۂ گائیز اور اس کی بیٹی کے خلاف اسکاٹلینڈ کے کالوینی فرقے کو خاموشی کے ساتھ مدد دی۔ لیکن جونھی اس نے اسپین میں مستقل سکونت اختیار کی ہر چیز میں تغیر واقع ہو گیا۔ اس وقت اسپین ہر قسم کے کٹرپن کا مرکز تھا جو یورپ میں اب تک باقی تھا۔ اور فلپ نے نہایت شوق کے ساتھ اس ملک کے خیالات کو اختیار کر لیا۔ اس کے بعد سے اس کے ذاتی اقتدار کا اضافہ اور کیتھولک مذہب کی ترقی باہم ایک ہو گئے۔ اس کی نظروں اصلاح یافتہ خیالات ایک صحیفۂ بغاوت اور حریف اقتدار معلوم ہونے لگے، اور اس فاسد الحاد کو اپنی مطلق العنان فرمانروائی سے کچل ڈالنا اس کی زندگی کا مقصد قرار پایا۔

وہ پراٹسٹنٹ مذہب کی بیخ کنی میں مصروف ہو جاتا ہے۔

چارلس پنجم کے ابتدائی زمانے میں، بیرونی مقامات میں رہنے والے صرف بعض اسپینوں سے مثلاً فرانسس ڈی انزیٹاس، مترجم انجیل جدید بزبان اسپینی اور بعد ازاں جامعہ آکسفورڈ میں پروفیسر لسانِ یونان (۱۵۲۰ء تا ۱۵۲۲ء) مخالف تثلیث سرویٹس ۱۵۵۳ء میں جس وقت جنیوا میں مصیبتیں جھیل رہا تھا عین اسی وقت اس نے اصلاح یافتہ خیالات کو اختیار کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۵۸ء کے بعد ہی سے پراٹسٹنٹ مذہب خود اسپین میں ترقی کرنے لگا۔ لیکن اس وقت تک اسپین میں نہ صرف انجیل جدید اور پراٹسٹنٹ مذہب کی مختلف کتابوں کی نشر و اشاعت جاری تھی بلکہ مصلحین کی ایک قابلِ لحاظ

خفیہ جمعیت قایم کی گئی تھی جن میں خصوصیت کے ساتھ سیویلی، ولاڈولڈ اور زامورا کے شہروں اور ریاست اراگون کی جمعیتیں شامل تھیں۔ ملحدین کے اس نئے مرکز کی خبر پاکر پوپ پال چہارم نے ایک فرمان جاری کیا (فروری ۱۵۵۸ء) جس میں صدر حاکم عدالت دینی سے اصرار کیا گیا کہ اس برائی کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے۔ اور لب مرگ شہنشاہ نے پاپائی مداخلت کی ناپسندیدگی کو فراموش کرکے ریجنٹ (نائب سلطنت) جونا اور خود فلپ سے التجا کی کہ پوپ کے اصرار کی تعمیل کریں۔ فلپ کو اصرار کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اس نے نیدرلینڈز سے ایک قانون حاصل کرکے شایع کیا جس میں ممنوعہ کتب کی خرید و فروخت اور ان کے مطالعہ کرنے والوں کو سزائے موت قرار دی گئی اور اس قانون کی تجدید کی گئی کہ الزام دہندہ کو مجرم کی جائداد کا ایک چوتھائی حصہ دیا جائے گا۔ پال نے اس قانون کو اپنے فرمان بابت ۱۵۵۹ء کے ذریعے نافذ العمل کیا اور تمام گناہوں کا اقرار سننے والوں کو حکم دیا کہ اپنے روبرو گناہوں کا اقرار کرنے والے اور تائب افراد کو اس امر کا ذمہ دار بنایا جائے کہ مشتبہ اشخاص سے آگاہی بخشا کریں۔ نیز اس نے عدالت تحقیقاتِ امور دینی کو اختیار دیا کہ انھیں بھی، جو پختہ یقین کی بنا پر نہیں بلکہ سزا کے خوف سے، خطاؤں سے دست بردار ہو جاتے ہیں دینوی اقتدار کے حوالے کر دیا جائے اور اسپین کے مذہبی محاصل سے امداد دی گئی تاکہ اس سے محکمۂ احتساب مذہبی کے مصارف برداشت کیے جائیں۔

یہ ہولناک محکمہ جو ۱۴۷۸ء میں فرڈیننڈ اور اسابلا کی جانب سے مستقل طور پر قایم کیا گیا تھا اور روما کو مرافعہ کرنے کی ضرورت سے ۱۴۹۷ء میں بری کر دیا گیا تھا ایک مجلس اعلیٰ پر مشتمل تھا جس میں قانونی مشیر اور علمائے دین شریک تھے جو زیادہ تر پیروان سنٹ ڈامنک تھے، اور یہ ایک ایسا فرقہ تھا جو فلپ کا منظور نظر تھا۔

عدالتِ تحقیقات مقدمہ ہائے مذہبی

صدر حاکم اس مجلس کا بڑا ہوتا تھا جس کو خود بادشاہ مقرر کرتا تھا، اور متعدد ماتحت عدالتیں بھی قایم کی جاتی تھیں جن کی حفاظت مسلح حاضر باشوں سے ہوتی تھی

رازیں تحقیقات عمل میں لاتی تھیں۔ اشخاص کو ترغیب و تحریص دلائی جاتی تھی یا دھمکیاں دیکر مجبور کیا جاتا تھا کہ اپنے دشمن، اپنے دوست بلکہ اپنے عزیز و اقارب پر بھی لعنت ملامت کرتے رہیں؛ یا اس طرح ایک نظامِ جاسوسی قایم کیا گیا؛ ملزمین کو اقرار جرم پر مجبور کرنے کے لئے سخت تکالیف دی جاتی تھیں؛ اور انتہا درجہ بے ضرر الفاظ سے ڈامنی کی مذہب کے علما لطیف باریکیاں پیدا کرکے کھینچ تان کر اکثر الحاد کے معنی نکال لیتے تھے۔ یہ لوگ کئی طرح کی سزا دیتے تھے، مال ضبط کر لیتے تھے، نفس کشی کراتے اور کفارہ دلواتے تھے، قید کر دیتے تھے، اور آخری چارہ جوئی یہ ہوتی تھی کہ مذہبی عدالت سے سزائے موت کا حکم سنایا جاتا تھا اور مجرم کو دنیاوی حکام کے حوالے کر دیا جاتا تاکہ اس کو نذر آتش کر دیا جائے۔ پوپ اور بادشاہ کے مابین اس نامانوس یکسانی سے تقویت حاصل کرکے صدر حاکم عدالت مذہبی ڈان فرڈی ننڈ والڈے صدر اسقف سیویلی، شد و مد کے ساتھ کام کرنے کی جانب مائل ہوا خود سیویلی میں پہلے ہی دن آٹھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا گیا، اور ۲۱ رمئی ۱۵۵۹ء کو ولاڈ ولیڈ کی گلیوں میں سب سے پہلی مرتبہ سزائے موت دی گئی، یہی رسم اسپین میں فلپ کے ورود کے موقع پر ادا کی گئی، اور سنہ ۱۵۶۰ء میں فرانس کی الزبتھ کے ساتھ اس کی تیسری شادی کی شادمانیوں کے اثنا میں تیسری مرتبہ سزائے موت دی گئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کچھ سال کوئی رسم اس وقت تک مکمل نہیں تصور کی جاتی تھی جب تک کہ مذہبی عدالت سے کسی کو سزائے موت نہ دی جائے، اور اسپینی بیلوں کی لڑائی پر اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ممکن ہے یہ سچ ہو کہ مذہبی عدالت کے جور و ستم میں مبالغہ کیا گیا ہو، تاہم کم از کم ان خیالات کو جن کے ساتھ دوسرے ممالک میں رواداری برتی جاتی ہے، یہاں بے رحمی کے ساتھ دبایا گیا۔ نہ صرف یہ کہ تمام سائنٹفک غور و خوض اور استغراق کو مذہباً ممنوع قرار دیا گیا، اور اسپینی فضلا کو دوسرے ممالک جانے سے روکا گیا بلکہ سخت ترین راسخ الاعتقادی سے انحراف کی بھی خوب خبر لی جاتی تھی۔ یہ مذہبی عدالت اہل کلیسا کے خلاف بھی کارروائی اختیار کرتی تھی۔

اگرچہ پادریوں اور راہبوں کی تعداد بہت کثیر تھی اور ان کی دولت خصوصاً کیا سٹائل میں بے حد تھی، تاہم یورپ کا کوئی کلیسا اس سے زیادہ کامل طور پر شاہی اقتدار کے تحت نہیں تھا۔ مذہبی خدمات کی نام زدگی بالکلیہ شاہ کے ہاتھ میں تھی، اس کی اجازت کے بغیر پاپائی مداخلت کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی جاتی تھی، اور اگر کلیسا دولتمند تھا تو کم سے کم اس کے ایک ثلث محاصل شاہی خزانہ میں داخل ہوتے تھے۔

مذہبی عدالت اور اسپینی کلیسا

شاہی اقتدار میں اس وجہ سے اور بھی اضافہ ہو گیا کہ جزیٹ فرقہ نہایت جوش و سرگرمی کے ساتھ شاہی اغراض و مقاصد کا حامی تھا۔ تاہم فلپ کو اکثر ڈامینکی فرقے پر اعتماد تھا۔ اس فرقہ درویشاں کے ارکان کی جہالت اور تعصب اور اندھی گرم جوشی بادشاہ کے ارادہ و مرضی کی اعانت اور کورانہ تقلید کا حق پورا پورا ادا کرتی تھی۔ مقدس عدالت مذہبی میں انھیں غلبہ حاصل تھا اور اس کی تادیب و تربیت کے تابع نہ صرف تھریسا کو کرلیا گیا، جو اسپین کے اولیا میں سے ایک تھا، بلکہ طاقتور انجمن مسیحی کے ارکان اور حتیٰ کہ حکام مذہبی کا اجلاس بھی اس کے ماتحت آگیا۔ کم سے کم نو اسقفوں کو کفارہ اور توبہ و استغفار کی سزا دی گئی، اور ٹولیڈو کے اسقف کورانزا بھی ان کے حملے سے محفوظ نہ رہا۔ اس فاضل اور گرم جوش صدر پادری پر جس نے مجلس ٹرنٹ کے اجلاس میں اہم حصہ لیا تھا اور جس کے زانو پر چارلس پنجم کی روح پرواز ہوئی تھی اگست ۱۵۵۹ء میں ملحدانہ خیالات کا الزام عائد کیا گیا۔ اس کی تحقیقات کوئی سات سال تک جاری رکھنے کے بعد پیس پنجم نے اصرار کیا کہ اس کا مقدمہ روما کو منتقل کر دیا جائے۔ لیکن پوپ کی وفات نے اس میں مزید تاخیر پیدا کر دی اور اپریل ۱۵۷۶ء سے پیشتر پوپ کی طرف سے قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس صدر اسقف پر جرم عاید کیا گیا کہ اس کے اصول بھی لوتھر سے ملتے جلتے ہیں، لہٰذا وہ ان سولہ مسائل کو ترک کر دے جو اس کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں۔ بعض کفارے ادا کریں، مزید پانچ سال کے لئے مذہبی وظائف سے معطل رہے، اور اس اثنا میں ڈامنی کی

فرقے کی خانقاہ میں جس کو خود اس نے آر وٹیو میں قایم کی تھی بند رہے۔
مذہبی عدالت کی مساعی اسپین میں پراٹسٹنٹ مذہب کی سرکوبی میں کامیاب ثابت ہوئی، اور یہ کامیابی بدقسمتی سے اس تسلی بخش مسئلے کی تردید کرتی ہے کہ پختہ یقین کے آگے جبر وتشدد کی کچھ بھی نہیں چلتی۔ لیکن اس کامیابی میں ذہنی خود مختاری کی بربادی پنہاں تھی۔ اسپین کی حالت بہت جلد یورپ میں سب سے زیادہ پست ہوگئی۔ اور اگر ہم ڈان کوئیکزاٹ کے مصنف سروانٹیس اور کالڈان شاعر سے قطع نظر کرلیں تو اس ملک میں کوئی مشہور صاحب قلم نہیں پیدا ہوا۔ اور اس مقدس دینی عدالت کا کام صرف الحاد کی بیخ کنی یا پادریوں کی سخت نگرانی ہی تک محدود نہ تھا۔ بالکلیہ تاج کے نام زدہ ارکان پر مشتمل ہونے کی حیثیت[1] سے مالیاتی استحصال بالجبر اور سیاسی مجرمین کے تعاقب کے لئے شاہی ہاتھ میں یہ ایک آلہ کار بن گیا۔ اس طرح کرڈر گیری کے عہدہ داروں کو مذہبی عدالت میں اس الزام میں کھینچا جاتا تھا کہ انھوں نے گھوڑوں کو سرحد سے گذرنے کی اجازت دے دی اور بہانہ یہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہیوگیاٹوں کی خدمت کر رہے ہیں؛ انٹونیو پریز فلپ کا بدنام سکریٹری ارکان کی مذہبی عدالت سے ملزم قرار دیا گیا، اور ممالک خارجہ کے سفرا پر بھی اس کے احکام کی تعمیل لازمی تھی۔ پوپ نے بعض وقت اس منصب مقدس کی خرابیوں کے خلاف عذرات و دلائل پیش کیں جن سے پاپائی استحقاقات میں مداخلت ہوتی تھی۔ لیکن فلپ نے جواب دیا کہ ہز ہولی نس، اپنے تردد و وسواس سے مذہب کو تباہ کردیں گے

مذہبی عدالت سیاسی جرموں کی بھی سزا تجویز کرتی تھی۔

[1] فلپ کے عہد حکومت میں صدر حکام عدالت تحقیقات مذہبی Grand Inquisitors حسب ذیل تھے:-
(۱) ڈان فرنانڈ د والڈیس، صدر اسقف سیول ۱۵۴۷ء تا ۱۵۶۶ء
(۲) اسپینوزا، بادشاہ کا سکریٹری، اسقف سیگونکا اور کارڈینل ۱۵۶۶ء تا ۱۵۷۳ء
(۳) کوئیروگا صدر اسقف ٹولیڈو ۱۵۷۳ء تا ۱۵۹۴ء

اور فلپ کے بعد بھی ایک طویل مدت تک یہ مذہبی عدالت اور کلیسا شاہی اختیارات کے مطیع و منقاد بنی رہیں۔

۲۔ ڈان کارلوز کی پر اسرار شخصیت[۱]

ڈان کارلوز ۱۵۴۵ء تا ۱۵۶۸ء

بعض سندوں کے بموجب فلپ کی گرم جوشی نے اس کے خاص بیٹے اور وارث ڈان کارلوز کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس بدقسمت شہزادے کے باپ فلپ کے دشمنوں نے خود اسی کے حین حیات میں اس کے واقعات کی صورت اتنی بدل دی اور غلط ترجمانی کی ہے اور اس کے بعد سے افسانہ نویسی کا ایک ایسا دل پذیر موضوع بن گیا ہے کہ بعض باتوں میں حقیقت تک رسائی کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ باپ بیٹے میں یہ مغائرت باپ کے اس گمان کے باعث پیدا ہو گئی تھی کہ شہزادے اور اس کی سوتیلی ماں فرانس کی الزبتھ کے درمیان عشق و محبت کے تعلقات تھے۔ اور یہ ان لوگوں کی رائے ہے جنھوں نے شیلر کی طرح ڈان کارلوز کو ایک رومانی المیہ کا ہیرو بنایا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نامہ کیٹو کمبریسس میں تجویز پیش کی گئی تھی کہ ڈان کارلوز فرانسیسی شہزادی سے شادی کرے۔ اس خیال کو ترک کر دیا گیا، اور بعد میں خود اس کے باپ نے اس شہزادی سے عقد کر لیا۔ بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ

اسباب اسیری جنوری ۱۵۶۸ء

الزبتھ نے بیٹے ہی سے محبت کرنا سیکھا تھا۔ اور ڈان کارلوز نے اپنی دلھن کے سرقہ کئے جانے پر باپ کو ہرگز نہیں معاف کیا۔ اور اس شکی شوہر نے اپنے بیٹے کو قید کر کے انتقام لیا۔ اور آخر کار زہر کھلوا کر نہ صرف اپنے بیٹے کا کام تمام کر دیا بلکہ اپنی

[۱]۔ ڈان کارلوز کے راز کے بارے میں پرسکاٹ کی تاریخ فلپ دوم ج ۲ فورنیروں کی تاریخ فلپ دوم ج ۱۱، گیچارڈ کی ڈان کارلوز اٹ فلپ ثانی کو دیکھو۔

بیوفا بیوی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ لیکن اس درد بھری داستان کو یقیناً باطل کر دینا چاہیے۔ ڈان کارلوز عہدنامہ کیٹو کمبریسس کی تاریخ میں صرف بارہ سال کا تھا۔ اور کسی ہم عصر سند نے اس داستان کی تائید نہیں کی ہے۔ حتیٰ کہ ولیم والئی آرنج جو اپنی 'اپالوجی' میں فلپ پر دونوں کو زہر کھلانے کا الزام عاید کرتا ہے۔ اصلی وجوہ کے متعلق سکوت اختیار کرتا ہے۔

یہ حکایت اس سے بھی کم تر اغلب ہے کہ ڈان کارلوز کو فلینڈرس کے لوگوں سے جو اسپین کی حکومت سے تنگ آ گئے تھے یا کم از کم پراٹسٹنٹ مذہب کی جانب مائل تھے اخفیہ طور پر ہمدردی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے اس امر کی توضیح ہوتی ہے کہ ڈان کارلوز نیدرلینڈز کا نظم ونسق اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تھا۔ نیز یہ کہ فلپ اپنے بیٹے کے ساتھ اختیار کردہ طرزِ عمل کی وجہ بتانے سے ناراض تھا' اور اس نے اپنی پھوپی ملکۂ پرتگال کے خط میں لکھا کہ اپنے ہی لختِ جگر کی قربانی دینا خدا کی خوشنودی اور انسان کے ہر نقطۂ نظر سے اپنی رعایا کی بہبود کے حق میں قابلِ ترجیح ہے۔ لیکن یہ اظہارات تیسرے اور زیادہ اغلب مفروضے کے کہ ڈان کارلوز دیوانہ تھا زیادہ مطابق معلوم ہوتے ہیں اس کے دونوں بھائیوں نے مرض صرع سے انتقال کیا تھا۔

ڈان کارلوز جو جولائی ۱۵۴۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ مریض لڑکا تھا۔ اور ہمیشہ بخار اور صفرا کی شکایت میں مبتلا رہتا تھا۔ ترقی عمر کے ساتھ ساتھ وہ کسی قدر بیباکانہ فیاضی اور بعض افراد سے حد سے زیادہ انس رکھنے کے باوجود متکبر مزاج' تندخو اور غیر مطیع بنتا گیا اپریل ۱۵۶۲ء میں وہ زینے سے سر کے بل گر پڑا۔ جس کی وجہ سے اس پر عمل جراحی کیا گیا اور اس کی کھوپڑی میں سوراخ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت سے وہ زیادہ سرکش ہو گیا اور پاگل پن کی حرکتیں اس سے سرزد ہونے لگیں اور وہ دشنام آمیز اور نفرت انگیز الفاظ سے بڑے درجے کی عورتوں کی توہین کرتا تھا۔ دو مرتبہ قیمتی جواہرات نگل گیا۔ ایک چمار کو اس نے مجبور کیا کہ ایک جوڑی جوتیوں کے ابلے ہوئے ٹکڑوں کو کھالے۔ کیونکہ وہ اس کے پیر میں برابر نہیں آئے تھے۔ ایک مرتبہ

اس نے آلوا کے ڈیوک پر شدید حملہ کر دیا، اس واسطے کہ بجائے اس کے اس ڈیوک کو نیدرستان کو بھیج دیا گیا تھا حتیٰ کے ایک دفعہ وہ ڈان جان پر حملہ آور ہوا جس کے ساتھ اسے گہرا اُنس تھا۔ اس نے ایک مرتبہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک شخص کو قتل کرنے کی فکر میں ہے لہذا اس لیے قبل از قبل ہی معافی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ اس نے غالباً اپنے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لئے اسپین سے فرار ہونے کی کوشش کی۔ وینس کے سفیر کو اس کی دیوانگی کا یقین تھا لہذا اس راز کی یہی توضیح ہے۔ فلپ کے اس خط سے جو پوپ کے نام لکھا گیا تھا مزید تصدیق ہوتی ہے۔ اگرچہ اصل خط مفقود ہے لیکن اس کا ترجمہ محفوظ ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ شہزادے کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اسی کا موجب اس کی دیوانگی ہے۔ اور اس بات پر تعجب نہیں کیا جاسکتا کہ فلپ اس حقیقت کو یوں پردہ راز میں رکھنا چاہتا تھا کہ جونا کی دیوانگی اس کے پر پوتے میں نمودار ہو رہی ہے۔ اور جہاں تک ہمیں علم ہے ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مجلس میں ڈان کارلوز کے ساتھ بیرحمانہ سلوک روا رکھا گیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس پر سخت ترین نگرانی قایم تھی۔ اس کو سیاسیات پر گفتگو کرنے یا عالم خارجی کی کوئی خبر رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اس کو صرف ایسی کتابوں کی اجازت تھی جن سے مذہبی گرم جوشی پیدا ہو سکے۔ لیکن اس کے محافظ اچھے خاندان کے لوگ تھے۔ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ اسیری کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اس سے گفتگو کیا کریں اور اس کو نہ تو کوئی تکلیف دی جاتی تھی، اور نہ وہ فاقہ کشی کرتا تھا۔

ہمیں ابھی اس الزام پر بحث کرنا ہے کہ اس بد نصیب شہزادے کو باپ کے حکم سے زہر کھلا دیا گیا تھا۔ اس کی تصدیق سادہ طور پر آرنج کے

کیا اس کو زہر کھلایا گیا؟

ڈیوک اور انٹونیو پریز (جو ڈان کارلوز کی موت کے وقت شاہ فلپ کی خدمت میں تھا) کی جانب سے کی گئی تھی، جس کو بہت سے ہم عصروں نے باور کر لیا تھا لیکن جب

ولیم خاموش اور پریز نے قلم اٹھایا تو شاہ کے مہلک دشمن ثابت ہوئے۔ اور اگرچہ فلپ بدقسمتی سے ایسا شخص نہیں تھا کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیئے زہر خورانی سے احتراز کرے، کم از کم اس معاملے میں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ الزام اس پر ثابت نہیں ہوتا۔

ڈان کارلوز کی وفات ۲۴ جولائی ۱۵۶۸ء اور اسابلہ کی وفات ۳ اکتوبر ۱۵۶۸ء

ڈان کارلوز نے ۲۴ جولائی ۱۵۶۸ء کو انتقال کیا اور اس تاریخ سے تین مہینوں کے اندر رہی اندر ۳ اکتوبر ۱۵۶۸ء کو اس کی سوتیلی ماں الزبتھ نے بھی انتقال کیا۔ دو سال کے بعد فلپ نے آسٹریا کی بہن سے جو تھا عقد کیا۔ جو اس کی بھتیجی اور شہنشاہ میکسی ملین کی لڑکی تھی۔ اس عورت نے ۲۶ اکتوبر ۱۵۸۰ء کو انتقال کیا۔ اس کی اولاد میں سے فلپ کے علاوہ جو باپ کا جانشین ہوا، باقی سب کے سب کم عمری ہی میں فوت ہو گئے

۳۔ موروں اور ترکوں کے خلاف جنگ۔ ہسپانیہ میں موروں کی شورش

غرناطہ میں موروں کی بغاوت کو فرو کر دینے کے بعد (دیکھو صفحہ ۱۲۹) ۱۵۰۲ء میں فرڈی ننڈ کی جانب سے جو فرمان شایع کیا گیا اس کے رو سے موروں کو بپتسمہ یا ترک وطن کا متبادل پیش کیا گیا، شہنشاہ چارلس کے عہد کے ابتدائی زمانے میں اس کو اراگان اور اس کی ماتحت ریاستہائے ویلینسیا و کیٹالونیا تک وسعت دے دی گئی تھی۔ تبدیل مذہب کے کام کو مزید تقویت پہنچانے کی غرض سے ان اضلاع میں کلیسائیں تعمیر کی گئیں۔ جہاں مور بکثرت آباد تھے۔ اور وہاں مبلغین کو بھی بھیجا گیا لیکن ان مساعی میں نہایت ادنی کامیابی حاصل ہوئی۔

اسپین میں موروں کی حالت

ماضی کی یادگار، گہری نسلی منافرت، موروں کی زبان کی نسبت مبلغین کی خام معلومات اور رسم و رواج کے اختلافات نے ناقابل حل مشکلات

پیش کیں۔ لہذا ۱۵۲۶ء میں جبر و تشدد کی کوشش کی گئی۔ ایک قانون نافذ کیا گیا۔ جس میں موروں کو حکم دیا گیا کہ اپنے قومی رسم و رواج، لباس، اور زبان کو خیرباد کہدیں، اور اس قانون کے نفاذ کا کام مذہبی عدالت (محکمۂ احتساب مذہبی) کے تفویض کیا گیا۔ لیکن سردست زیادہ دانشمندانہ مشورات غالب آئے۔ قانون کو نافذ نہیں کیا گیا۔ اور حکومت ظاہری اطاعت پر مطمئن ہونے کی طرف مائل تھی۔ اور یہی ایک چیز تھی جس کی وہ ان حالات کے تحت آرزومند ہو سکتی تھی۔ نو عیسائی، یا اسپینی مور (کیونکہ موروں کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) کم از کم نقض امن کا باعث نہیں ہوئے۔ عہدنامۂ غرناطہ کی عجیب دفعہ سے فائدہ اٹھاکر جس کی رو سے وہ ان محاصل سے مستثنیٰ قرار دیے گئے تھے۔ جن کو بربری ساحل سے تجارت کرنے والے عیسائی ادا کرتے تھے وہ اس ملک سے تجارت کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے لیکن وہ سبقت لے گئے تو کاریگروں کی حیثیت سے اور پیشۂ زراعت میں کاریگروں کی حیثیت سے انھوں نے بہت سی دستکاریوں میں فنی اعتبار سے کمال پیدا کیا اور آبپاشی اور فن زراعت کی بدولت غرناطہ کی ناہموار پہاڑیوں کی سطح مرتفع کے ڈھلانوں کو اسپین کے سب سے زیادہ زرخیز اور سرسبز و شاداب خطوں میں تبدیل کر دیا۔ انجیر، انار، سنترہ، اور انگور اناج اور سن کے ساتھ ساتھ پیدا ہوتے تھے۔ ان کے ملائم اور باریک اون والے میش کے گلّے مشہور تھے، شہتوت کے درخت ابریشم کی وسیع صنعت کا اساس تھے۔ ہمیں اظہار رنج و افسوس کرنا چاہیے کہ اس مسلک کو خیرباد کہدیا گیا اور برس ہم پر اسٹنٹوں کے خلاف جاری کردہ مذہبی جنگ سے جو مذہبی جوش و جنون سروں پر سوار ہوا اس کے پیش نظر حیرت تو یہی ہے کہ یہ مسلک اتنے عرصے تک بھی جاری رہا تو کیونکر۔ اس کے علاوہ اس موقع پر بحیرۂ روم میں افریقہ کے موروں اور ترکوں کی تجدید کشمکش نے قدرتاً اسپینی موروں سے قوی مخالفت کو از سر نو تازہ کر دیا۔

بربری ساحل کے بحری قزاقوں کے متواتر حملوں نے نہ صرف سمندر کو غیر محفوظ بنا دیا تھا بلکہ اٹلی اور اسپین کے سواحل بھی ویران ہو گئے تھے۔ لہذا ان کے خلاف نیپلز

بربری بحری ڈاکوؤں کے خلاف مہم ۱۵۶۰ء تا ۱۵۶۴ء

سے دو مہمیں روانہ کی گئیں، جن کو خاطر خواہ کامیابی نہیں حاصل ہوئی۔ پہلی مہم میڈینا سیڈونیا کے ڈیوک وائسرائے نیپلز کے تحت طرابلس کے خلاف روانہ کی گئی جو اس وقت ایک یونانی مسمی بہ دراغوت کے زیر حکومت تھا۔ اس شخص کو بحری لوٹیروں نے ابتدائے عمر میں اسیر بنالیا تھا۔ اور اس کے بعد مسلم بنالیا تھا۔ ڈیوک کو خرابی موسم کی وجہ سے پیچھے ہٹ جانا پڑا، اور بعد میں اس کے جہازوں کو ایک ترکی بیڑے کے آگے جو ایک اور مرتد پیالی کی سرکردگی میں نمودار ہوا تھا راہ گریز اختیار کرنی پڑی۔ یہ شخص دراغوت کی امداد کے لئے آیا تھا اور ترکوں کے حق میں جزیرۂ جربہ (گلوز) پر قبضہ کرلیا (۲۹ جون ۱۵۶۰ء) دوسری مہم جو ۱۵۶۲ء میں روانہ ہوئی تھی آندھی کی بدولت قریب قریب تباہ ہوگئی۔ اسپینیوں کی بربادیوں سے الجزائر کے دستے کا حوصلہ جو بڑھا تو دوسرے سال (اپریل ۱۵۶۳ء) اس نے انھیں ازان اور اس کے نزدیک کے قلعۂ مرث الکبیر سے بھگا دینے کی کوشش کی۔ بس یہی دو مقامات جن کو کارڈنل زمینیس نے فتح کیا تھا، اور تیونس کے قریب میں غالیطہ اور مراکش میں ملیلہ ساحل افریقہ کے اسپینی مقبوضات میں باقی رہ گئے تھے۔ مرث الکبیر تو بس ہاتھ سے نکل ہی چکا تھا، لیکن آخر کار ایک اسپینی بیڑے نے آٹھویں جون کو اسے بچالیا، اور بعد کے دو سالوں میں (۱۵۶۴ء و ۱۵۶۵ء) اسپینیوں کی مساعی کسی قدر کامیاب رہیں۔ ستمبر ۱۵۶۴ء میں پینن ڈی ویلز کے قلعہ جزیرہ کو جو اسپینی مقبوضات کی مغربی جانب واقع تھا ڈان گرشیا ڈی ٹالیڈو نے جو بحیثیت وائسرائے نیپلز ڈنیا سڈونیا کا جانشین بنا تھا حاصل کرلیا؛ اور اگلے سال دریائے طیطوان کے دہانہ کو جو سمندر کے ڈاکوؤں کا ایک اور مرکز تھا مسدود کردیا گیا۔ اور اس کو بیکار بنادیا گیا۔ ساحل افریقہ پر مزید مہموں کو اس خبر کی وجہ سے موقوف کردیا گیا کہ ترکوں نے مالٹا کو بری طرح سے گھیر لیا ہے۔ رہوڈس کے ہاتھ سے

مالٹا کی رہائی
ستمبر ۱۵۶۵ء

نکل جانے کے بعد جارج پنجم نے سنٹ جان کے مبارزین کو جزیرۂ مالٹا عطا کردیا تھا (۱۵۳۰ء) اس وقت سے یہ لوگ مشرقی سمت سے ترکوں کے خلاف حصار کا کام انجام

دیتے رہے بربری ساحل کی اکثر آخری مہموں میں شرکت بھی کی۔ سلیمان اول سے اس اہم مقام کی تسخیر کے لئے بار بار اصرار کیا جاتا تھا، لہذا اس نے بالآخر مئی ۱۵۶۵ء میں اس کے خلاف ایک زبردست بیڑہ روانہ کیا۔ قیادت و سرگردگی میں پیالی مصطفےٰ کا (جو ایک ستر سالہ آزمودہ کار سپاہی تھا) شریک تھا، اور طرابلس کے دراغوت نے بھی ایک امدادی بیڑہ روانہ کیا۔ گرینڈ ماسٹر جین ڈی لاویلٹ نے حملہ آوروں کو پسپا کرنے کے لئے حصول امداد کی ناکام کوشش کی۔ کیتھرن دی مڈیسی اس موقع پر ترکوں کے ساتھ سازش کر رہی تھی، اور وینس سلطان کے غیظ وغضب کو مشتعل کرنے سے گھبراتا تھا۔ خود فلپ امداد دینے پر مائل نظر نہ آتا تھا، نیدرلینڈز اور فرانس کے معاملات اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ شاید وہ ایک ایسی جماعت کو مدد دینا نہیں چاہتا تھا جو اس وقت زیادہ تر فرانسیسیوں پر مشتمل تھی۔ آخر کار اس نے ڈان گریشیا ڈی ٹولیڈو کے اس انتباہ کو سن لیا کہ اگر مالٹا ترکوں کے ہاتھوں میں چلا گیا تو ہرگز واپس نہیں لیا جا سکے گا، اور بحیرۂ روم کا وہ علاقہ سلطان کے زیر اثر آجائے گا۔ ۸؍ ستمبر ۱۵۶۵ء کو ڈان گریشیا نے مالٹا کو ایسے وقت میں نجات دلائی جب کہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ ان واقعات کے باعث اپنے ہم وطن موروں سے منافرت پیدا ہونا، اور ان کے اور افریقہ کے موروں کے مابین بعض مراسلتوں سے شکوک وشبہات پیدا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ اور نہ ان حالات کے تحت

۱۵۶۰ء سے ۱۵۶۷ء تک کے شاہی فرامین

ابتدائی دو قوانین کے خلاف ۱۵۶۰ء کے فرمان، جس کی رو سے اسپینی موروں کو حبشی غلاموں کے حاصل کرنے سے اس بنا پر ممانعت کی گئی تھی کہ اس طرح غیر مذہب والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا، یا ۱۵۳۶ء کے فرمان کے خلاف جس کے بموجب انھیں کپتان جنرل سے اجازت نامہ حاصل کئے بغیر ہتھیار رکھنے سے منع کیا گیا تھا، کوئی سخت اعتراض نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ان تدابیر نے ڈان پیڈرو گریرو صدر اسقف غرناطہ کو اور اس کے علاقے کے پادریوں کو مطمئن نہیں کیا۔ اور ان کی جانب سے پیش شدہ

یادداشت کی بنا پر حکومت نے حسبِ ذیل حیرت انگیز قانون نافذ کیا اور فرمان بابت ۱۵۲۶ء کے نامساعد شرائط کی تجدید کی گئی۔ اسپینی موروں کے قومی گیتوں اور رقص کو ممنوع قرار دیا گیا اور حکم یہ دیا گیا کہ ان کا عقد عیسائی رسوم کے مطابق عوام کے روبرو عمل میں آئے۔ اور اس تقریب کے دن ان کے مکانوں کے دروازے کھلے رکھے جائیں تاکہ لوگ گھروں میں داخل ہو سکیں اور دیکھ سکیں کہ کوئی ممنوعہ رسم تو ادا نہیں کی گئی۔ ان کی عورتیں باہر بے نقاب نکلیں، اور سب سے آخر میں یہ کہ موروں کے حمام جن سے وہ بہت لطف اٹھاتے تھے اس وجہ سے تباہ کر دیے جائیں کہ وہ عیاشانہ اغراض کے لئے استعمال کیے جاتے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ بظاہر موروں کے احساسات کو ٹھیس لگانے کے لئے یہ فرمان غرۂ جنوری کو جو دارالحکومت غرناطہ کی تسخیر کی یادگار کا دن تھا شائع کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مقامی امرا نے اس ظالمانہ و جابرانہ فرمان کی تعمیل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور مارکوئیس ڈی مانڈیجر کپتان جنرل غرناطہ اور خود آلوا اس کے کے مخالف تھے۔ اس بات کی توقع کرنا کہ اسپینی مور اپنے عزیز ترین رسوم و رواج میں اس نوعیت کی مداخلت کو (اور یہ ایسی مداخلت تھی کہ جس کے لحاظ سے ان کے مسکنوں کے خانگی خلوت و سکون تک کا احترام باقی نہیں رہا) گوارا کریں گے ایک مہمل سی بات تھی۔ اور ان کے اخراج کے لئے نافرمانی کا حیلہ ڈھونڈنے کا ارادہ تھا تو کم از کم فوج میں اضافہ عمل میں آنا چاہیے تھا۔ لیکن صدر حاکم عدالت مذہبی (محکمۂ احتساب مذہبی) اسپینوزا ان خیالات سے بالاتر تھا، اور اس فرمان کی تعمیل کا حکم ڈیگو ڈیزا کو دیا گیا تھا جو دفتر مقدس کا تفقیح ساز تھا۔ اور جو صدر عدالت دیوانی کا صدر مقرر کیا گیا تھا۔

اسپینی موروں کی بغاوت دسمبر ۱۵۶۸ء میں

تمام الحاح و التماس کو بے سود پا کر اسپینی موروں نے جون ۱۵۶۹ء میں علم بغاوت بلند کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ بدقسمتی سے بعض جلد باز ایک رنگساز ابن فاراکس کی سرکردگی میں تاخیر و التوا کو برداشت نہیں کر سکے اور دسمبر ۱۵۶۸ء میں غرناطہ کے ایک موری علاقے (البعثین) میں قبل از وقت بغاوت کر دی۔ غرناطہ کے

موروں نے یہ کہتے ہوئے کہ تم نہایت قلیل التعداد ہو اور تم نے بہت جلد پیش قدمی کی ہے، حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ شہر کی تسخیر سے مایوس ہو کر باغی دیہاتوں کی طرف بھاگ نکلے جہاں ان کی دعوت کو اکثر جگہ لبیک کہا گیا، اور انھوں نے ہولناک مظالم سے اپنی کامیابی کا اظہار کیا۔ نہ تو عمر کا لحاظ کیا گیا اور نہ جنس کا۔ اور ہم سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں کو الجزائر کے بحری قزاقوں کے ہاتھوں ایک قرابین کے معاوضے میں فروخت کیا جاتا تھا۔

ابن حمید کا انتخاب بحیثیت شاہ

موروں نے اب ایک بائیس سال کے جوان ابن حمید کو جو شاہان اسپین کی اولاد میں سے تھا اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ اس نوجوان بادشاہ نے ابن خاراکس کو برطرف کر دیا اور اپنے تبعین کے مظالم کو روکنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ یہ بغاوت کسی قدر

محدود بغاوت

محدود رقبے تک محدود تھی اس کا صدر استحکام اپلجاراس میں تھا۔ یہ ایک پست پہاڑی سلسلہ ہے جو سیرا نیوا ڈا کی چوٹیوں اور سمندر کے مابین واقع ہے۔ وہاں سے یہ بغاوت شرق میں الميريا کے نواح تک اور مغرب میں ویلز ملاگا میں پھیل گئی۔ موروں کے قبضے میں کوئی بڑے شہر نہیں تھے۔ اور وہ کبھی کبھی لاویگا کے شاداب میدانوں پر جہاں غرناطہ بھی واقع تھا، اور ساحلی علاقے کے شہروں پر دھاوے کیا کرتے تھے۔ اگر سلطان سلیم ثانی ابن حمید کی عرض داشتوں کو سن لیتا اور قوت کے ساتھ خود کو اس کشمکش کی آگ میں جھونک دیتا تو ممکن تھا کہ غرناطہ میں مسلمانوں کی حکومت دوبارہ قایم ہو جاتی۔ لیکن ترک اس موقع پر جنگ سائپیرس میں بری طرح مصروف تھے اور اسپینی موروں کو صرف چند ترک غلام ہاتھ آئے، اور بربری بحری ڈاکوؤں سے ناکافی مدد ملی۔ ان کے پاس اسلحہ بالکل ناکافی تھے اور باہمی مناقشوں اور شخصی رقابتوں سے ان کے اغراض و مقاصد میں ضعف و کمزوری پیدا ہوتی چلی تھی۔

مارکوئیس ڈی مانڈیجر کا مشورہ مسترد کیا گیا

ان حالات میں اگر مارکوئیس ڈی مانڈیجر کے مشورے پر عمل کیا جاتا تو یہ بغاوت غالباً بہت جلد فرو کر دی جاتی۔

موروں کو مایوس کرنے پر رضامند نہ ہونے کی وجہ سے اس نے مصالحت کے مسلک کو اختیار کیا۔ اور اپنے سپاہیوں کے ظلم وستم اور ان کے مذہبی جنون کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی، اگرچہ اس میں وہ ہمیشہ کامیاب نہیں رہا۔ بدقسمتی سے ڈیگو ویزا نے اس کی سخت مخالفت کی، جو باغیوں کی بیخ کنی پر مصر تھا۔ ڈیگو کی خواہش غالب آگئی۔ اور مارکوئیس لاس ویلیس جو اس علاقے کا امیر تھا اور جس کو ہمسایہ صوبہ مرشیا کے اڈیلانٹیڈو کا عہدہ حاصل تھا اس فوج کا کماندار مقرر کیا گیا، جو شرقی علاقے میں روانہ ہونے والی تھی۔ اس سخت دل اور معمر آزمودہ کار سپاہی نے جنگ اس بیرحمی اور وحشیانہ پن سے جاری رکھی کہ اس کو آہنی سردار شیطان، کا لقب دیا گیا۔ اسپینی سپاہ کو جو زیادہ تر مقامی ملازمین، امرا کے ماتحتین اور رضاکاروں پر مشتمل تھی اجازت دی گئی کہ موروں کی نہ بجھنے والی پیاس کو خوب جی کھول کر بجھائے، اور اگر یہ بے رحمیوں اور ظالمانہ افعال سے غالب نہیں آئی تو کم سے کم باغیوں کے برابر تو ضرور رہی۔ حتیٰ کہ امن پسند مواضعات کو تاخت وتاراج کیا گیا، انتہائی شقاوت کے ساتھ موروں کو تہ تیغ کیا گیا اور اگر عورتیں زیادہ بدقسمتی کا شکار نہ بنتیں تو انھیں فروخت کر دیا جاتا۔ اسی اثنا میں کوئی ڈیڑھ سو موروں کا جو شہر غرناطہ میں شبہ پر گرفتار کئے گئے تھے ویزا کے حکم سے انتہا درجے کی سفاکی اور بے دردی کے ساتھ قتل عام کیا گیا (مارچ ۱۵۶۹ء)

غرناطہ میں قیدیوں کا قتل عام

کھلے بندوں نذر اجل ہونا اس سے کہیں بہتر تھا لہذا اب بدرجۂ مایوسی موروں کے پاس بجز اس کے کوئی دوسرا راستہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ آخری دم تک لڑیں۔ اس جنگ میں کوئی بڑی لڑائیاں نہیں ہوئیں، باغیوں نے جس کے قبضے میں بڑے شہر بہت تھوڑے تھے، اور کھلے میدان میں دشمن کے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے تھے پہاڑی اضلاع میں جا پناہ لی جہاں منتشر لیکن سخت قومی اور مذہبی پیکار جاری رہی۔ لیکن جب تک مانڈیجر اور اس کے رقیبوں کے جھگڑے جاری رہے اس وقت تک حکومت کو کامیابی کی کوئی توقع نہیں تھی۔ سنہ ۱۵۶۹ء کے موسم بہار میں فلپ نے ان شورشوں کے انسداد کے فکر میں اپنے سوتیلے بھائی

ڈان جان کو جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کو میدان جنگ میں نمودار ہونے کی ممانعت کی گئی اور چونکہ وہ صرف بائیس سال کا نوجوان تھا۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ اس کی رہنمائی میں مجلس جنگ مشورہ دیا کرے، جس میں ڈیزا اور مانڈیجر دونوں ارکان مقرر ہوئے۔ اس

ڈان جان سپہ سالار اعظم مقرر ہوتا ہے۔ سنہ ۱۵۶۹ء کا موسم بہار

تغیر کا واحد نتیجہ یہی ہوا کہ یہ جھگڑا ایک چھاؤنی سے نکل کر مجلس میں نمودار ہو گیا جہاں بالآخر ڈیزا کے خیالات غالب آگئے۔ سنہ ۱۵۶۹ء کے جون میں شہر غرناطہ کے موری باشندوں کو جن کی تعداد کوئی تین ہزار پانچ سو افراد پر مشتمل تھی حکم دیا گیا کہ شہر کو خیرباد کہہ کر ملک کے اندرونی علاقے میں منتقل ہو جائیں جہاں انھیں مکانات دیئے جائیں گے۔ مانڈیجر نے اس فعل پر اعتراض کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو اپنی خدمت

غرناطہ کی موری آبادی ملک کے اندرونی حصص میں منتقل کی گئی۔

سے علیحدہ ہو جانا پڑا۔ اور ۱۹ اکتوبر کو فلپ نے جو میدان کارزار سے قریب رہنے کی غرض سے قرطبہ آگیا تھا، ایک فرمان جاری کیا کہ آیندہ سے نہایت خونریز اور خونخوار جنگیں ہوں گی۔

فلپ اب قطعی طور پر ڈیزا کے خیالات پر پہنچ چکا تھا، تاہم لاس ویلس کی ناقابلیت کی وجہ سے شاہی فوج کو بہت قلیل کامیابی حاصل ہوئی۔ ابن حمید اس سال کے اختتام پر حرم سرا کی کسی عورت کے جذبۂ انتقام کا شکار بن گیا۔ اس کی موت نے موروں کے اغراض کو نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ اگرچہ ان میں بے حد قوت عمل تھی، اور ایک حد تک قابلیت بھی تھی،

ابن حمید کے قتل پر ابن ابو جانشین ہوتا ہے۔

لیکن وہ کامیابیوں کے نشے میں سرشار ہو چکا تھا۔ اور شک و شبہ، خود غرضی، و بے لگامی اور جور و ظلم کی بدولت لوگوں میں اس کی ہر دل عزیزی باقی نہیں رہی تھی۔ ابن ابو جو بادشاہ کی حیثیت سے اس کا جانشین ہوا بڑا راست باز اور اعلیٰ محب وطن تھا اور اس کو نسبتہً بہت زیادہ ثبات و استقلال اور

شجاعت و مردانگی ودیعت ہوئی تھی۔ وہ جانشین ہوا تو اس کے انتخاب کی منظوری الجزائر کے بادشاہ کی جانب سے ملی، اور اس نے سلطان کا خطاب پایا۔ اس کی حکمرانی کے تحت مشرق میں بغاوت خود مرشیا کے نواح تک پھیل گئی جس نے ہمیشہ سے زیادہ خوفناک صورت اختیار کر لی۔

بالآخر فلپ نے لاس ویلیس کی ناقابلیت کا قائل ہو کر اس کو سپہ سالاری سے ہٹا دیا اور ڈان جان کو کماں داری کی اجازت دی

ڈان جان کی سپہ سالاری جنوری ۱۵۷۰ء

اور سیسا کا ڈیوک جو گونسالوڈی کارڈوا کا پوتا تھا اس کا مددگار بنایا گیا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ اندلس کے شہروں سے تنخواہ یاب سپاہیوں کو فراہم کیا گیا اور بہت سے امرا اپنے ماتحتین کے ساتھ نوجوان اور معروف ڈان جان کے علم کے نیچے آ جمع ہوئے، جو فوراً ایلجارا اس کے مشرقی ضلع کی جانب روانہ ہوا۔ اور متعدد شکستوں کے باوجود باغیوں کو آہستہ آہستہ کمزور کر دیا۔ ۲۰ر جنوری کو غالیرہ کا مستحکم شہر محصور کر لیا گیا جو ۷ر فروری کو ایک خونخوار لڑائی کے بعد مسخر ہو گیا۔ اس کے بعد سیرن مسخر ہوا اور جلد ایلجارا اس کا مشرقی علاقہ واپس لے لیا گیا۔ اسی دوران میں سیسا کا ڈیوک شمال میں ایسی ہی کامیابی حاصل کر چکا تھا۔ رفتہ رفتہ ایلجاراز کو عبور کر کے قلعوں کی ایک قطار کو مفتوح کرتا گیا اور مئی میں بمقام پاڈولیس ڈان جان کی افواج سے آ ملا۔ اس کے ساتھ ان لوگوں کو معافی دی گئی جنھوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ اب اسپینی موروں کی توقعات پر پانی پھر گیا۔ اور ۱۹ر مئی کو ایک موری سردار الحقین

اسپینی موروں کی اطاعت مئی ۱۵۷۰ء

نے ابن ابو کی طرف سے فاتح کی کڑی شرطوں کو منظور کر لیا جن کا منشا یہ تھا کہ شاہ خرد (کیونکہ موری رئیس کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) ڈان جان کے آگے منظر عام پر اطاعت کشی کا اظہار کرے۔ اسپینی موروں کی جانوں کو امان دی جائے۔ لیکن غرناطہ کے ہم وطنوں کی طرح وہ بھی اپنے وطن سے نکالے جائیں گے اور اسپین کے دوسرے مقامات میں ان کی آبادی کو منقسم کیا جائے گا۔ آخری ساعت

میں ابن آبو نے ان بے عزت شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور پھر علم بغاوت بلند کرنے کی کوشش کی، لیکن اس کی رعایا میں سے ایک شخص نے جس کو حکومت نے رشوت دی تھی اس کا کام تمام کر دیا۔

اَب بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ فرمان بابت ۲۸ اکتوبر کے بموجب ہر اسپینی مُور پر جو بغاوت کردہ اضلاع[لہ] میں رہتا تھا، جن میں وہ بھی داخل تھے جو وفادار رہے تھے، لازم ہو گیا کہ اندرونی علاقوں میں منتقل ہو جائے۔ ان کے مکانات اور اراضی بحق تاج ضبط کر لیے گئے لیکن اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہیں تو بھیڑوں کے ریوڑ اور گلے اور اناج کی قیمت مشخص کرنے کے بعد حکومت لے لے۔ کوشش اس امر کی کی گئی کہ خاندانوں کے افراد منتشر نہ ہوں۔ نقل مکان کے موقع پر جہاں تک ممکن تھا موروں کو تکلیف نہیں دی گئی۔ ان کی آبادی کے لیے جو اضلاع مقرر کئے گئے تھے وہ اندلس کی شمالی سرحدات پر اور کیا سٹائیلس، اسٹیریمیڈورا اور گیلیشیا میں واقع تھے،

مور اسپینی کے دوسرے حصوں میں جا بستے ہیں فرمان بابت ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۵۷۰ء

ہر مور کو بلا اجازت اپنا مسکن چھوڑنے پر بیدزنی اور کشتیوں پر جبری خدمت کی، اور غرناطہ سے دس فرسنگ کے اندر جو مور قدم رکھنے کی جرأت کرے اس کو سزائے موت کی دھمکی دی گئی۔ سنہ ۱۵۶۶ء کا قانون برابر نافذ رہا، اور ایک متعاقب فرمان میں یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص عربی کتاب اپنے قبضے میں رکھے گا وہ چابک کی مار اور سمندر پر چار سال تک خدمت کرنے کی سزا کا مستحق ہو گا۔ اندلس اب ایک ویرانہ بن گیا۔ اسی اثنا میں ان تمام ظالمانہ قوانین کے باوجود یہ جلا وطن فن زراعت اور صنعت کی بدولت اپنے نئے وطن میں سنہ ۱۶۰۹ء تک دولت بڑھاتے رہے جب کہ اسپینیوں کا مذہبی جنون اور قومی منافرت آخرکار اسپین سے ان بدقسمت لوگوں کے اخراج ہی کے باعث ہوئی۔ اسپینی موروں کے ساتھ

لہ۔ اسپین کے دیگر حصص خصوصاً مرسیاء ویلنشیا اور حتی کہ دیگا آف غرناطہ میں بھی مور رہتے تھے جنھیں کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی تھی۔

اہل اسپین کا سلوک تاریخ کی انتہا درجے کی دردناک داستانوں میں سے ایک ہے تاہم ازروئے انصاف ایک انگریز کو یاد رکھنا چاہیے کہ اہل آئرستان کے باشندوں کے ساتھ کرامول کا برتاؤ بھی اس سے کم ظالمانہ نہ تھا۔ اگرچہ انھوں نے اشتعال ضرور دلایا تھا۔

۴۔ ترکوں کے خلاف تجدید پیکار فتح لیپانٹو ۱۵۷۰ء تا ۱۵۷۴ء

اگر فلپ کا لقب اور اس کی عدم رواداری پراٹسٹنٹوں اور موروں کے تشدد آمیز اخراج کا باعث ہوئی تو پھر بھی کم از کم اس کے سیاسی اغراض نے اس کی اور تلون مزاجیوں کی جانب رہنمائی نہیں کی جیسی کہ اور یورپی فرمانرواؤں کی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اگر ہم اس موقع پر ترکوں کے خلاف یورپ کی عظیم الشان دول کے طرزِ عمل پر غور کریں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ غیر عیسائیوں کی نسبت ان کی حکمتِ عملی کی رہنمائی سیاسی اغراض کر رہی تھیں نہ کہ مذہبی محرکات فرانسیسی جس زمانے میں ہیوگونیوں کو خود ان کے ملک کے اندر آزار پہنچا رہے تھے اسی زمانے میں اسپینیوں کی مخالفت کے لیے ترکوں سے رشتۂ اتحاد جوڑ رہے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ الزبتھ ملکۂ انگلستان نے خارجی کالونیوں کو مدد دی بھی تو بادل ناخواستہ۔ اور انگلستان میں پراٹسٹنٹ مذہب کو قایم کیا، تاہم اس نے اپنے ملک سے انتہاپسند کالونیوں کو جلا وطن کر دیا۔ اور بعض موقعوں پر ترکوں کے اتحاد کی بھی کوشش کی۔ لیکن اگر فلپ نے پراٹسٹنٹوں اور غیر عیسائیوں کو جلا وطن کیا تو اٹلی اور اسپین کو محفوظ کرنے کی ضرورت نے اسے بحیرۂ روم میں اس غیر عیسائی کا زبردست دشمن بنا دیا۔

جمعیت اسپینی، پوپ اور وینس ترک کے خلاف	اسپینی موروں کی بغاوت ابھی پوری طرح سے دبنے نہیں پائی تھی کہ غرۂ مئی ۱۵۷۰ء کو پیس پنجم کے پاس سے اسپین کو ایک قاصد آیا اور ترکوں کے خلاف عیسائی مذہب کے انتہا درجہ پابند

بادشاہ کی تائید کی استدعا پیش کی سلیمان پرشکوہ نے اپنی طویل اور فاتحانہ زندگی ۱۵۶۶ء میں ختم کی۔ اگرچہ اس کے جانشین سلیم ثانی میں اپنے باپ کا کوئی وصف نہیں تھا۔ تاہم سابقہ نظم ونسق کی قوت وطاقت اس کے وزیر اعظم محمد کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی، اور ۱۵۶۹ء کے اواخر میں ہیانی جو حملۂ مالٹا کے کمانداروں میں شامل تھا اور جو اب سلطان کا بہنوئی ہو گیا تھا، سپرس کے خلاف ایک مہم پر روانہ ہوا تھا۔ فلپ نے پاپائی استدعا کو خوشی سے منظور کر لیا، لیکن اسی اثنا میں سپرس کا ایک اہم ترین قلعہ ناٹیکوسیا مسخر ہو گیا (ستمبر ۱۵۷۰ء)۔ وینس نے سلطان کے ساتھ ایک جداگانہ معاہدہ طے کرنے کی ناکام کوشش کی، اور ۲۵ مئی ۱۵۷۱ء تک یہ لوگ مشکلات اور رشک رقابت پر غالب نہیں آسکے، اور ایک جمعیت بالآخر قایم ہو گئی۔ وینس نے خواہش کی تھی کہ جمعیت خود کو سپرس کی حفاظت تک محدود رکھے، لیکن فلپ قدرۃً اسپین کو وسعت دینا چاہتا تھا۔ لہذا اسپین، پوپ اور وینس نے اتفاق کیا کہ تیونس، طرابلس اور الجزائر کے موروں اور ترکوں کے خلاف ان کا ایک مدامی اتحاد قایم کیا جائے۔ انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کے علاقے کی مدافعت کرنے اور جداگانہ معاہدہ طے نہ کرنے پر اتفاق کیا۔ طے یہ پایا کہ ہر دولت مند ایک کپتان جنرل کو مقرر کرے اور وہ آپس میں مشورہ کر کے جنگی تجاویز طے کریں اور اعلیٰ ترین افسری آسٹریا کے ڈان جان کو دی جائے۔ نیز یہ فلپ کے اخراجات کی ادائی کے لئے پیس نے اس کو ایک کروزاڈا[ا]، اور ایک دا کسکیوسیڈ[ا] عطا کیا۔ لیکن یہ عہد نامے

ا۔ کروزاڈا (Cruzada) ایک لائیسنس تھا جو پاپائی انتظام کے بموجب عطا کیا جاتا تھا جس کے لحاظ سے بعض ایام میں انڈے اور دودھ استعمال کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ بادشاہ کی جانب سے یہ لائیسنس فروخت کیا جاتا تھا، اور لوگوں کو اس کی خریدی کی ترغیب دلانے کے لئے ہر شخص کو اس کی خریداری کے لئے مجبور کیا جاتا تھا خواہ ان چیزوں کو استعمال کرے یا نہ کرے۔ اسکیوسیڈا ایک محصول تھا جو بادشاہ کو ادا کیا جاتا تھا جو اسپین کے ہر علاقۂ پادری میں ہر مقبوضہ ملک پر اس کا دسواں حصہ مقرر تھا۔

طے پانے میں اتنی دیر لگی کہ سپرس ہاتھ سے نکل گیا؛ کیونکہ ۳۰ جولائی کو فاماگستا کام آیا اور براگڈینو صدر افسر کمان کی جیتے جی کھال اتروا دی گئی اور اس کی صورت قائم رکھنے کے لئے چمڑے میں مسالہ وغیرہ بھر کر یادگار کی حیثیت سے قسطنطنیہ کو روانہ کیا گیا۔ جمعیت کا بیڑا سولھویں ستمبر سے پہلے مسینا سے روانہ نہ ہو سکا۔ کار فو پہنچنے کے بعد خبر ملی کہ ترکی بیڑہ خلیج لیپانٹو میں لنگر انداز ہے۔ جان اینڈریو ڈوریا کے مشورے کے خلاف جو جنیوا کے بیڑے کی کمان کر رہا تھا ڈان جان مضطرب تھا کہ کسی طرح دشمن سے گتھ جائے۔ سانٹا کروز کے مارکوئیس گرینڈ کمینڈر ایکوئیسنس، اور نوجوان الکزینڈر پارما اور دیگر کپتان جرنلوں نے بھی ڈان جان کے خیال سے اتفاق کیا اور ۷ اکتوبر کو دونوں بیڑے آمنے سامنے ہوئے۔ عیسائیوں کا بیڑہ مختلف جسامت کے دو سو چوسٹھ جہاز، چھبیس ہزار سپاہ اور پچاس ہزار کھیویوں اور ملاحوں پر مشتمل تھا اور ترکوں کے بیڑے میں تین سو جہاز اور ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے۔

لیپانٹو کی لڑائی ۷ اکتوبر ۱۵۷۱ء

جب لڑائی شروع ہوئی تو ترکی امیر البحر سیالی کا یہ مقصد تھا کہ اپنے دشمن کے ایک پہلو کو ساحل سے ہٹا دے۔ لیکن باربری گولے جو میسرے کے وینسی جہازوں کی کمان کر رہا تھا اور جان اندریو ڈوریا نے جو میمنے کی کمان کر رہا تھا اس تحریک کو ناکام کر دیا۔ وہ برابر ساحل سے چمٹے رہے اور ایک ہولناک لڑائی شروع ہوئی، جس میں متحدین کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ آخر الامر وینسیوں نے اپنے دشمنوں کو پیچھے ہٹا دیا اور اگرچہ باربری گو کو مہلک زخم لگے لیکن اس کا معاوضہ یہ ہوا کہ اس کے مقابلے کا ترکی امیر البحر محمد سرو کو کام آیا۔ اس اثنا میں قلب بھی جس کی قیادت ڈان جان کر رہا تھا نہایت قریب سے ایک جان توڑ لڑائی کے بعد جو بجائے بحری لڑائی کے ایک بری لڑائی معلوم ہوتی تھی مساوی طور پر کامیاب رہا۔ سیالی بھی مارا گیا اور اکثر جہاز یا تو قبضے میں آ گئے یا تباہ کر دیئے گئے۔ آخر کار ڈے (Dey) الجزایر الوچ علی نے جو اپنے مدمقابل جنیوی افواج کا نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا یہ دیکھ کر کہ خاتمہ ہو چکا ہے راہ فرار اختیار کی اور عیسائی اس صدی کی عظیم ترین بحری لڑائی میں فتحمند رہے۔ لیپانٹو کی لڑائی جو چار گھنٹوں سے زائد جاری رہی اس کی اہمیت کا بہترین اندازہ اس امر کو پیش نظر رکھنے سے

ہوگا کہ اس وقت تک سمندر میں ترکوں نے کبھی شکست نہیں کھائی تھی اگرچہ نقصانات کا صحیح تخمینہ ناممکن ہے لیکن یقین کے ساتھ اتنا بتایا جا سکتا ہے کہ ترکوں کے نقصانات اپنے دشمنوں کے مقابلے میں دو چند سے زیادہ تھے اور اُن کے پچاس سے زیادہ جہاز نہیں بچ کر نکل سکے۔ کہا جاتا ہے کہ اسیروں میں بارہ ہزار عیسائی بھی تھے جنھیں جہازوں میں روک رکھا گیا تھا۔

بعض لوگوں نے اب خیال کیا کہ اس شدید ترین شکست کے بعد قسطنطنیہ پر فوراً حملہ کر دیا جائے۔ لیکن موسم بہت زیادہ ناموافق ہو چکا تھا اور فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ موسم بہار تک تمام جنگی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا جائے۔

ڈیریان اور حلیفوں میں رشک رقابت

یہ التوا مہلک ثابت ہوئی۔ الوج علی کو (جو کیا آبریا کا مرتد تھا اور جس نے اپنے عیسائی والدین کو جن سے اسے عالم جوانی میں چھین لیا گیا تھا بھلایا نہیں تھا) رشوت دے دلا کر اپنا طرفدار بنا لینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور الوج نے نئے بیڑے کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی جس کو ترکوں نے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ تیار کر دیا تھا۔ متحدین کا طرز عمل کہیں زیادہ مختلف تھا۔ اسپین میں حسب عادت تاخیر ہو رہی تھی اور نہ وینس و اسپین کے اغراض ہی میں یکسانی رہی تھی۔ فلپ افریقہ کے موروں کی طرف متوجہ ہوتا اور وہاں اپنی فتوحات میں وسعت دینا چاہتا تھا۔ اور وینس صرف اس بات کا خواہشمند تھا کہ ساحل بحیرہ روم کے اس حصے میں جو اٹلی کے مشرق میں واقع ہے اپنے اقتدار قائم کرے۔ معمر پوپ نے ان متضاد خیالات میں توافق پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اگلے مئی میں انس کا انتقال ہو گیا اور اگرچہ فلپ کے یہ خطرات کہ اس کا جانشین فرانس کا طرفدار ہوگا کارڈینل بون کمپیگیو (Cordinal Buoncampoaguo) گریگری سیزدہم کی جانشینی سے دور ہو گئے۔ لیکن پاپائی (Briep of fire) کچھ کارآمد نہیں تھے متحدین نے بالآخر ڈان جان کی سرکردگی میں ایک اور مہم روانہ کی جس نے ترکی بیڑے کو موڈن سے پرے ۷ اکتوبر سنہ ۱۵۷۲ء کو جو لیپانٹو کا یوم فتح تھا ملا یا۔ لیکن الوج علی نے جنگ سے انکار کر دیا، اور وہ اپنے قلعے کی توپوں کے تحت رہا، اور اس ماہ کے آواخر میں متحدین دوبارہ منتشر ہو گئے۔ اگلے مارچ میں متفقہ کارروائی کی تمام توقعات پر اس خبر نے

پانی پھیر دیا کہ وینس نے سلطان کے ساتھ علیحدہ معاہدہ کر لیا ہے۔ سیرس کو سلطان کے حوالہ کر دیا اور سلطان کو سہ سالہ پیش کش ادا کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔ اگر ترک لیپانٹو کی جنگ میں فاتح بھی ہوتے تو ان سے بہتر شرائط کی شاید ہی توقع کرتے۔

وینس ترکوں کے ساتھ جداگانہ عہد نامہ طے کرتا ہے۔ ۷ر مارچ ۱۵۷۳ء

متحدین ساتھ چھوڑ دینے کے بعد ڈان جان اگلے اکتوبر میں افریقہ کے ساحل کو روانہ ہوا اور آسانی کے ساتھ شہر ٹیونس کو مسخر کر لیا۔ اب وہ یہ خواب دیکھنے لگا کہ اس کا سوتیلا بھائی افریقہ کی سلطنت اس کے حوالے کر دے گا۔ فلپ کی آتش حسد فوراً بھڑک اٹھی اس نے اصرار کیا کہ تیونس اور غالیطہ کے استحکامات کو منہدم کر دیا جائے اور اگرچہ اس پر عمل نہیں کیا گیا لیکن ان مقامات میں اتنی ناکافی جمعیت چھوڑی گئی کہ الوچ علی کو نہ صرف تیونس واپس لینے میں بلکہ غالیطہ کے قلعے کو مسخر کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی (ستمبر ۱۵۷۴ء) یہ تھے ناکارہ نتائج فتح لیپانٹو کے۔ اس فتح نے جزیرۂ سیرس کو نہیں بچایا جو اس کے بعد ہی سے دولت عثمانیہ کے قبضے میں آ گیا۔ اس کے ساتھ غالیطہ بھی ہاتھ سے نکل گیا جو ساحل افریقہ پر چارلس پنجم کی فتوحات کے معدود چند باقی ماندہ مقامات میں سے تھا۔ اس فتح نے یورپی اقوام کے رشک و حسد کو دوبارہ ظاہر کرنے کا کام انجام دیا۔ اور اگر ستر سال تک ترکوں نے مزید پیش قدمی نہیں کی اور جنوب مغربی یورپ کے سواحل کو پھر کبھی دھمکی نہیں دی تو اس کی وجہ فتح لیپانٹو نہیں بلکہ سلطنت عثمانیہ کا داخلی زوال تھی۔

ڈان جان تیونس کو مسخر کرتا ہے اکتوبر ۱۵۷۳ء لیکن الوچ علی اس کو اور غالیطہ کو واپس لے لیتا ہے۔ ستمبر ۱۵۷۴ء

فتح لیپانٹو بے ثمر رہی

۵۔ پرتگال کی تسخیر

پرتگال کا نوجوان فرمانروا سباسٹین سلطان مراکش عبد الملک کے خلاف ایک احمقانہ جنگ کرتے ہوئے ۴ر اگست ۱۵۷۸ء کو الکزر الکبیر کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کم عمر فرمانروا کی قوت نے، جو اگرچہ نیم پاگل معلوم ہوتا ہے، لیکن فلپ کے دل میں فوراً خیال پیدا

کر دیا کہ پرتگال کا تاج اپنے لئے حاصل کرلے اور جزیرہ نمائے آئیبیریا کو ایک ہی حاکم کے ماتحت لائے۔ سباسٹین کا جانشین اس کا (Gveat uncle) ہینری ہوا۔ یہ ایک کارڈینل تھا اور اس کی عمر چھیاسٹھ سال تھی۔ تاہم ابھی تک اس کے وہاں اولاد ہونے کی توقع تھی اور پوپ سے استدعا کی گئی کہ اس کو شادی کی اجازت دی جائے۔ فلپ نے اس قدر صاف دنیوی معاملات میں پاپائیت کی مداخلت پر اظہار غیظ و غضب کیا لیکن

شاہ پرتگال سباسٹین کا انتقال ۴؍ اگست ۱۵۷۸ء

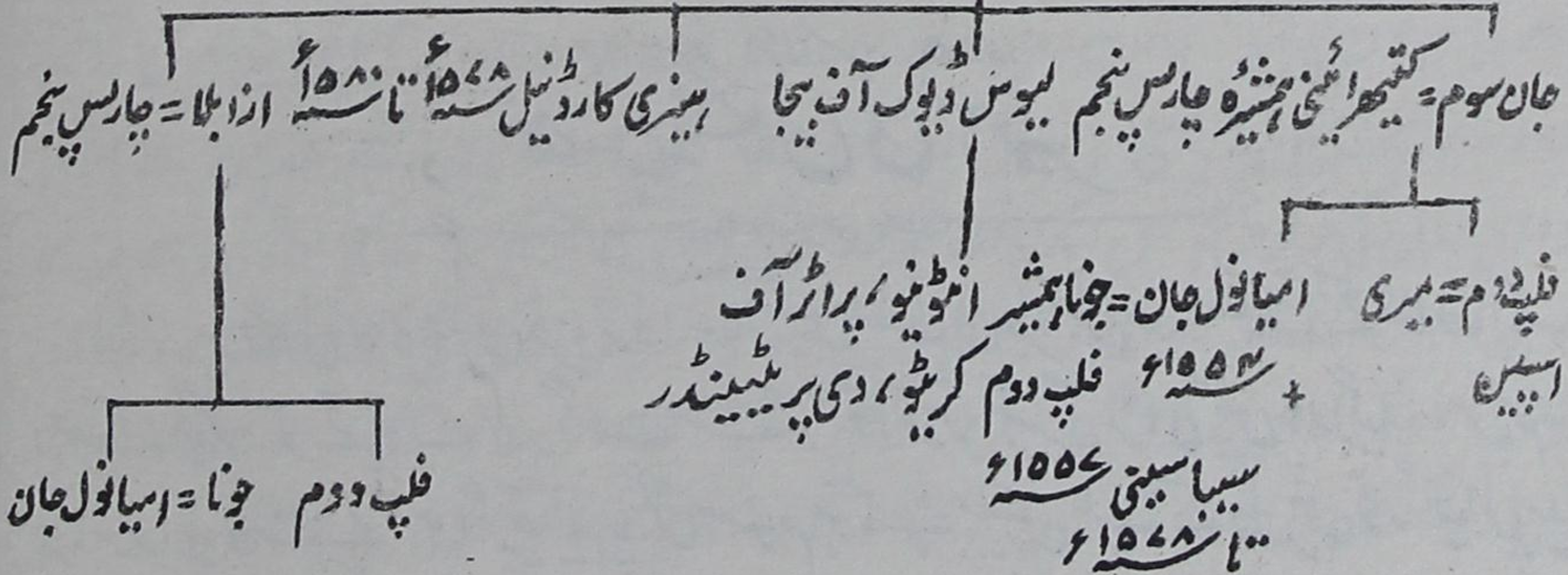
۳۱؍ جنوری سنہ ۱۵۸۰ء کو اس کارڈینل فرمانروا کی موت نے اس کی پریشانیوں کو دور کردیا۔

کارڈینل ہینری جانشین ہوتا ہے لیکن اس کا انتقال ہوجاتا ہے ۳۱؍ جنوری ۱۵۸۰ء

ایک ہی دعویدار جس سے اب فلپ کو خطرہ رہ گیا تھا کریٹو کا پرائر انٹونیو تھا۔ یہ شخص سباسٹین کے (Great uncle) ویجا کے ڈیوک لیوس کا ناجائز

لڑکا تھا۔ دوسرے دعویدار بھی ممکن تھے۔ مثلاً امیانول فلیبرٹ ڈیوک آف سیوائے اور الکزینڈر فارنیس کا بیٹا جو سلسلۂ اناث کی طرف سے دعویٰ کرسکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا حتیٰ کہ کیتھرائین ڈی مڈیسی اپنا لقب ایک دور کے سلسلے کے شاہ پرتگال سے حاصل کرلینے کا بہانہ کر رہی تھی۔ لیکن اس موقع پر مصر نہیں ہوئی۔ اسپین اور پرتگال کے شاہی خاندانوں کی جانشینی اور قرابت قریبہ کا سوال ذیل کی جدول سے بہترین طور پر ذہن نشین ہوسکے گا۔

پرتگال کا امیانول = { ازابلا دختر فرڈیننڈ و ازابلا
میری دختر فرڈیننڈ و ازابلا
ایلینر ہمشیرہ چارلس پنجم }



بیٹا تھا جو ایک نو عیسائی یہودن کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس کے باپ نے خفیہ طور پر اسے جائز قرار دے دیا تھا اور وہ مالٹا کے سینٹ جان کی مذہبی برادری میں شریک ہو چکا تھا اور کریٹو کی متمول برادری کا پرائر تھا۔ اگر اس کا صحیح النسب ہونا ثابت ہو جائے تو اس کے قریب ترین وارث ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا لیکن فلپ نے اس کے دعوے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی ماں جو شاہ امینانوئل کی بیٹی تھی کی طرف سے تاج و تخت کا استحقاق جتانے لگا۔ اس دعوے کی تقویت کے لئے ڈیوک کے تحت سرحد پر ایک لشکر فراہم

فلپ تاج کا دعوی کرتا ہے اور الوا کے ڈیوک کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کرتا ہے

کیا گیا تھا جس نے کارڈنیل کی وفات کی خبر پاتے ہی پیش قدمی شروع کر دی۔ جن لوگوں نے اطاعت سے انکار کر دیا انھیں باغی اور شورشی کا خطاب دیا گیا، اور شہر ٹیٹوبال نے ادنی اسی مزاحمت کی کوشش کی تو اس کو تاخت و تاراج کر دیا گیا، اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ سپاہیوں کو منع کرنا ایک بڑی بے انصافی کی بات ہو گی (۲۶ر جولائی سنہ ۱۵۸۰ء)۔ اسی اثنا میں مزارعین کی ایک بچ زنگی جماعت نے سانٹارم میں انٹونیو کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا اور وہاں سے لسبن کی جانب روانہ ہوی۔

انٹونیو کی شاہی کا اعلان

پوپ گریگری ہشتم نے مداخلت کرنے کی ناکام کوشش کی فلپ کی تسلی کے لئے اس نے مقدس معصوموں کے جسم کے ایک جز کو جو بے انتہا قیمتی تحفہ تھا روانہ کیا، فلپ نے اس تحفے کو قبول کر لیا لیکن اس کی ثالثی سے انکار کر دیا اور پیش قدمی میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی یسنٹا کرز کے مارکیوئس کو دسیتوال کا بیڑا دے کر روانہ کر دیا گیا یہاں اس نے آلوا کے ڈیوک اور اس کے لشکر کو جہازوں پر سوار کر کے لسبن کا رخ کیا۔ انٹونیو نے مزاحمت کی ناکام کوشش کی لسبن کے شہری لڑنے کے لیے تیار نہیں تھے انھوں نے شرائط صلح طلب کیں انھیں اپنی خوشی سے لسبن کو حوالہ کر دینا پڑا، اور انٹونیو وہاں سے چل کھڑا ہوا اور بڑی مشکلات سے کیلیے پہنچا۔ آلوا نے لسبن کو تاخت و تاراج سے خرقی طور پر بچا لیا لیکن نواح کے مواضعات کو اس بے رحمانہ اور ظالمانہ طریقے سے لوٹا گیا کہ آلوا کے تخیل میں بھی نہیں آ سکتا تھا اور ڈیوک نے اپنی سپاہ کی نسبت اعلان کیا کہ وہ اس قدر نافرمانبردار ہے کہ اس کے شورش پسند سپاہیوں کو پھانسی دینے کے لئے رسی بھی کام نہیں آ سکے گی۔ اپورٹو میں بھی افواج نے یہی منظر

پیش کیا، اور ان کی سرکردگی سینچو ڈی آویلا کر رہا تھا جو ہیدر لینڈز میں شورش برپا کرنے کے باعث پہلے ہی سے بدنام ہو چکا تھا۔ ۲۹ ؍جون ۱۵۸۱ء کو فلپ لسبن میں داخل ہوا۔ بعض امرائے اس کی مزاحمت کی جرأت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ نہایت بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ برتاؤ کیا گیا۔ امرا کی بڑی تعداد نے مزاحمت کرنے سے احتراز کیا اور لوگوں نے بیزاری و ترش روئی کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کر لی۔

فلپ لسبن میں داخل ہوتا ہے ۲۹ ؍جون ۱۵۸۱ء

انٹونیو جس کے قتل یا گرفتاری کے لئے انعام کا اعلان کیا گیا تھا اپنے تاج کی واپسی کے لئے امداد حاصل کرنے کی غرض سے شاہی درباروں میں گھومتا رہا۔ جون ۱۵۸۲ء میں وہ اپنی مساعی میں کامیاب ہوا اور ایک فرانسیسی بیڑے کی مدد لے کر ازورس کو روانہ ہوا لیکن سانٹا کروز کے ڈیوک نے اس بیڑے کو منتشر کر دیا۔ اس بد قسمت مدعی تخت و تاج نے اپنی زندگی کا بقیہ حصہ انگلستان کے ایک گوشہ عافیت میں بسر کیا۔ فلپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ اور پرتگال کو کچھ مدت کے لئے اسپین سے ملا دیا گیا تھا لیکن پرتگال میں اسپینیوں کو کبھی نہیں پسند کیا گیا۔ فلپ کی تاج پوشی کے موقع پر جو ہولناک مظالم ڈھائے گئے تھے اُن کی ناخوشی نفرت میں تبدیل ہو گئی۔ بہت زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ پرتگال نے اس قابل نفرت حکومت کا جوا اپنی گردن سے اُتار پھینک دیا اور ہمیشہ کے لئے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

فلپ دوم کی داخلی حکومت

اگرچہ فلپ دوم کی حکومت عملاً استبدادی حکومت تھی لیکن یہ فرض کرنا غلط ہوگا کہ اس پر کوئی دستوری قیود عائد نہیں کئے گئے تھے یا اگر عائد کئے گئے تھے تو بے اثر تھے کسٹائل اور اراگال کی پارلیمنٹیں بدستور قائم رہیں۔ حتیٰ کہ تحتانی صوبوں کے قدیم مجالس برخاست نہیں کئے گئے تھے کسٹائل میں پارلیمنٹ (Cortes) کو مسائل پر غور و خوض

حکومت استبدادی تھی تاہم اسپین اور اسکے تحتانی علاقوں میں دستوری اوضاع قائم رہے

کرنے اور پھر ان پر کاربند ہونے کے اقتدارات برائے نام باقی رہ گئے تھے۔ اس کے مطالبے کے بغیر کوئی قانون آئینی طور پر جاری نہیں ہو سکتا تھا اور کوئی محصول بغیر اس کی منظوری کے عائد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر بھی اگرچہ فلپ پارلیمنٹ اکثر طلب کیا کرتا تھا اور اس کے مباحثوں میں مداخلت سے احتراز کیا کرتا۔ اور پارلیمنٹ کے معروضات کی سماعت کرتا تھا۔ لیکن ہمیشہ ان کو اس بنا پر نظرانداز بھی کر جاتا تھا کہ ان کو منظور کرنا خلاف مصلحت تھا اور اگر کسی موقع پر ایسی امر کی ضرورت پیش آتی تھی تو شاہی فرامین نافذ ہوتے تھے اور پارلیمنٹ کی منظوری کا انتظار کئے بغیر جدید محاصل عائد کر دیے جاتے تھے۔

اراگان اور اس کے تحتانی علاقے ویلنشا اور کٹالونیا کے آئینی حقوق اس سے بھی زیادہ وسیع تھے۔ پارلیمنٹ (Cortes) کا ہر رکن شکایتوں کی یادداشت پیش کر سکتا تھا، تاوقتیکہ ان شکایات کو رفع نہ کیا جائے پارلیمنٹ برخاست نہیں ہو سکتی تھی اور مجلس کی متفقہ رائے کے بغیر نہ کوئی قانون منظور کیا جاتا اور نہ کوئی محصول ہی عائد کیا جاتا تھا۔ شاہی عدالتیں جسٹیزا (Justiza) کی عدالت کے تحت ہوتی تھیں اور جو شخص اراگان کی سرزمین پر قدم رکھتا وہ اس جسٹیزا میں اپیل دائر کر سکتا تھا اس پر یہ لازم نہیں تھا کہ شاہی عدالتوں میں چارہ جوئی کرے۔ غیر ملکیوں کو اراگان میں کوئی خدمت نہیں ملتی تھی۔ اگرچہ یہاں بھی مذہبی عدالتیں (Inquisition) قائم ہوئی تھیں لیکن مسلسل انکی مخالفت کی جاتی تھی۔ ۱۵۹۰ء میں اس کا سکریٹری انٹونیو پیریز (Antonio peraz) چھپ کر اراگان چلا گیا اور جسٹیزا سے انصاف کا طالب ہوا (دیکھو صفحہ ۳۴۷ تا ۳۴۷) تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فلپ اس کے اختیارات سے علانیہ برسرپیکار ہو گیا۔ اس بہانے سے کہ پیریز نے ابھی ابھی جو معذرت نامہ شائع کیا ہے اس میں وہ کلمات کفر کا مرتکب ہوا ہے اراگان کے حکام عدالت مذہبی کے مطالبے پر اس کو اپنے خاص محبس میں منتقل کر لیا گیا۔

سارا گوسا کی شورش ۱۵۹۱ء

سارا گوسا کے شہریوں نے اپنے 'فیوروز' (fueros) کے عدم احترام کے باعث چراغ پا ہو کر فوراً شورش برپا کر دی۔ قیدی کی حوالگی کی بنا پر جسٹیزا پر دھاوا کیا اور اسی میں شاہی نمایندہ المنارا کا امیر مارا گیا مذہبی عدالت کے حکام نے اپنی جانوں کے خوف سے قیدی کو الجفیریا، یا جسٹیزا کے محبس کو واپس کر دیا۔ چار مہینوں کے بعد حکام عدالت نے پھر

کوشش کی (ستمبر ۱۵۹۱ء) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شورش از سر نو برپا ہو گئی، اور اب کے اس کی تائید جسٹیزا نے کی جو ابھی سفر رہا ہوا تھا۔ لہذا فلپ نے حکم دیا کہ فوراً ایک لشکر روانہ کیا جائے (۲۴ - اکتوبر) شورشیوں کے پاس فوج نہیں تھی اور نہ ان میں کوئی تنظیم تھی اور بجز بعض شورش پسند مزارعین کے جنھوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی انھیں کوئی امداد نہیں ملی۔ لہذا شاہی لشکر کی مزاحمت نہیں کی گئی۔ اور جب یہ لشکر ۱۲ نومبر ۱۵۹۱ء کو سارا گوسا پہنچا تو اس شہر نے خفیف ترین مزاحمت کے بغیر اطاعت قبول کر لی اگرچہ فلپ نے معافی نامہ شائع کیا لیکن ان تمام سربرآوردہ لوگوں کو جنھوں نے اس میں حصہ لیا تھا مستثنیٰ کیا گیا اور خود جزیٹ کو بھی اس قانون کی خلاف ورزی کر کے پھانسی دی گئی کہ اس کو کورٹس کے حکم کے بغیر گرفتار تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد کورٹس نے ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس

اراگان کے حقوق و اختیارات میں مداخلت

قاعدے کے باوجود کہ اس کی صدارت بادشاہ یا شاہی خاندان کا شہزادہ کیا کرے سارا گوسا کے صدر اسقف چنکن نے کی اور اس کے امتیازی حقوق میں ذیل کی مداخلت پر رضامندی کا اظہار کیا گیا۔ بادشاہ اجنبیوں کو اپنے دیسرائے کی حیثیت سے نامزد کر سکتا ہے، شکایات پیش کرنے کے لئے ایک معینہ مدت مقرر ہو، سوائے ٹیکسوں کی رائج دہی کے کسی کارروائی کی تنسیخ کا حق کسی رکن کو حاصل نہ ہو۔ اور تمام کارروائیاں ہر طبقے کی کثرت رائے سے طے ہوں۔ اس آخری رعایت نے شاہ کو عملاً ان فیصلوں کا مالک بنا دیا کیونکہ اس کو اقتدار حاصل تھا کہ اپنے نامزدگان کو طلب کر کے ہر ریاست کے نائبین کی تعداد میں اضافہ کرے۔ آخر الامر جسٹیزا کے نائبین کے انتخاب کے لئے ایک پیچیدہ نظام قائم کیا گیا جس نے نامزدگی کے حقوق کو عملاً شاہ کے ہاتھ میں دے دیا اور ان نائبین کو شاہی ارادے کا غلام بنا دیا گیا۔ اس طرح اراگان کے کورٹس اور جسٹیزا کی خود مختاری کا خاتمہ ہوا۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ کسٹائل کی طرح اس ملک پر بھاری محاصل عائد نہیں کئے گئے لیکن یہ بھی کسٹائل کی طرح دستوری آزادی کا ایک جسم مردہ باقی رہ گیا تھا اور اصلی روح اس سے پرواز کر گئی تھی۔

فلپ نے بالکل اسی مسلک کو لیکن ذرا زیادہ مبالغہ آمیز صورت میں سسلی، نیپلز اور میلان میں اختیار کیا۔ مرکزی عدالت ہائے عدل اور امور انتظامی اپنے نامزدوں کے ہاتھ میں

حکومت نیپلز، سسلی، و میلان

آجانے سے مطمئن ہو کر فلپ نے قدیم مجالس کو جاگیری اور بلدیاتی حقوق امتیازی برقرار رکھنے
کی اجازت دے دی۔ بقیہ امور میں وائسرائے شاہی اقتدار کو قائم
رکھتا تھا۔ جماعتی اور مقامی رشک و حسد سے فائدہ اٹھاتا تھا۔
امرا کو شہردار (burgher) اور مزارعین سے لڑاتا اور
عوام الناس کو پادریوں سے بھڑاتا تھا۔ اس نے تمام خرابیاں پھر پیدا کر دیں لیکن ایک
لشکر تیار کر رکھا تھا جو زیادہ تر اسپینیوں پر مشتمل تھا تاکہ بدرجۂ آخر اس سے چارہ جوئی
کی جائے۔ اور اگر کسی موقع پر وائسرائے عوام میں غیر مقبول بن جاتا تو سارا الزام اسی کے
سر تھوپا جاتا اور اس کو علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔ نیپلز میں وائسرائے کے اقتدارات میں سب
سے کم مداخلت کی جاتی تھی۔ لیکن یہاں انتہا درجہ کی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اور
گراں ترین محاصل عائد کئے گئے تھے۔ ملان کی حفاظت شہر کے امتیازی حقوق اور
صدر اسقف کے حقوق و دعوے کی مدد سے کی جاتی تھی۔ ان میں مشہور و معروف صدر اسقف
کارسو برومیو زیادہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ سسلی میں جاگیرداری حقوق اور
میسنا اور پالرمو وغیرہ جیسے شہروں کے بلدیاتی امتیازات اس قدر قوی تھے کہ ان کو پوری طرح
بے بس کر دینا ناممکن تھا۔

ایسے نظام حکومت کے تحت یہ لازمی امر تھا کہ تمام اقتدارات بادشاہ اور اُن
مرکزی مجالس کو حاصل رہیں جن کے ماتحت سلطنت کے مختلف حصص کے انتظامی اور
عدالتی نظام تھے۔ ان کی تعداد کوئی گیارہ تھی لیکن مندرجہ ذیل تین مجالس کو سب سے

لہ (۱) دوسرے حسب ذیل تھے۔
(۲) ہازیانڈا برائے نظم و نسق مالگزاری اور اس سے متعلقہ مقدمات کی تحقیقات کے لئے۔
(۲)۔ کونسل آف دی آرڈاس جو سینٹ آیاگو، کلاٹراوا، اسکانٹرا تین فوجی برادریوں کے نظم و نسق
کے لئے قائم کی تھی۔
(۳) کیمرہ، جو ابتداً کونسل آف کیسٹائیل کا ایک صیغہ تھا، سن بعد عملاً ایک جداگانہ کونسل بن گئی۔
(۴) مجلس جنگ۔
۵/۶/۷/۸۔ کونسل ہائے اراگان، اٹلی، فلینڈرس، و پرتگال۔ پرتگال کی کونسل اس ملک کی

مرکزی مجالس

زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ کونسل اسٹیٹ، کونسل کیسٹیل، اور کونسل عدالت مذہبی۔ کونسل عدالت مذہبی کا بیان اوپر آچکا ہے (صفحہ)
کونسل اسٹیٹ زیادہ تر امور خارجہ تک محدود تھی لیکن چونکہ فلپ کیسٹیل کو اپنی سلطنت سمجھتا تھا اس لئے یہ قدرتی بات تھی کہ کیسٹیل کی کونسل کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی۔ اس کے وظائف زیادہ تر عدالتی تھے۔ اس میں ماتحت عدالتوں کے مرافعوں کی سماعت ہوتی تھی اور فلپ دوم کے عہد میں وہ زیادہ تر قانونی وکلا پر مشتمل تھی۔ لیکن اس کو دوسرے اقتدارات بھی حاصل تھے، وہ کلیسا پر نگرانی قائم رکھتی تھی، قوانین وضع کرتی تھی، اور عموماً تمام ریاستی امور میں اس سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ امور داخلی کی کونسل اسٹیٹ بن گئی۔ ان کونسلوں کے ارکان کی نامزدگی بالکلیہ بادشاہ کے ہاتھ میں تھی۔ باستثنائے کونسل اسٹیٹ دیگر تمام مجالس پادریوں اور معززین پر مشتمل ہوتی تھیں لیکن امراء کو شاذونادر نشست ملتی تھی۔

سیاسی اقتدار سے امرا کی بیدخلی

کسٹائل کی "کارٹیز" سے خارج کر دئیے جانے اور ارکان مجلس میں محدود نمایندگی ملنے کی وجہ سے اسپین کے امراء نے اپنے وطن کے سیاسی معاملات میں بہت تھوڑا حصہ لیا۔ وہ بھاری محاصل وصول کرتے تھے، انھیں ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا، شاہی گھرانے میں اکثر و بیشتر خدمات انھیں کے تفویض رہتی تھیں، اکثر خارجی ممالک میں شاہی افواج اور بیڑوں کی قیادت انھیں کو دی جاتی تھی، سفیر بنائے جاتے تھے، اور خودمختار ریاستوں اور مستعمرات میں ویسرائے مقرر کئے جاتے تھے، اور بجز خاص موقعوں کے مثلاً جب اسپینی موروں نے بغاوت کر دی تھی) سوائے بیرونی خدمات کے وہ اپنے ملک میں میدان جنگ میں نادر اوقات ہی میں اُترآتے تھے۔ جو وقت دربار شاہی میں نہیں گزرتا تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ فتح کے بعد قائم کی گئی تھی، فلینڈرس کی کونسل کی اہمیت بہت جلد گھٹ گئی۔
(۹) کونسل آف انڈیز برائے نظم و نسق عامہ انڈیز برائے تحقیقات مقدمہ ہائے دیوانی و مذہبی متعلق انڈیز۔
(۱۰) صرف آٹھ بڑے امرا (Grandees) اس میں نشستوں کا دعویٰ کر سکتے تھے ہیڈالگوز یا کمتر درجے کے امرا میں صرف وہی شریک ہوتے تھے جن کو بادشاہ منتخب کرتا تھا۔

وہ اکثر اپنے وسیع علاقوں میں گزارا جاتا تھا جہاں محدود پیمانے پر شاہی دربار
کی شان و شوکت اور آداب مجلس کی نقل اُتاری جاتی تھی۔ اس طرح غرور آمیز تنہائیو ل
میں بسر کرنے اور اعلیٰ دولت لیکن ادنیٰ اقتدار کی وجہ سے ادنیٰ طبقات سے شادی بیاہ
کا رشتہ جوڑنے سے انکار کر دیتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اٹھارھویں صدی کے
امرائے فرانس کی طرح وہ بھی بدل گئے، نسل بگڑ گئی اور ان کی جماعت ناکارہ ہو گئی۔

یہ مجالس جن کا انحصار شاہی مرضی پر تھا اس تشکک آقا کے متملق ملازمین سے
اکثر بھر دی جاتی تھیں۔ جن کو وہ جب چاہتا تباہ کر دیتا لیکن یہ مجالس (جیسا کہ بعض
اوقات پیش آیا) بادشاہ کے اطراف سازشات کا جال نہ پھیلا دیتیں جس میں وہ کم از کم
تھوڑے عرصے کے لئے پھنس جاتا تھا گو کہ فلپ اکثر ارکان کونسل سے مشورہ کیا کرتا
تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے باپ کی اس ہدایت پر بھی کاربند تھا کہ اپنی ذات
کے سوا کسی پر اعتماد نہ کیا جائے، وہ مجالس کے اکثر اجلاس میں شرکت نہیں کرتا تھا۔
بعض وقت مراسلات کو کونسل میں پیش کرنے سے پیشتر ہی ان میں تغیر و تبدل کر دیتا تھا،
عموماً ارکان کے خیالات کو ایک کمیٹی کے توسط سے معلوم کرتا تھا۔ اور بسا اوقات ایک
تحریری رپورٹ طلب کرتا تھا، جس کو وہ اپنے خانگی کابینے میں لے جاتا اور ان پر تنقیدی
حاشیہ چڑھایا جاتا۔ وہ اپنے اس فخریہ دعوے کے بموجب کہ کاغذ کے ایک پرزہ کے
ذریعے وہ دونوں کُروں پر فرمانروائی کرتا ہے'۔ اپنی میز پر گھنٹوں بیٹھا رہتا بعض وقت کوئی
سکریٹری اس کی مدد کرتا اور بعض وقت اس کی عزیز بیٹی ازابلا (Isabela) مگر اکثر
تنہا ہوتا تھا۔ ریاست کے کاغذات میز پر پھیلا دیتا تھا اور ایک منشی کے شغف و دلبستگی
سے ان کے خلاصے اس بدخطی سے لکھتا تھا اور عموماً ایسی فروگذاشتیں کر جاتا
تھا کہ ایک مدرسے کا لڑکا بھی دیکھ کر شرما جائے۔ ان حالات میں کسی فرد کا اقتدار اس کے
اور اس کے خاص دوستوں کے شخصی اثرات پر منحصر تھا۔ اگرچہ فلپ نے اپنے وزرا
کو اس وقت تک بہت کچھ آزادی بخش رکھی تھی جب تک کہ اُن پر اعتماد تھا، لیکن اس
کے دل میں شکوک پیدا کرنا نہایت آسان تھا۔ وہ ایک وزیر کے خلاف دوسرے کو
آلۂ کار بناتا تھا۔ دوسرے سے کام لیتا تھا، دوسروں کی نسبت ہر فرد کی رائے علیحدگی
میں سنتا تھا اور خود ان افراد کی نسبت کبھی اپنے خفیہ مخبروں سے جاسوسی کا کام اس طرح

لیا کرتا تھا جس طرح کہ خارجی علاقوں کے ملازمین کی بابت لیا کرتا تھا۔ اور اگر کسی وزیر یا دبیر کے متعلق اس کے شکوک مشتعل ہو جاتے تو ان کی بربادی کے لئے زیادہ عرصہ نہیں لگتا تھا۔

جن وزراء پر اس کو اعتماد تھا ان میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔ ابتدائی حکومت

صدر وزراء

میں اس کو تین وزراء پر سب سے زیادہ اعتماد تھا، آلوا کا ڈیوک، ایبولی کا رئیس، ری گومز ڈی سلوا (Ruy Gomez de Silva) اور اسپینوزا۔ آلوا کا ڈیوک چارلس کا معتمد علیہ مشیر تھا۔ اور اس نے جنگی خدمات بھی انجام دی تھیں۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سے سفارش بھی کی تھی کہ یہ قابل ترین مدبر اور اپنے ملک

آلوا کا ڈیوک

کا بہترین سپاہی ہے۔ آلوا ہر معاملے میں کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے اس کے مالہ و ما علیہ پر اور اس کے ہر پہلو پر باحتیاط تمام غور کر لیا کرتا تھا۔ اور شاہی عزائم کو عملی جامہ پہنانے میں وہ مستعد تھا اور بادشاہ کا ندیم خاص تھا۔ وہ شاہی خاندان کا صدر خانساماں بھی تھا (Grand Steward) اور کونسل اسٹیٹ کا رکن بھی۔ ابتدائی چند سالوں میں اس کا بہت اثر رہا لیکن گومز روز اول ہی سے اس کا حریف بنا ہوا تھا۔ یہ امیر پرتگال کے خاندان خرد سے تھا۔ جو کسٹائل میں توطن پذیر ہو گیا تھا اور شہنشاہی خاص بردار کی حیثیت سے فلپ کی شہزادگی کے زمانے میں اس کا گہرا دوست بن گیا تھا۔ اس طرح ایک مرتبہ غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کے بعد

ری گومز رئیس ایبولی

اس کو اپنے آقا کی مزاج دانی، اپنی ملائم طبیعت تملق اور چابک دستی کی بدولت ہمیشہ قائم رکھا۔ اور ادھر دوسروں کے ساتھ خوش خلقی اور مروت نے اس کو مقبول عام بنا دیا تھا۔ ایبولی کی شہزادی آنا منڈوزا (جو کانی ہونے کے باوجود حاضر جوابی اور حسن میں مشہور تھی) کے ساتھ شادی کرنے کے بعد اس کو رئیس ایبولی کونسل اسٹیٹ کا رکن اور فسٹ جنٹلمن آف دی بیڈ چیمبر (First Gentleman of the bed Chamber) کے مراتب جلیلہ حاصل ہوئے۔ عموماً صلح پسند تدابیر کا حامی ہونے کی وجہ سے وہ لیز رلنڈز میں دفاعی مسلک (Repression Policy) کا جو آلوا کا منظور شدہ تھا مخالف تھا۔ اس مسئلے میں آلوا کا مشورہ قائم رہا، لیکن اپنے پیش کردہ مسلک کو بروئے عمل لانے کے لئے اس کا روانہ ہونا ہی تھا کہ اس کے اثر میں زوال آ گیا بادشاہ غالباً اس کے پر رعونت طرز سے برافروختہ ہونے لگا تھا۔ بہرحال سلطنت

کے معاملات میں ڈیوک کا اہم حصہ لینا اب سے موقوف ہوگیا[۱]۔ اور ابولی کے رئیس کا اثر و نفوذ بڑھتا گیا اس کی مستعدی اور (اگر ہم بعض روایات کو تسلیم کریں تو) اس کی بیوی کی جانب سے بادشاہ کی خاطر داریوں کے باعث مرنے تک (جولائی ۱۵۷۳ء) اس کا اثر برابر قائم رہا۔ فلپ کے ابتدائی دور حکومت میں تیسری قابل ذکر شخصیت ڈیگو ڈی اسپینوزا کی ہے

کارڈینل اسپنیوزا

جس نے غیر معمولی حوصلہ، کارگزاری اور ذاتی قابلیت کی بدولت بادشاہ کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا۔ وہ کیسٹیل اور انڈیز کی کونسل اسٹیٹ کا صدر اور پھر اس کے بعد صدر حاکم عدالت مذہبی کونسل اسٹیٹ کا رکن، اسگونزا کا اسقف اور آخر میں کارڈینل بنادیا گیا۔ لیکن اس تیز رفتار ترقی نے اسے اس قدر نخوت پرور اور مغرور بنادیا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے آقا کے دل میں نفرت پیدا ہوگئی۔ ایک روز بادشاہ نے بھری مجلس میں اس کی کسی بات کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی جس کا اثر اس پر اتنا ہوا کہ وہ خجالت و ندامت سے صاحب فراش ہوگیا اور اسی صدمے سے ستمبر ۱۵۷۲ء میں مرگیا۔

جولائی ۱۵۷۳ء میں ریگو مز کے انتقال کے بعد اس کے مسلک کو ملکہ کے مال سالار مارکوئس ڈی لاس ویلیز اور انٹونیو پیرز نے جاری رکھا۔ آخر الذکر کی تاریخ وزرا کے

انٹونیو پیرز

ساتھ فلپ کے سلوک کے اس قدر مناسب حال ہے کہ اس پر ذرا گہری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ انٹونیو پیرز جو سپیلویڈا کے صدر شماس (Arch dealion) گونزیلو پیرز (چارلس پنجم اور پھر اس کے بیٹے کے ایک وزیر سلطنت) کا ناجائز بیٹا تھا رئیس ابولی کے نقش قدم پر چلنے لگا اور ۱۵۶۶ء میں اپنے باپ کے انتقال کے بعد چند خدمات میں اس کا جانشین بن گیا اور اپنے سرپرست رئیس ابولی کے انتقال پر اس کی جگہ لی اور اس کا مسلک جاری رکھا، جس میں اس کی بیوہ کی زبردست مشورت بھی شامل تھی۔ بادشاہ کی خدمت میں کورانہ تقلید کرتے ہوئے اور اس نوعیت کی جاسوسی میں مہارت تامہ حاصل ہونے سے جس کا فلپ مشتاق تھا وہ لوگوں کے

---

[۱] نیدرستان سے آلوا کی واپسی کے بعد اُس کے بیٹے کی شادی کے معاملات میں اس کے اور بادشاہ کے مابین جھگڑا رونما ہوگیا، اور اُس کو بمقام اوزادا تنہائی میں زندگی بسر کرنے کا حکم دیا گیا (۱۵۷۹ء)۔ وہ وہاں اُس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ ۱۵۸۰ء میں فتح پرتگال کے لئے اس کی خدمات درکار نہیں ہوئیں۔ اس کا انتقال ۱۵۸۲ء میں ہوا

دلوں میں اعتماد پیدا کرتا اور ان کی راز کی باتوں کو معلوم کرنے کی جستجو میں لگا رہتا تھا تاکہ اپنے آقا کو مطلع کردے۔ اور اپنے آقا کی خدمت کے لئے کسی ذلت یا خواری سے کتراتا یا جھجکتا نہیں تھا۔ پیرز کے ان مذموم اور قابل حقارت افعال میں سے اس کا وہ سلوک جو اس نے ڈان جان کے ساتھ روا رکھا ایک درخشاں مثال ہے۔ ہم آگے چل کر بتلائیں گے (صفحہ ۴۷۰) کہ وہ پیرز ہی تھا جس نے اپنے سوتیلے بھائی کے لئے فلپ کی بدظنی کی آبیاری کی۔ اور ڈان جان کی زبان سے بے تامل و شتاب کارانہ کلمات نکلوانے میں اس کے سکرٹیری اسکوبیڈو سے کام لیا، اور اس کا واحد مقصد یہی تھا کہ ان کو بادشاہ کے گوش گزار کیا جائے، اور آخر کار یہی وہ شخص تھا جس نے اس بدقسمت سکرٹری کے قتل کے حکم کی تعمیل کروائی۔ لیکن اسی ساعت سے امن و سکون اس سے دور ہو گیا۔
کونسل میں اس کے دشمنوں نے اس خبر کو تقویت پہنچائی کہ وہی اسکوبیڈو کا قاتل تھا اور بادشاہ سے بہ منت تمام داد خواہی کی گئی۔ فلپ نے شروع میں اپنے آلۂ کار یا شریک جرم کی حمایت کرنے کی کوشش کی لیکن یک بیک اپنا خیال بدل دیا اور اس کو اور ابولی کی والیہ کو گرفتار کر لیا ۲۸ جولائی ۱۵۷۹ء۔ اس تعجب خیز طرز عمل کی توضیح اب تک اس پراسرار عہد حکومت کا ایک راز ہے۔ عوام کی یہ رائے کہ اس کا باعث بادشاہ کی رنجش اور ناخوشی ہے جو اس وجہ سے خفا ہو گیا تھا کہ ابولی کی بیوہ والیہ نے آقا کی ہم آغوشی پر اس کے وزیر کو ترجیح دی زیادہ اغلب نہیں ہے۔ یہ خبر موہوم خیال آرائیوں پر مبنی ہے اور اس کی تائید میں کوئی قطعی شہادت نہیں ملتی۔ یہ والیہ سال خوردہ اور دس بچوں کی ماں تھی، پیرز کی بیوی ہمیشہ اپنے شوہر کی حمایت کرتی رہی، اور نہ یہ باور کرنا آسان ہے کہ فلپ کا مستمع گناہ فری ڈیگو ڈی چاوس اس معاملے میں اتنی سرگرمی سے حصہ لیتا اگر اسکوبیڈو کا قتل ایسی شرمناک نوعیت کا ہوتا۔ اس امر میں زیادہ امکان پایا جاتا ہے کہ فلپ کو بخت یقین ہو گیا تھا کہ اسکوبیڈو کے معاملے میں پیرز اور والیہ ابولی نے دھوکا دیا، اور غالباً انھوں نے اپنے حریف سے نجات حاصل کرنے کے ارادے سے افترا پردازی کر کے اس کی موت کا سامان مہیا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا طرز عمل اس خیال کی تائید کرتا ہے اسکوبیڈو کے قتل اور ڈان جان کے ساتھ ناروا سلوک پر بدنامی کے خوف سے وہ ابتداءً بظاہر پیرز کو معافی دینے بلکہ اس کو اپنی خدمت پر واپس بلانے کی طرف راجع تھا۔ اور نومبر ۱۵۸۱ء سے پیشتر اپنے مستمع گناہ کے اصرار

سے سخت تر راہ عمل اختیار کرنے کا عزم نہیں کیا تھا۔ اس وقت سے ان معاملات نے بادشاہ اور پیرز کے مابین شخصی تنازع کی صورت اختیار کرلی۔ یہ قابل تحقیر معاملہ پانچ سال تک چلتا رہا اور فلپ اس دوران میں اپنے وزیر کے خلاف مواد فراہم کرتا رہا۔ اس کے بعد (۲۳ر جنوری ۱۵۸۵ء کو) اس کو جرمانہ اور دو سال کی قید کی سزا دی گئی اور اس مدت کے بعد آٹھ سال کے لئے خارج الملک کر دیا گیا۔ اس اثنا میں ان تمام خطوط و کاغذات کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی جن سے الزام ثابت ہوتے تھے۔ پیرز کی عورت نے ان کاغذات کو اس کارروائی کے آغاز کے بعد چھپا دیا تھا، لیکن اپنے شوہر کی قید کے بعد حتیٰ کہ اپنے شوہر کے پاس سے اجازت وصول ہونے پر بھی اس نے ان کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی دوران میں پیرز اپنے اس مکان سے جہاں اس کو نظربند کر دیا گیا تھا راہ فرار اختیار کرنے میں کامیاب ہوا اور ایک مقدس جائے پناہ میں جا پہنچا لیکن اس مقدس مقام کی بے احترامی کرکے پیرز کو دوبارہ پکڑا گیا اور سخت اذیت پہنچائی گئی۔ بایں ہمہ وہ ۲۰ر اپریل ۱۵۹۰ء کو اپنی عورت کے ملبوس میں تکلیف دہندوں کے ہاتھ سے پھر بچ نکلا اور اراگان کی راہ لی۔

جہاں کے واقعات ہم اوپر بیان کرچکے ہیں (صفحہ ۳۶۵) اس سلطنت میں شورش فرو ہونے کے بعد وہ پھر فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور اس دفعہ فرانس جا پہنچا۔ فلپ نے بھی اور زیادہ غصہ کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کر دیا اور اس کے قتل کے لئے خفیہ طور پر چند آدمیوں کو مقرر کیا۔ نیز اس نے ناوار کی ایک عورت کی مدد سے اسے جال میں پھانسنے کی کوشش کی لیکن یہ تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ پیرز اس کے بعد انگلستان چلا گیا جہاں اس نے ایلزبتھ کو ایک مہم کیڈز روانہ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ بالآخر فلپ کا انتقال ہوگیا اور پیرز نے اس کے بیٹے فلپ سوم سے اس بنا پر صلح کرنے کی کوشش کی کہ جن جن ممالک میں اس نے پناہ لی تھی وہاں کے ملکی راز کا انکشاف کر دے گا۔ فلپ نے اسی دوران میں اپنے شکار سے مایوس ہوکر ابولی کی والیہ اور سکریٹری کی بہادر عورت سے انتقام لیا۔ اول الذکر کے ساتھ زیادہ سخت برتاؤ ہونے لگا اور یہ شہزادی ان سختیوں کو اٹھارہ مہینے جھیلنے کے بعد انتقال کر گئی (فروری ۱۵۹۲ء)۔ اور دوسری عورت کو اس کے بچوں کے ساتھ زندگی بھر مقید رکھا گیا۔

۱۵۷۹ء میں پیرز کے زوال کے بعد پگومز کی جماعت نے شاہی کونسلوں میں اپنا اثر کھو دیا۔ ان کی جگہ گرینویلا، ڈان جان ڈی آئیڈیاکیز اور کرسٹوول ڈی مورا نے لے لی۔ ان میں سے کارڈینل گرینویلی جو چارلس پنجم کے چانسلر کا بیٹا اور فرینچ کومٹی کا باشندہ تھا قبل ازیں فلینڈرس کے "کنسلٹا" کے رکن کی حیثیت سے فلپ کی خدمت کر چکا تھا (۱۵۵۹ء

تبدیل وزراء اور پیرز کے زوال کے بعد تبدیل مسلک ۱۵۷۹ء

کارڈینل گرینویلی ۱۵۷۹ء تا ۱۵۸۶ء

تا ۱۵۶۳ء) (دیکھو صفحہ ۳۰۵) اس وقت سے وہ نیپلز کا ویسرائے بنا رہا جہاں اس نے اس جمعیت کے قیام سے شہرت حاصل کی جو جنگ لیپانٹو کا باعث ہوئی تھی (دیکھو صفحہ ۳۵۹) اب وہ کیسٹیل کی مجلس کا صدر مقرر ہوا۔ چارلس پنجم کے ایک وزیر سلطنت کا بیٹا ایڈیاکز جو پرتگالی تھا سکریٹری کی حیثیت سے پیرز کا جانشین ہوا۔ اور ایک اور پرتگالی مورا (Moura) مجلس مالیات کا رکن

ایڈیاکز اور کرسٹوول ڈی مورا

مقرر ہوا جس نے وطن کی تسخیر میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا (دیکھو صفحہ ۳۶۱) اس تبدیل وزارت نے بادشاہ کے مسلک میں کامل انقلاب پیدا کر دیا۔ فلپ اس وقت تک یورپ میں پرسکون اور صلح جویانہ مسلک پر کاربند رہا، لیکن اب سے اس نے فرانس اور انگلستان کا مالک بننے کے لئے وہ جدوجہد شروع کی جو بالآخر اسی کی کامل تباہی کا موجب ہوئی۔ گرینویل نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ اس کے رفقاء کار اس کو اپنی جگہ سے اکھیڑ کر آپ داخل ہو رہے ہیں اور اس کے انتقال (۲۲ ستمبر ۱۵۸۶ء) پر ایڈیاکز اور مورا کونٹ دی چنچن باشندہ اراگان کے ساتھ ایک اتحاد ثلاثہ معروف بہ "نائٹ جنٹا" قائم کیا جس کے روبرو

نائٹ جنٹا

ہر صیغے کے تمام اہم معاملات پیش ہوتے تھے۔ اس جنٹا کی حکومت کے تحت جو اختتام فرمانروائی تک برقرار رہی نظم و نسق میں روز بروز خرابی بڑھتی گئی۔ زیردست حکام میں خانہ جنگی عام ہو گئی اور بادشاہ کی روز افزوں خرابی صحت کے ساتھ ساتھ اس کی بے استقلالی اور تاخیر والتواء کی عادت میں ترقی ہوتی گئی۔

اگر ہم فلپ کے سنگین گناہ کو نظر انداز کر دیں تو ان اثرات کے قائل نہیں ہو سکیں گے جو فلپ کو گھیرے ہوئے تھے۔ یہ دو ڈاینیکی درویش تھے جن میں سے فری ہرنانڈو ڈی فرسینڈا کا زمانہ ۱۵۷۷ء تک رہا اور اس تاریخ سے ۱۵۹۵ء تک

فری ڈیگو ڈی چاوس مقرر ہوا۔ ان دونوں اشخاص نے سیول نظم ونسق میں خدمت حاصل کر کے مستمعین گناہ کی حیثیت کو تقویت بخشی۔ اول الذکر (جیسیم اسقف سیونتھا، جس کو سیبل کا گماشتہ سب سے بڑے وزراء میں شامل کرتا تھا۔ مجلس جنٹ کا ایک رکن اور "کروزاڈا" سے حاصل کردہ محاصل کا کمسری جنرل، مقرر ہوا۔ دوسرا اس سے بھی زیادہ ذی اثر تھا سنہ ۱۵۸۴ء میں مجلس نظمیہ کے رکن کی حیثیت سے نامزد ہونے کے بعد سے ہم ڈی چاوس کو پیرز کے معاملات، اراگان کی شورش کے دفعیے اور فتح پرتگال میں سب سے حصہ لیتے ہوئے پاتے ہیں۔ اقرار گناہ میں سنی ہوئی راز کی باتوں کو وہ اپنے آقا کے گوش گزار کرنے میں کبھی لیس وپیش نہیں کرتا تھا اور اس جاں نثاری کے صلے میں کبھی کبھی اطاعت گزاری کا طالب ہوتا تھا۔ اس طرح وہ سنہ ۱۵۹۱ء میں بادشاہ کو اس وقت تک عشائے ربانی دینے سے انکار کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجلس کیسٹیل کے صدر کے تقرر کے بارے میں اُس کی خواہشات پر عمل نہیں کیا۔

تیار فوج کی ابتدا

اس مطلق العنان حکومت کے لئے صرف ایک چیز یعنی مقررہ فوج کی کمی تھی اور حتیٰ کہ اس کی بھی ابتداء ہو چکی تھی۔ اگرچہ فلپ کا باپ بھی ایک بڑا لشکر ہمیشہ تیار رکھتا تھا لیکن اس سے بیرونی ممالک میں خدمت لیجاتی تھی۔ اور وہ بیرون ملک ہی مقیم رہتا تھا داخلی خدمات کے لئے چارلس شہروں کی فراہم شدہ افواج اور امراء اور ان کے حاضر باشوں کی جاگیری خدمات پر اعتماد کرتا تھا۔

ان پر اس نے کیسٹیل کا محافظتی دستہ، مسلح سپاہیوں اور ان کے تبعین کی ایک قابل لحاظ جمعیت اور "لائٹ کیولری" کے بعض دستوں کا اضافہ کیا، جنھیں مستقل حیثیت بخشی گئی اور اندرون ملک متعین کیا گیا۔ اس وقت سے حکومت کے پاس ایک فوج ہو گئی تاکہ اس سے خانگی مشکلات کو رفع کیا جا سکے۔ لیکن فلپ کی حکومت کو از روئے انصاف اگر

فلپ کی مطلق العنان حکومت کی برائیاں

استبدادیت سے تعبیر کیا جائے تو یہاں بھی ہمیشہ کی طرح دفتری حکومت کی مزاحمتیں اور سازشیں موجود تھیں۔ اور یہ ایک ایسی دفتری حکومت تھی جو خود اگرچہ بادشاہ کی قائم کردہ تھی لیکن بعض وقت اسی کی مالک بن بیٹھتی تھی) استبدادی حکومت کے برے نتائج کی اس سے زیادہ حیرت انگیز مثال شاید کہیں نہیں مل سکے گی، خصوصاً جبکہ

یہ حکومت ادنیٰ ذہانت، تنگ اور متعصبانہ خیالات، اور شکی مزاج اور اسی کے ساتھ ساتھ اقتدار کے زبردست شیدائی اور باوجود لے راہ روی کے ان تھک اور پُر استقلال سعی عمل کرنے والے انسان کے ہاتھ میں آ جائے۔ چارلس نے درحقیقت مطلق العنان حکومت کی جو ایک حد تک کامیاب بھی رہی لیکن اس کا بیٹا صرف ایک بات یعنی خود انضباطی اور خاطر جمعی (Self Control) میں اپنے باپ سے مشابہ تھا۔ بھلی بری کی اطلاع پا کر اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اور جب کبھی کسی ناگوار واقعے کی خبر کی جاتی تھی تو اپنی داڑھی کو زور سے پکڑ لیا کرتا تھا۔ بقیہ امور میں فلپ اپنے باپ کے جوہر ذاتی سے بے بہرہ تھا اور ایک ایسے شخص کے حق میں اس نظام کے نتائج تباہ کن ثابت ہوئے۔ کم سے کم بظاہر اس کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے۔ لیکن اس میں ضرورۃً تاخیر ہوتی گئی، اس کا یہ ارادہ اس بدقسمت دھوکے کے ساتھ مل کر کہ وقت اور وہ باہم کسی دو کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں، اس کو ہلاکت خیز التوا اور عدم استقلال کا خوگر بنا دیا تھا جس نے اکثر اس کی عزیز ترین تجاویز کو برباد کر دیا۔ گو وہ اقتدار کا دلدادہ تھا لیکن قیادت و سرکردگی کی قوت اس میں ہمیشہ نہیں پائی جاتی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ نہایت اضطراب کے ساتھ اپنے مشیروں کے آرا و سکا مشتاق ہوتا تھا۔ بلاشبہ وہ خیال کرتا تھا کہ آخری فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے تاہم حقیقت میں وہی شخص اس کی رہنمائی کرتا تھا جو سب سے زیادہ اس کی نظروں پر چڑھا ہوتا تھا۔ ان حالات میں یہ لازمی تھا کہ سازش اور خرابی اس کے گرد جمع اور یہاں تک کہ اکثر ان کی مدافعت ناممکن ہو جائے اسی اثناء میں دفتری حکومت کے پست تر طبقات میں خرابیاں عجلت کے ساتھ بڑھنے لگیں یہاں تک کہ گرینویلا نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا۔

بایں ہمہ چونکہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فلپ اس بات کا فیصلہ کر لیا کرتا تھا کہ کون کون سے اثرات اس کے قریب آنے پائیں جس کی بدولت وہ نظم و نسق میں ایک خاص ہیئت پیدا کر سکے لہٰذا اس کے مضر اعمال کا اصل ذمہ دار اسی کو قرار دینا چاہئے ہم بتا چکے ہیں کہ امراء کی علیحدگی کے لئے کس طرح آبیاری کی گئی، کس طرح کلیسا، فلپ کی مطلق العنان حکومت عدالت مذہبی کے ساتھ شامل ہو کر آزادی خیال کو دبانی گئی اور کس طرح ایک تنگ دفتری حکومت کے نظام کی بدولت عوام سیاسی اقتدار کے جوہر سے محروم کر دئیے گئے۔

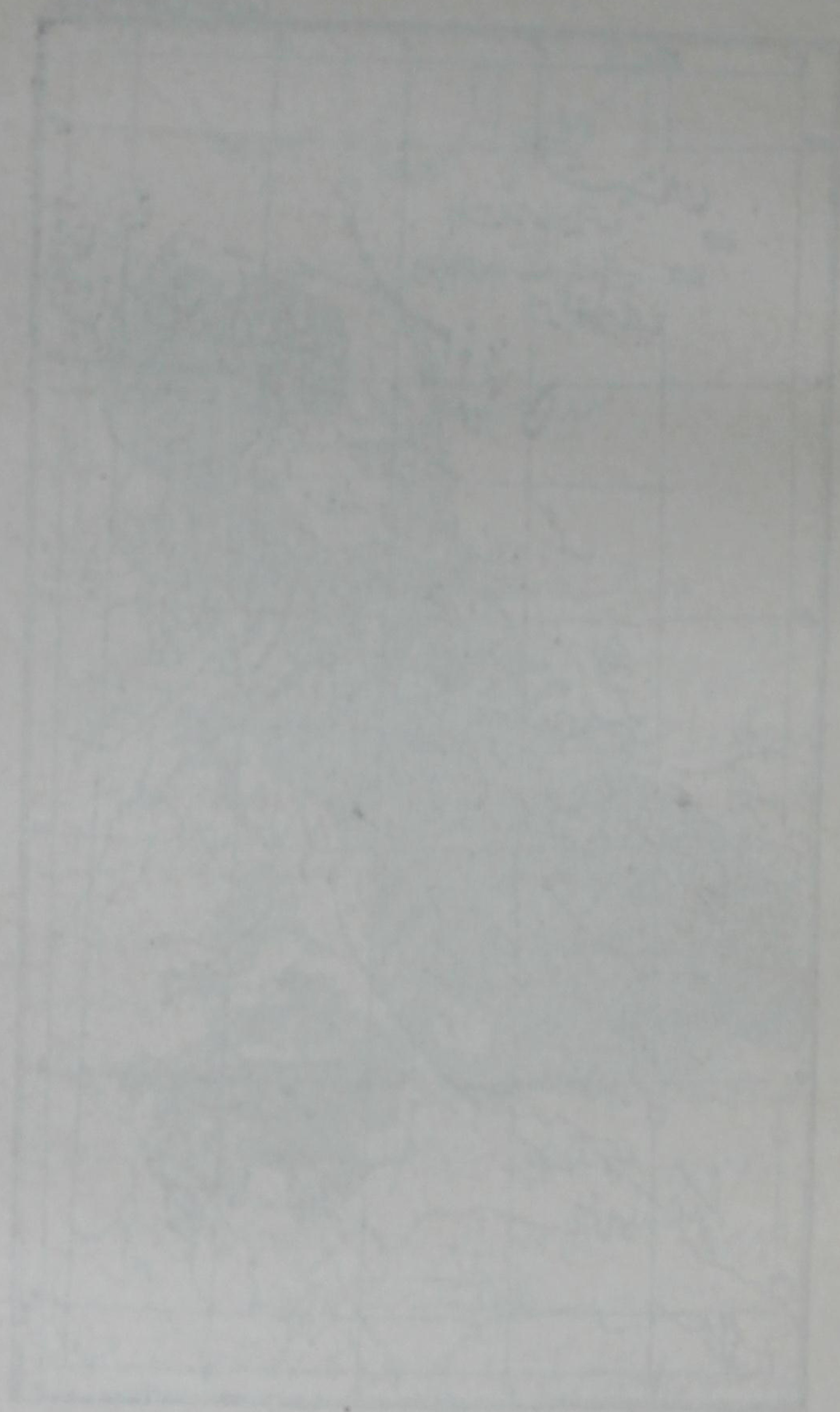
فلپ کا تجارتی اور مالیاتی مسلک

اس عہد کے تجارتی اور مالیاتی مسلک کی بابت چند باتیں قابل ذکر رہ گئی ہیں اس زمانے میں یورپ میں یہ خیال جاگزیں تھا کہ سونا اور چاندی بہترین نوعیت کی دولت ہیں اور کوئی ملک اُن سے اس صورت میں فائدہ اٹھا سکتا تھا جب کہ ان دھاتوں کی درآمد برآمد سے زیادہ ہو جو ایک حد تک جزئی صداقت کا حامل ہے یہ یاد رہے کہ سکۂ قرطاس کی غیر موجودگی ایک ملک کی مطلوبہ مقدار دھاتی سکّے تجارت کے حجم کے اضافی اعتبار سے آج کل کے مقابلے میں زیادہ ہی رہی ہوگی مزید برآں چونکہ قومی قرضہ جات ابھی تک عالم طفولیت میں تھے اور قومی قرضے سے کان ناآشنا تھے لہذا جنگ وغیرہ جیسی ناگہانی ضروریات اور نازک اوقات کے لئے ایک معمور خزانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان ممالک میں جو معدنیات سے بے نصیب تھے قیمتی دھاتوں کے حاصل کرنے کا واحد طریقہ یہی تھا کہ وہ ملکی صنائع کے مبادلے میں یا تجارت کے ذریعے حاصل کی جائیں۔ لہذا ان ممالک میں یہ اصول اس طرف مائل ہوگیا کہ بڑے بڑے صنعتی کاموں کی ہمت افزائی کی جائے نہ کہ ان میں تنگی اور رکاوٹ پیدا کی جائے۔ لیکن اسپین کی حالت جداگانہ تھی۔ نئی دنیا کی معدنیات کی بدولت وہ بیش قیمت دھاتوں سے مالا مال ہو رہا تھا، اسی وجہ سے وہ ممالک خارجہ کی درآمد کو روکنے بلکہ سونا چاندی کی برآمد کو ممنوع قرار دینے پر تلا ہوا تھا۔ یہ کوشش یہیں تک ختم نہیں ہوئی۔ ان معدنیات کی پیداوار پر بھروسہ کرکے دشوار اور مشقت طلب لیکن کثیر مقدار میں تیار ہونے والے صنائع کے خلاف نوآبادیاتی اسپینیوں میں قومی منافرت کی حوصلہ افزائی کی گئی، اور اسی طرح قومی کاہلی اور سستی میں اضافہ ہونے لگا۔ مزید برآں یہ معدنیات توقع کے برابر زرخیز نہیں ثابت ہوئیں اور فلپ بہت جلد آگاہ ہوگیا کہ میکزیکو اور پیرو کی معروف زمانہ معدنیات کے مقابلے میں فلینڈرس کے راچھ بے انتہا زیادہ دولت پیدا کر سکتے ہیں۔

تجارت سے متعلق مہمل ضوابط اگرچہ یہ نئے نہیں تھے، تباہ کن نتائج کا باعث ہوئے۔ ارزاں قیمت کے برقرار رکھنے کی ناکام کوشش میں غلے اور چوپاؤں اور خود اندرون ملک غلے کی تجارت ممنوع قرار دی گئی، بربری ساحل سے ہر قسم کی درآمد

مسدود کر دی گئی۔ ان قیود اور اس سبیل کے اور قیود کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممنوعہ اشیاء کی کاشت مسدود ہو گئی اور تجارت اجنبیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ ان میں سے اکثر تاجروں نے قرضوں کے معاوضے میں بادشاہ سے برآمد اشیاء کے اجارے حاصل کئے اور بیرونی اشیاء کی طلب نے اجنبیوں کو تجارت درآمد کا مالک بنا دیا۔ تمام آسائشی مال باہر سے آنے لگا اور ہم جانتے ہیں کہ نیدرستان کے باغیوں نے اسپین کے ساتھ ان اسلحہ کی منفعت بخش تجارت جاری رکھی تھی جو خود انھی کے خلاف استعمال کئے جاتے تھے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ چھ میں پانچ حصے ملکی اور دس میں نو حصہ ہندی تجارت کے اجارہ دار غیر ملکی تھے۔ اس طرح اسپین جو قدرۃً کوئی دولتمند ملک نہیں تھا صنعت و حرفت و زراعت دستکاری اور تجارت سے متمتع نہیں ہو سکا اور افلاس زدہ ہی رہ گیا۔ فلپ کی جنگی ضروریات کے باعث بھاری محاصل اور شاہی دربار کے مصارف نے اس خرابی میں اور اضافہ کر دیا۔ ان محاصل سے خاص کر کیسٹائیل اور نیپلز کو زیادہ زیر بار ہونا پڑا اور محاصل اس قدر قبیح اور نادرست طریقوں سے وصول کئے جاتے تھے کہ باوجود اس کے کہ رعایا کو شدید نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا حکومت کو بہت کم رقم دستیاب ہوتی تھی۔

فلپ کی داخلی حکمت عملی کا عام نتیجہ یہ ہوا کہ اسپینی اوصاف کے بدترین خصوصیات (تعصب، جہالت، کاہلی، و آرام طلبی اور غرور و تکبر) کی ترقی میں اور آبیاری ہوئی، اور اگرچہ اس کے آغاز عہد حکومت میں اسپین اوج کمال تک پہنچتا ہوا نظر آیا لیکن اس کے آخر میں زوال کے منازل سرعت کے ساتھ طے کرنے لگا۔ اب ہم فلپ کے نیدرستان اور ممالک خارجہ کے مسلک کی طرف متوجہ ہوں گے، اور ان صوبہ جات کو دیگر تحتانی علاقوں کی حیثیت بخشنے کی غرض سے اس کی جدوجہد کی لاحاصلی اور انگلستان اور فرانس کو اپنی مستبدانہ حکومت کے تحت لانے کے وحشیانہ خیال کی شکست کے اسباب و علل دریافت کریں گے۔



یورپ سولھویں صدی میں



مقابل صفحہ (۳۷۹)

آٹھواں باب

نیدرستان کی بغاوت

چارلس پنجم کا مسلک۔ پارما کی مارگریٹ کی ریجنسی (تولیت) سنہ ۱۵۵۹ء کی اسٹیٹس جنرل یعنی مجلس طبقات اور اُس کی شکایات۔ گرینولا کی علٰحدگی۔ قانون سیگو ویا۔ متحدین سینٹ ٹراندمین۔ آلوا۔ اگمنٹ ہورنے اور مانٹینی کا قتل۔ جنگن "فقیرون" کا قبضہ برِیلی پر۔ فرانس کے ساتھ اتحاد۔ سینٹ بارتھلومیو۔ مانس کی تسخیر۔ ہارلم کا محاصرہ۔ ڈان راکیزنس۔ فوجی واقعات بریڈا کی کانفرنس۔ بانڈریگین کی مہمات۔ اینٹورپ کا تاخت۔ گھنٹ میں قیام امن۔ ڈان جان۔ قانون دوامی۔ آرچ ڈیوک میتھیاس۔ گمبلورس۔ پارما کا الکزینڈر۔ آراس اور اوٹرے کا اتحاد۔ انجو کے ڈیوک کو فرمانروائی پیش کی جاتی ہے۔ فرانس کا غیظ و غضب۔ آرنج کا قتل۔ پارما کی کامیابیاں۔ فرمانروائی سے ہینری ہشتم اور الزبیتھ کا انکار۔ نیدرستان میں لیسٹر۔ بحری بیڑہ۔ ماریس کی کامیابیاں۔ پارما کا انتقال۔ آرچ ڈیوک ارنسٹ اور البرٹ۔ سنہ ۱۶۰۹ء کا التوائے جنگ۔ نیدرستان کی حالت۔

نیدرستان کی شورش کو عموماً مذہبی جور و ظلم کے خلاف ایک عمومیے کی جانب سے مدافعت کی عظیم الشان مثال خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بیان بعض ترمیمات کا محتاج ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ مذہبی عنصر نے بہت سے علاقوں میں جن میں زیادہ

خصوصیت کے ساتھ شمالی صوبہ جات شامل ہیں جوش عمل کا ایک اصول پیدا کر دیا۔ لیکن بے اطمینانی کی اصل یا کم سے کم اہم وجہ جبر و تشدد نہیں تھی اور بہت سے کیتھولک ابتداءً مدافعتی جماعت میں بہر حال شریک ہوتے گئے اور اکثر شہروں کی چندسری حکومت کی نوعیت اور امراء کی ذی اثر حیثیت جنوبی اور مغربی صوبہ جات میں ہمیں یہ بات یاد دلاتی ہے کہ یہ تحریک اس سے زیادہ چندسری حکومت پر مشتمل تھی جتنی کہ خیال کی جاتی ہے۔

فلپ دوم کی تاج پوشی کے وقت نیدرلینڈ سترہ صوبوں پر مشتمل تھا جن میں سے اکثر صوبہ جات برگنڈی کے طاقتور ڈیوک نے پندرھویں صدی میں کامیاب شادیوں الحاق اور تسخیر کی بدولت شامل کئے تھے۔ برگنڈی کی وارثہ میری کی شادی میکسی ملین (۱) کے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ علاقے خاندان ہیپسبرگ میں منتقل ہو گئے اور اس کے

نیدرلینڈ کی سابقہ تاریخ

بعد آرچ ڈیوک فلپ اور جوانا کی شادی کی بدولت ان کے بیٹے چارلس پنجم کے ہاتھ آ گئے۔ ان صوبہ جات میں جو رشتۂ اتحاد قائم تھا وہ محض شخصی اعتبار سے تھا۔ ان صوبوں کے ملک کی مختلف نوعیتیں تھیں اور ان کے باشندے مختلف النسل اور مختلف اللسان تھے۔ شمال مشرق میں فریزیوں برابان میں فلیمانڈ، اور مغربی اور جنوبی صوبہ جات میں والون اور جرمن بستے تھے معاشری حالات میں بھی اختلاف تھا۔ فلینڈرس اور برابان اضلاع طاقتور امراء کے ہاتھ میں تھے، جن شہروں میں شورش پسند کاروباری اور صنعتی لوگ آباد تھے ان پر متمول شہریوں کی حکومت تھی۔ شمال میں جمہوری عنصر غالب

۱؎ لارڈ بکھرسٹ سفیر انگلستان نے اعلان کیا کہ ۱۵۸۷ء تک غیر مطیع صوبہ جات میں کیتھولک فرقے کی تعداد پراٹسٹنٹوں کی تعداد سے زیادہ تھی۔

۲؎ چار ڈچیاں تھیں: برابانت، گلڈرلینڈ، لمبرگ، لگزمبرگ۔ پانچ امیریاں تھیں یعنی مغربی فریسلینڈ، میچلین، اٹرکٹ، اوورئیسل، گرونینجن۔ چھے کونٹیاں تھیں فلینڈرس، ارتوا، ہینالٹ، ہالینڈ، زی لینڈ، زٹفن۔ انٹورپ اور نامور مارگریویاں تھیں۔ ان کے منجملہ فریزلینڈ، گرونینجن، اٹرکٹ، گلڈرلینڈ، زٹفن کا چارلس کی جانب سے الحاق کر لیا گیا۔

تھا جہاں خصوصیت کے ساتھ فریسی صوبہ جات قابل ذکر ہیں اور ان علاقوں کے باشندے اپنی زندگی ماہی گیری اور بحری تجارت میں بسر کرتے یا اپنے ملک کو حملوں اور دھاووں سے محفوظ رکھنے کی کوشش میں صرف کرتے تھے۔ ان معاشری اور سیاسی اختلافات کی جھلک ان کے ادارات میں بھی پائی جاتی ہے۔ ہر صوبے کی ایک مخصوص اور جداگانہ طرز کی حکومت ہوتی تھی اکثروں کو سندات کی رو سے بہت سے خاص مراعات حاصل تھیں۔ اور ایک صوبے کا باشندہ دستور و آئین کے بموجب دوسرے صوبے میں خدمت نہیں حاصل کر سکتا تھا۔

ایک زیادہ مرکزی نظام حکومت کے قیام اور ان غیر متجانس عناصر کو ایک وحدت عظیمہ میں منسلک کرنے کی غرض سے برگنڈی کے ڈیوک نے جد و جہد شروع کی تو اس کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی گئی۔ مزاحمین میں برابان اور فلینڈرس کے شہری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شہریوں اور ان کے فرمانرواؤں کے مابین تعلقات اکثر نہایت کشیدہ ہو جاتے تھے۔ آرچ ڈیوک فلپ کے اثنائے حکومت میں ۱۴۹۴ء تا ۱۵۰۶ء اس کشمکش میں تخفیف ہوئی تھی، لیکن چارلس پنجم کی جانشینی کے بعد پھر انسلاک و مرکزیت کے مسلک کو اختیار کیا گیا۔ ۱۵۲۴ء میں ویسٹ فریز لینڈ، ۱۵۳۶ء میں گرونن جن کی امیری،

چارلس پنجم کا مسلک

اور ۱۵۴۳ء میں گلڈرس کی ڈچی اور زٹفن کا ضلع حاصل کر کے اس ملک کی سرحدوں میں توسیع کی گئی۔ عہد نامہ میڈرڈ ۱۵۲۶ء کی رو سے آرتوا، فلینڈرس اور ٹورنے فرانس کی ماتحتی سے آزاد ہو گئے، اور ۱۵۲۸ء میں چارلس نے اوٹرے کی اسقفی اور اوریسل کی امیری پر ارضی حکومت حاصل کی۔ ۱۵۴۸ء میں سارا نیدرستان برگنڈی حلقے میں شامل ہو گیا اور مجلس ملیہ (Diet) اور شہنشاہی ایوان کی نسبت اپنی خود مختاری کو علی حالہ برقرار رکھا۔ چارلس اس کو ایک جداگانہ حکومت کے تحت وسطی سلطنت بنانا چاہتا تھا۔ یہ ایک ایسی پالیسی تھی جو بدقسمتی سے الٹ گئی جب کہ ۱۵۵۵ء میں چارلس نے ان صوبہ جات کو اپنے بیٹے کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا خاص ضروریات کی بنا پر شہنشاہ کو ملک سے غیر حاضر رہنا پڑا اس لیے حکومت کی نگرانی دو خاتونوں "گورنسوں" (Covernesses) یعنے اپنی پھوپھی سیوائے کی مارگریٹ جو ۱۵۰۶ء سے ۱۵۳۰ء تک حکمران رہی اور ہمشیر یعنی لوئی کی بیوہ ہنگری کی میری جو ۱۵۳۰ء سے ۱۵۵۵ء تک

حکمران رہی) کے ہاتھ میں چھوڑ دی تاہم مرکزیت کے مسلک پر سختی کے ساتھ عمل ہوتا رہا۔ ایک اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو جو مذہبی علماء، امراء اور ہر صوبہ کے شہری نمایندوں پر مشتمل تھا طلب کیا گیا، گو اس کا اجلاس کامیاب نہیں ہوا۔ لہذا دوبارہ میکلن ایک مرکزی عدالت قائم کی گئی اور بذریعہ اعلان تمام صوبہ جاتی عدالتوں کو اس کا ماتحت گردانا گیا۔ نظم ونسق کا اختیار تین مجالس کے حوالے کیا گیا۔ ایک مجلس خاصہ جس کے ذمے وزارت کوتوالی و عدالت تھی، ایک مجلس مالیات جو صوبہ جات کے ایوانات مالی پر مقرر کی گئی تھی اور ایک مجلس نظمیہ جو ریجنٹ (نائب السلطنت) کی صدارت میں زیادہ تر سربرآوردہ امراء پر مشتمل تھی معاملات خارجہ کا انتظام اور دیگر مجالس کی نگرانی اس کے تفویض تھی۔ صوبہ جات ان وواسٹاٹ ہولڈروں (Stattholders) کے ہاتھ میں دئیے گئے جو خود شہنشاہی امراء میں سے نامزد ہوتے تھے۔ دیگر عہدہ دار خواہ صفائی کے ہوں خواہ عدالتی عموماً اسی کی جانب سے مقرر کئے جاتے تھے۔ شہروں کے امتیازی حقوق آہستہ آہستہ محدود کردئے گئے، اور گھنٹ نے جب اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کی رائے دہی کے مطابق محصول ادا کرنے سے انکار اور شہنشاہ کے مسلک مرکزیت کی مخالفت کرنے کی کوشش کی تو سنہ ۱۵۴۰ء میں اس کو نہایت بے رحمانہ سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔ شہر کے استحقاقات و امتیازات کو سوخت کر لیا گیا اور دس مجسٹریٹوں کی کامل نامزدگی کا حق شہنشاہ کے لئے محفوظ کر لیا گیا۔ (دیکھو صفحہ ۲۵۹)۔

لیکن الحاد کا ایک ایسا مسئلہ تھا جس میں چارلس نے اپنے تئیں انتہا درجے کا سفاک و بے رحم ثابت کیا۔ اہل نیدرستان میں اول ہی اول نہ صرف لوتھر کے اصول پھیل گئے تھے بلکہ کالون کے انتہائی خیالات بھی جو ان لوگوں کی سیرت اور طباعی کے اعتبار سے زیادہ موزوں تھے، ادھر منسٹر کے "انابپٹسٹوں" (Annabaptists) کے متجاوز عن الحد اور لنزاجی خیالات امسٹرڈم اور دیگر مقامات میں پھیل گئے۔ جرمنی میں جن سیاسی مشکلات نے چارلس کو گھیر لیا تھا۔ ان میں اُلجھے بغیر وہ ان خیالات کی سرکوبی کے لئے مضطرب تھا۔ ایک سلسلۂ فرامین موسومہ "پلیکارڈس" میں جس کا اختتام ایک فرمان بابت سنہ ۱۵۵۰ء پر ہوا یہ دھمکی دی گئی کہ جن لوگوں پر الحاد ملحدین کی پناہ دہی الحادی کتابوں کی خرید و فروخت، خفیہ مجالس عبادت کی شرکت، بائبلوں پر معترض

ہونے کا یابت شکنی کا جرم عائد ہوگا انھیں خندق آگ میں جھونک کر ہلاک کیا جائے گا۔ یا تلوار کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ عدالت ملحدین کا ایک صدر حاکم مقرر کر کے ان فرامین کے نفاذ کے آزادانہ اقتدارات دینے کی کوشش کی گئی جس سے اتنی بے اطمینانی پیدا ہو گئی کہ صدر حاکم کو راہ گریز اختیار کرنی پڑی اور چارلس نے بہ مجبوری تمام اس خدمت کو چار اشخاص میں منقسم کر دیا۔ جنھیں صوبہ جاتی مجلس کی رضامندی کے بغیر سزائے موت کا اختیار حاصل نہیں تھا۔ ان "پلیکارڈوں" (Placards) کا شکار بننے والوں کی تعداد میں ایک طرف انتہائی مبالغے سے کام لیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف کم سے کم اتنا ضروری ہے کہ چارلس نے ستم پروری سے احتراز نہیں کیا۔ تاہم نیدرستان میں وہ غیر معروف نہیں تھا۔ اس وقت تک مذہبی اور سیاسی شکایات باہم ایک نہیں ہو گئے تھے۔ چارلس فلینڈرس میں پیدا ہوا تھا اور اپنے ابتدائی زمانے میں بالکلیہ فلیمش مشیروں کے ہاتھ میں تھا۔ اور اگرچہ بعد میں یورپی ضروریات نے اسے اور مقامات میں سکونت اختیار کرنے پر مجبور کیا لیکن وہ اکثر اپنے پیدائشی مقام کی زیارت کیا کرتا تھا۔ اور نیدرستان میں نہ صرف اجنبیوں کو خدمات دینے سے احتراز کرتا تھا بلکہ خود اسپین میں اہل فلینڈرس کو اعلیٰ ترین خدمات سرفراز کر کے اسپینی رعایا کی دلخراشی کا باعث ہوتا تھا۔ اس کی مسلسل نبرد آزمائیوں نے ان لوگوں کے خون میں ایک نیا پیشہ پیدا کر دیا تھا جو نبرد آزمائی کے مشتاق تھے۔ نیز اس کی وسیع سلطنت نے جو تجارتی مواقع پیدا کر دئے تھے ان سے جفاکش اہل فلینڈرس فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ اس سے پہلے اہل فلینڈرس کی خوش حالی میں کبھی اتنا اضافہ نہیں ہوا تھا، مغربی شہروں میں راچھ سے کبھی اتنا کام نہیں لیا گیا تھا، فلینڈرس اور آرٹو اکی اراضی سے خوب پیدا وار ہوتی تھی، شمالی مشرقی صوبہ جات مکھن اور پنیر کی خوب سربراہی کر رہے تھے، اور ماہی گیر ہیرنگ مچھلی فروخت کر کے دولت فراہم کر رہے تھے۔ انٹورپ جس نے تجارتی مخزن کی حیثیت سے کچھ عرصے سے بروجس کی جگہ چھین لی تھی بلحاظ آبادی و خوشحالی یورپ کے سب سے بڑے شہروں میں شمار ہونے لگا۔ اس کے گھاٹ باربرداری کے جہازوں سے پٹے رہتے تھے اور اس کے بینکوں میں ہر قوم کے آدمیوں کا ہجوم

رعایا تھا۔ نیدرستان کی دولت کا اندازہ اس بات کو پیش نظر رکھنے سے ہوتا ہے کہ اس ملک نے چند ہی سال کے اندر شہنشاہ کی مالیات میں کم سے کم دو کروڑ چالیس لاکھ ڈکیٹ کا اضافہ کیا۔ یہ رقومات بدقت تمام حاصل کی گئیں، نیدرستان شاکی تھا کہ اس ملک کے محاصل ایسی جنگوں میں صرف کئے جاتے تھے جن سے اس کو کوئی سروکار نہیں تھا۔ مذہبی مشکلات میں ترقی ہوئی جا رہی تھی، اور ۱۵۵۵ء میں چارلس نے عنان حکومت اپنے بیٹے کے حوالے کی تو یہ واضح تھا کہ ان خوش حال لیکن شورش پسند اور خود مختار باشندوں کو محض دانشمندانہ مفاہمتی تدابیر سے وفادار رکھا جا سکتا ہے۔

اس نازک ساعت میں فلپ دوم کی جانشینی انتہا درجہ بدنصیب ثابت ہوئی اس کے سرد مہر اور متکبرانہ طرز عمل اور شہنشاہ اعظم کی زندہ دلی و خندہ پیشانی میں بے حد تفاوت تھا اس نے اسپین کے ساتھ اپنی محبت اور فلیمنگ رعایا کے ساتھ نفرت کو پوشیدہ نہیں رکھا اور کیتھولک مذہب کے متعصبانہ پیروی کا ثبوت اس طرح دیا کہ ۱۵۵۰ء کے فرامین کو نہایت سختی کے ساتھ نافذ العمل کیا گیا۔ حتیٰ کہ فرانس کے خلاف جو جنگیں ہوتی تھیں وہ بھی نیدرستان میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔ نیدرستان

فلپ یکدم اہل نیدرستان کی ہمدردیوں کو کھو چکا ہے

کو شکایت تھی کہ اس کے مفاد کو اسپینی مفاد پر قربان کیا جا رہا ہے لہٰذا اور اہل نیدرستان سے جو رقمی مطالبات کئے جاتے تھے ان سے اسی بنا پر انکار کیا جاتا تھا صلح کیٹو کمبر سیس (۱۵۵۹ء) نے اس بے اطمینانی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے سیوائے کے ڈیوک کو جو ۱۵۵۵ء سے برسلز میں ایجنٹ مقرر تھا اس کے اطالوی علاقے حوالے کر دئے گئے۔ لہٰذا ایک اور ایجنٹ کے انتخاب کی ضرورت پیدا ہوئی۔ اس موقع پر ایک فلیمش امیر کو ایجنٹ مقرر کر کے اہل نیدرستان سے مفاہمت کرنے کا موقع تھا کیونکہ ان میں کم از کم دو امیر ہر طرح اس خدمت کے قابل تھے۔ ناساؤ کا ولیم ۱۵۴۴ء میں اپنے بھائی رینے کے انتقال پر نہ صرف ہالینڈ اور بریبانٹ کے وسیع مقبوضات میں اس کا جانشین ہوا بلکہ جیلانس واقع فرانس کی زرخیز زمینات اور آرنج واقع رھون کی قلمرو کا بھی مالک بن بیٹھا۔ چارلس کی جانب سے ہالینڈ، زی لینڈ، اٹرکٹ اور وسٹ فریسلینڈ کا اسٹیٹ ہولڈر (State holder) مقرر ہونے کی وجہ سے فوجی کمان اور سیاسی منصوبوں

کی تکمیل اس کے تفویض کی گئی تھی اور اس آخری خدمت میں اس نے ذاتی جوہر کے کمالات دکھائے تھے۔ سیرت اور حیثیت کے اعتبار سے وہ ریجنٹ کی خدمت کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایگمنٹ کا کونٹ اور فلینڈرس اور آرٹائے کا "اسٹیٹ ہولڈر" (State holder) سیمورل پر نظر جاتی تھی جو اگرچہ قوت سیرت اور قابلیت کے اعتبار سے آرنج کے رئیس (Prince) سے کم تر درجے میں تھا لیکن سینٹ کوئنٹن اور گریولنیس کی لڑائیوں میں اس نے عظیم شہرت حاصل کی تھی اور اپنی ملنسار اور جوشیلی طبیعت کی بدولت مقبول عام ہو چکا تھا۔

پارما کی مارگریٹ ریجنٹ مقرر ہوئی ۱۵۵۹ء تا ۱۵۶۷ء

لیکن فلپ کسی ایسے شخص کو ریجنٹ نہیں مقرر کرنا چاہتا تھا جس کا حد سے زیادہ طاقتور اور خود مختار ہونے کا خوف تھا اور آخر کار پارما کی ڈچس مارگریٹ کو جو اپنی سوتیلی بہن اور چارلس پنجم کی ناجائز بیٹی اور پوپ پال سوم کے پوتے اوٹیویو فارنیسی کی بیوی تھی، منتخب کیا۔ اس کی تعلیم و تربیت ہندرستان کی دوا بجنوٹل سیورے کی مارگریٹ اور ہنگری کی میری کے ہاتھ میں ہوئی تھی اور اس کا تقرر ناپسند نہیں تھا، لیکن باوجود اس کے کہ اس کو مردانہ صورت و آواز عطا ہوئی تھی اس میں زبردست سیاسی قابلیت کا فقدان تھا۔ اور امکان اس امر کا تھا کہ جس شخص کا اثر اس پر سب سے زیادہ ہو جائے وہ اسی کے مسلک کو اختیار کرے، اور بدقسمتی سے تمام ذی اقتدار افراد غیر مقبول تھے۔ فلپ نے ہدایات دیں کہ یہ عورت تین مجلسوں کی مدد سے جو مجلس مالیات، مجلس خاصہ، اور مجلس تنظیمیہ پر مشتمل ہوں گی، حکومت کرے۔ مجلس تنظیمیہ کے ارکان میں متعدد اعلیٰ ترین امراء بھی شامل تھے جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر آرنج کا رئیس اور ایگمنٹ تھے۔ اس مجلس کو ہندرستان میں برائے نام اقتدار اعلیٰ حاصل تھا۔ فلپ نے حکم دیا تھا کہ مملکت کے تمام نازک مسائل ایک داخلی مجلس موسوم بہ کنسلٹا (Consulta) کے ہاتھ

کنسلٹا

میں رہیں اور یہ مجلس کونٹ برلیمانٹ، کونٹ وگلیس اور گرینول پر مشتمل تھی۔ اس اتحاد ثلاثہ (Trium Virati) کے منجملہ کونٹ برلیمانٹ جو مجلس مالیات کا صدر بھی تھا ایک معزز فلیمنگ خاندان کا رکن تھا اور راست باز آدمی تھا لیکن اس کے خیالات مطلق العنانہ اور تنگ تھے وگلیس جو مجلس خاصہ کا صدر تھا مقنن تھا

اور ایک نسبی کی حیثیت سے بھی اس کو خاص شہرت حاصل تھی اور یہ اراسمس کا دوست بھی تھا۔ تاہم وہ اس قدر طامع تھا کہ آدمیوں سے ذاتی منفعت حاصل کرنے کی غرض سے متعدد اوقاف کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اس میں ہدایت وجدت طرازی کی صلاحیت نہیں تھی اور وہ گریبویل کا ایک ادنی متبع تھا۔ آخر الذکر شخص چارلس کے چانسلر کا بیٹا تھا اور فرینچ کومٹی میں بمقام بیسانچن سنہ ۱۵۱۷ء پیدا ہوا تھا۔ پچیس سال کی عمر میں اسکو آراس کی اسقفی ملی تھی یہی باعث تھا کہ اس کے باپ کے زوال کے زمانے میں اور سنہ ۱۵۵۰ء میں اس کے انتقال کے بعد بھی شہنشاہ کو اس پر اعتماد تھا اور اس نے اپنے بیٹے فلپ کو بطور خاص اس کی سفارش کی تھی۔ لہذا فلپ نے اس کو مجلس نظمیہ کا صدر مقرر کیا۔ اگرچہ یہ شخص مہذب اور دل میں گھر کرنے والے اطوار کے ساتھ ساتھ جفاکش اور قابل مدبر تھا اور بندرستان کی بہبودی کا سچے دل سے خواہاں تھا لیکن حریصانہ عزائم و اقتدار کا دلدادہ مرتشی (corrupt) اور طامع تھا۔ برگنڈی کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے اہل بندرستان اس کے مخالف تھے اور فلپ کے خیالات کے ترجمان کی حیثیت سے اس سے متنفر تھے۔ اور نہ بادشاہ کا مسلک اس طرح کا تھا کہ اس سے باشندگانِ

فلپ کی غیر مقبول کارروائیاں

فلینڈرس کے احساسات کو تسلی ہوتی ہسپانوی فوج جس کی ضرورت جنگ کی وجہ سے محسوس ہوئی تھی صلح کے بعد بھی واپس نہیں بلائی گئی۔ اور یہ اپنی واجب الادا تنخواہوں کا ازالہ جبر و تشدد اور لوٹ کھسوٹ سے کرتی تھی اور فلپ کے اس معلوم عوام ارادہ نے کہ الحاد کا استیصال کر دیا جائے وسیع الاثر بے چینی پھیلا دی تھی۔ ان اور دیگر شکایات کو اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کے اجلاس میں جو اگست سنہ ۱۵۵۹ء میں طلب کیا گیا تھا پیش کیا گیا۔ فلپ نے افواج کو واپس طلب کر لینے کا وعدہ کیا (جو اس کی تاخیر پسندی کی وجہ سے اکتوبر سنہ ۱۵۶۰ء تک پورا نہیں ہوا) لیکن دیگر شکایات کی طرف توجہ تک نہیں کی۔ اس نے ایک مرتبہ اپنے وزراء کے روبرو کہا تھا کہ اگر ملحدین پر حکومت کرنا پڑے تو وہ حکومت ہی نہ کرنے کو ترجیح دے گا اور جب غیر ملکیوں کی جو مخالفت کی گئی تو اس نے کہا۔ آخر میں بھی تو ایک غیر ملکی ہوں کیا وہ مجھے اپنا آقا تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے۔

اس طرح اپنی رعایا کی شکایتوں کا لحاظ کئے بغیر وہ نیدرستان سے ایسا روانہ ہوا کہ وہاں پھر آنا نصیب نہیں ہوا اور اگر ہم اپنے ایک معاصر پر اعتماد کریں تو جاتے ہوئے فلپ نے آرنج کے ولیم پر یہ الزام لگایا کہ اسٹیٹ جنرل میں جس مخالفت کا اظہار کیا گیا تھا اس کا اصلی محرک وہی تھا۔

فلپ کی تجویز اصلاح مذہب

بادشاہ کی روانگی کے بعد ایک اور کارروائی پیش آئی جس نے تمام بے اطمینانیوں کو بری طرح یکجا کر دیا۔ نیدرستان کا مذہبی نظم و نسق بالکل غیر مکمل تھا۔ یہاں صدر اسقفوں کے صرف تین علاقے (آر اس ٹور نے اور اٹرکٹ) تھے اور ان کے اضلاع اتنے وسیع تھے کہ اُن کا موثر طور پر انتظام ناممکن تھا۔ صرف اٹرکٹ کے علاقے میں تین سو فصیل دار شہر اور گیارہ سو گرجے تھے۔ نیدرستان کے دوسرے حصص یا تو اسقف کمبرے (ایک آزاد شہنشاہی شہر) کے علاقے کے تحت تھے یا کیبجی جیسے اجنبی اسقفیوں کے تحت، اور لکزمبرگ کی ڈچی اجنبیوں کے چار مذہبی علاقوں کے صرف ایک حصے پر مشتمل تھی۔ مرافعات وغیرہ کی نسبت جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی تھیں ان میں مزید اضافہ یوں ہوا کہ یہ اسقفیاں غیر ملکی صدر پادریوں کی حدود اراضی کے اندر تھیں دونو اول الذکر ریمس اور اٹرکٹ کولون کی صدر اسقفی کے تحت تھے۔ خود چارلس پنجم نے اصلاح کی تجویز کی تھی، لیکن زمانہ اور اتفاقات نے اسے فرصت نہیں دی، اور یہ کام فلپ پر چھوڑ دیا گیا کہ وسیع تر اساس پر اس کو بروے عمل لایا جائے۔ تجویز یہ تھی کہ اسقفیوں کی تعداد بڑھا کر پندرہ کر دی جائے، اُن کو تمام بیرونی اثر سے نجات دلائی جائے اور ان سب کو تین صدر اسقفیوں (میچلن، کمبرے اور اٹرکٹ) کے نظم و نسق کے تحت دیدیا جائے اور میچلن گرینول کی صدر اسقفی میں رتبہ "پرائمیسی" (Primacy) پائے۔ حسب ضرورت محاصل کی بہم رسانی ہر ضلع کی ماتحت خانقاہی اراضی سے کی جائے، اور خانقاہیں "پرائروں" (Priors) کی ماتحتی میں دے دی جائیں اور آخر الذکر اسقفوں کی ماتحت رہیں۔ ہر اسقف مزید نو وظیفہ دار پادریوں کو مقرر کرے جن میں سے دو عدالت ملحدین کے حاکم ہوں اور الحاد کی بیخ کنی میں اس کو مدد دیں۔ اس تجویز کا اعلان ہوتا ہی تھا کہ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ہر دو فرقوں کی جانب سے اعتراضات کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا

اعلان کیا گیا کہ اسقف تاج کے غلام بنے رہیں گے، اور ایبٹ (Abbots) (روسائے خانقاہ) جن کی جگہ وہ حاصل کرنے والے تھے، درویشوں کی جانب سے منتخب کئے گئے تھے اور وہی صوبہ داری مجالس اور اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) میں مقامی مفاد کی نمایندگی کرتے تھے۔ خانقاہوں کے محاصل پر خاص کر امیروں کے تصرف کو جن کے لڑکے اکثر رئیس خانقاہ کی حیثیت سے مقرر کئے جاتے تھے۔ لوٹ مار سے موسوم کر کے مردود ٹھہرا دیا جاتا تھا۔ زیادہ بے پروا اور جاہل پادریوں کو یہ خوف لاحق تھا کہ سخت نگرانی اور زیادہ باضابطگی قائم کی جائے گی ان سب پر طرہ یہ کہ اس کارروائی کو یہ کہہ کر باطل کیا گیا کہ اس طریقے سے اسپینی عدالت تحقیقات مذہبی کے قیام کی کوشش کی جا رہی ہے بے شک یہ سچ ہے کہ اصلاح کی ضرورت تھی اور مخالفت زیادہ تر خود غرضانہ محرکات پر مبنی تھی، تاہم یہ اگر خلاف آئین نہیں تو دانشمندی کے خلاف ضرور تھا کہ اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) یا کم سے کم مجلس تنظیمیہ کی منظوری کے بغیر ملک کے مذہبی نظم و نسق میں کلی اور بنیادی تغیر و تبدل عمل میں لایا جاتا۔ یہ تغیر یقیناً تاج کے مطلق العنانہ اقتدار میں اضافہ کر دیتا اور عین اس موقع پر جب کہ اسپین میں پراٹسٹنٹ مذہب کی سرکوبی کی جا رہی تھی اسقفوں کو ملحدین کی تحقیقات کے اختیارات دینا خطرناک عنصر کے ظہور کا باعث تھا۔ حاصل کلام یہ کہ یہ کارروائی بے جا اور بے عمل تھی خواہ وہ علانیہ طور پر حکومت اور جبر و تشدد کے مفاد کی تکمیل کے لئے کتنی ہی مفید کیوں نہ ہوتی۔ اور اگر اس کا یہ مقصد تھا تو سخت ترین مخالفت لازمی اور ضروری تھی۔ لہذا اس تجویز کی اس شدومد کے ساتھ مزاحمت کی گئی کہ قید عبارت میں نہیں آسکتی۔ اینٹورپ جس کو خاص کر رلاجوئیس انٹری، (برابانٹ کے کیرکٹر) نے مذہبی اقتدار کی ترقی سے محفوظ رکھا، گلڈرس اٹرکٹ اور دیگر پانچ مقامات بچ گئے۔ اگرچہ اس میں قطع و برید ہو چکی تھی لیکن اس کارروائی نے مذہبی اور سیاسی بدمزگیوں کو آپس میں متحد و متفق کر دیا اور حکومت کی غیر مقبولیت میں بری طرح اضافہ کر دیا۔

اپریل سنہ ۱۵۶۲ء میں سب سے پہلی مرتبہ عدالت ملحدین کے مجرمین کو بچانے کی کوشش کی گئی، اور عین اسی وقت امراء کی جانب سے گرینویل کی مخالفت زیادہ مشتعل ہوتی گئی۔ میکلن کے صدر اسقف کی حیثیت سے اس کو اس معاملے کا اصلی محرک

سمجھا جاتا تھا اگرچہ یہ غلط تھا، اور مجلس نظمیہ کے صدر کی حیثیت سے بادشاہ کی تمام کارروائیوں کا ذمہ دار قرار دیا جاتا تھا۔ نیز ۱۵۶۱ء میں اس کے کارڈینلی کی کلاہ کو قبول کرنے سے دشمنوں کے دلوں میں بغض و عناد کی آگ اور بھڑکا دی۔ ناراض فرقے کی سرکردگی کے لئے آرنج کا رئیس ہاتھ آ گیا۔ ۱۵۶۱ء میں اس نے اپنی دوسری بیوی کی حیثیت سے این سے عقد کیا جو چارلس پنجم کے قدیم دشمن سیکسنی کے ماریس کی بیٹی تھی۔ گرینویل نے اس شادی کی مخالفت کی تھی کیونکہ اس کی بدولت اس رئیس کے پراٹسٹنٹ کے ہمدردوں میں سے ہو جانے کا امکان تھا، اور اس وقت سے ان دونوں میں کھلے بندوں جنگ شروع ہو گئی۔ بالآخر مارچ ۱۵۶۳ء میں آرنج ایگمنٹ اور ہورن نے فلپ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں انھوں نے کارڈینل کی برطرفی کا مطالبہ کیا اور اس مطالبے کی تکمیل تک مجلس نظمیہ میں قدم رکھنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ایجنٹ مارگریٹ جو اس وقت تک گرینویل کا زبردست حامی تھا اس سے منحرف ہو گیا اور اور امراء کی استدعاء کی تائید کی مارچ ۱۵۶۴ء میں فلپ بہت تاخیر کے بعد اپنے وزیر کی برطرفی پر بالآخر راضی ہو گیا لیکن اس کا اثر بہت تھوڑا ہوا، کیونکہ پریسیانٹ اور مجلیس

آرنج کا ولیم مخالفت کی سرکردگی کرتا ہے

گرینویل کی علیحدگی مارچ ۱۵۶۴ء

اور باقی رہ گئے تھے اور گرینویل اپنے گوشۂ تنہائی سے بادشاہ کو برابر مشورہ دیتا رہا۔ نظام حکومت غیر متغیر رہا، خرابیاں بدستور باقی تھیں، اور جبر و تشدد کا انسداد نہیں ہوا تھا۔ اگلے اگست میں فلپ نے بے اطمینانی میں اس طرح اضافہ کیا کہ اپنی ذاتی ذمہ داری پر مجلس ٹرینٹ کے فیصلوں کی اشاعت کا حکم دے دیا۔ اس عمل کو عام طور پر ناپسند کیا گیا جس میں نہ صرف پراٹسٹنٹ شامل تھے بلکہ کیتھولک عیسائی بھی جنھوں نے اس طرز عمل کو اپنے اختیارات میں دست درازی سے تعبیر کیا۔ آرنج کے ولیم نے مجلس نظمیہ میں رائے عام کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ رائے عامہ کی موجودہ حالات میں ٹرنٹ کے فیصلوں اور الحاد کے خلاف فرامین کو نافذ العمل نہیں کیا جا سکتا، اور یہ کہ اب وقت آ چکا ہے کہ نظام حکومت کی ابتری انحراف الصاف اور مجالس کے مابین حجت و تکرار کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس صورت حالات کے علاج

کی غرض سے امراء نے آرنج کے رئیس اور کونٹ ایگمنٹ اور کونٹ ہورن کی سرکردگی میں ریجنٹ سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) طلب کرنے اور اس کے اقتدار میں اضافہ کرنے اور دیسی امراء کی تعداد کا اضافہ کرکے مجلس نظمیہ کی اصلاح عمل میں لانے اور دیگر مجالس کو زیادہ مکمل طور پر اس کے ماتحت لانے کی ضرورت پر اصرار کیا۔ مارگیرٹ نے جو چند سری حکومت کی جماعت سے کامل طور پر متفق و ہم خیال ہو چکی تھی اُن کے خیالات کو اختیار کیا اور ایگمنٹ کو اسپین روانہ کیا گیا تاکہ ان امور کی منظوری کے لئے فلپ سے اصرار کرے (جنوری سنہ ۱۵۶۵ء) اگر فلپ مان لیتا تو ممکن تھا کہ نیدرستان وفادار رہتا۔ لیکن اصلاحات اس دفتری حکومت کا خاتمہ کر دیتیں جو اب تک موجود تھی، ملکی امراء کو اسٹیٹ جنرل اور اصلاح شدہ مجلس نظمیہ میں دوبارہ اقتدار حاصل ہو جاتا اور قوانین مخالفت الحاد میں رعایت ملحوظ رکھی جاتی۔ لہٰذا فلپ اس کی تکمیل پر راضی نہیں تھا۔ جون ۱۵۶۵ء میں اس نے آلوا کی بیونی کی کانفرس میں روانہ کیا تھا اور کیتھرن ڈی مڈیسی سے اصرار کیا تھا کہ ہیوگیناٹوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کی جائیں، اور وہ خود اپنے خاص علاقوں کے اندر الحاد کے ساتھ رواداری برت کر خود کو پلید نہیں بنانا چاہتا تھا۔

ایگمنٹ اسپین روانہ کیا جاتا ہے جنوری سنہ ۱۵۶۵ء فلپ رضامندی سے انکار کر دیتا ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً وہ تاخیر و التواء کے لئے مضطرب تھا۔ گرینویل کے بھائی نے مایوسی کے عالم میں لکھ بھیجا:- صرف یہی ایک فیصلہ ہے کہ تزلزل و تذبذب کی حالت برقرار رکھی جائے۔ ممکن ہے کہ فلپ نے ایگمنٹ کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش میں تاخیر کی۔ بہرحال اکتوبر میں بادشاہ نے نقاب اتار پھینکا سیگوویا کے جنگل سے روانہ کردہ مشہور مراسلات میں نظم و نسق کے نظام میں کسی قسم کے بھی تغیر و تبدل کی ممانعت کی اور حکم دیا کہ الحاد کے خلاف جاری کردہ فرمان کو انتہا درجہ سختی کے ساتھ نافذ العمل کیا جائے۔

سیگوویا کا فرمان

آرنج کے ولیم نے کہا، اب ہمارے سامنے ایک لطیف المیہ کا آغاز ہونے والا ہے۔ ایجنٹ اور حتیٰ کہ برلیمانٹ ووگلیس بھی مایوس ہو گئے اور اصرار کیا کہ فلپ کو بھی اس کے

ممکنہ نتائج سے متنبہ کر دیا جائے لیکن ولیم نے اعلان کیا کہ چونکہ ہز مجسٹی کے احکام غیر مبہم اور واضح الفاظ میں ادا کئے گئے ہیں، لہٰذا ان کا بس یہی فرض رہ گیا ہے کہ بسر و چشم ان کی تعمیل کی جائے۔ عموماً باور کیا جاتا ہے کہ آرنج کا ولیم فوری عجلت پر تلا ہوا تھا۔ بہرحال اس کی پیش گوئی بہت جلد پوری ہونے والی تھی۔ اس سے جو شورش اور ہلچل پیدا ہوئی اس میں ایک جدید عنصر نمودار ہوا۔ اس وقت تک مخالفت اعلیٰ طبقات امرا تک محدود تھی اور یہ ایسے لوگ تھے جو کسی نہ کسی عہدے پر فائز تھے اور صورت حالات

عام مخالفت

کے بدلنے میں جنھیں نقصان کا اندیشہ تھا، لیکن اب کم تر درجے کے امراء میں حرکت پیدا ہوئی یہ امراء فرانس کے کم تر درجے کے امراء کی طرح سابق میں فوجی خدمات پاتے تھے اور ایک مشہور اور زبردست سوارہ فوج مہیا کرتے تھے۔ صلح نے اس پیشے کو تباہ کر دیا، لیکن اکثر شورش پسند خیالات لئے ہوئے اپنے مسکن کو واپس ہوئے، اور اس کے علاوہ جنگ کی وجہ سے ان میں اسراف اور بے لگامی کی عادت پڑ گئی تھی اور وہ اپنی تباہ شدہ قسمت کی اصلاح کے لئے ہر موقع کے منتظر تھے لیکن بعض لوگ زیادہ سنجیدہ دماغ کے واقع ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے بیرونی علاقوں کے قیام کے دوران میں پراٹسٹنٹ خیالات کو معلوم کیا اور نہایت شوق کے ساتھ ان کو اختیار کیا تھا لیکن سب کے سب آزادی کے دلدادہ تھے۔
کم تر درجہ کے مشہور لوگوں میں بریڈروڈ کا وائیکونٹ ہنری ایک عمدہ مثال ہے۔ سینٹ آلڈی گونڈی (Saint Alde gonde) کا لارڈ فلپ وان مارنکس سودائیانہ اور پرجوش جماعت کا نمائندہ تھا، اور صرف آرنج کے ولیم کا تند مزاج بھائی ناساؤ (Nassau) کا لوئی ان میں ایک مدبر تھا۔ ان خیالات کا کمپرامائیز، نامی

کمپرامائیز

ایک دستاویز میں اظہار کیا گیا اور یہ ایک ایسی دستاویز تھی جس پر کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں فرقوں نے کثیر تعداد میں دستخط ثبت کئے تھے اور جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ بد مزاج مشیروں نے فلپ کو اپنے عہد و پیمان کے خلاف تحقیقات مذہبی کے قیام کی ترغیب دی ہے۔ لہٰذا وہ اس کی مزاحمت کریں گے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ تر طبقے کے امراء میں سے کسی نے اس دستاویز پر دستخط

نہیں کیے۔ خود آرنج کے ولیم نے اس کے شدید لہجے کو کھلم کھلا برا کہا۔ تاہم ایک زیادہ معتدل عرضداشت سے جس کو احکام عہدیہ نے بریڈروڈ کی سرکردگی میں ۵ر اپریل ۱۵۶۶ء کو ایجنٹ کی خدمت میں پیش کیا تھا غالباً ولیم کے اثر کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ اس عرضداشت میں اپنی وفاداری کا سنجیدگی سے اعتراف کرتے ہوئے ایک عام شورش کا خوف ظاہر کیا گیا، اور مطالبہ کیا گیا کہ ایلچی روانہ کیے جائیں تاکہ وہ فلپ کو عدالت مذہبی

حکام عہدیہ کی عرضداشت بابت ۵ر اپریل ۱۵۶۶ء برگن اور مانٹگنی کی ذریعے اسپین روانہ کی گئی

کے تشدد اور فرامین میں اعتدال پیدا کرنے کی غرض سے اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کی ضرورت جتلائی جائے۔ ایجنٹ نے مارکوئیس دی برگن اور اور بیرن ڈی مانٹگنی کو اسپین روانہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اور اس اثناء میں فرامین کی سختی میں کسی قدر تخفیف کرنے کا وعدہ کر لیا۔ مانٹگنی ۱۷ر جون سنہ کو اسپین پہنچا لیکن فلپ نے اپنی معمولی تاخیر کی بنا پر ۳۱ جولائی سے پیشتر جواب نہیں دیا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ عدالت مذہبی برخاست کر دی جائے گی اور پس اسی پر قناعت کی جائے گی کہ اسقفوں کو حاکم عدالت ملحدین کے اختیارات دیے جائیں۔ توقع ظاہر کی گئی کہ فرامین کی سختی میں اعتدال پیدا کیا جائے اور وعدہ کیا گیا کہ ہر اس شخص کو معافی دی جائے گی جس کو مارگریٹ قابل معافی قرار دے، لیکن اس شرط پر کہ وہ جمعیت عہدیہ سے کنارہ کش ہو جائے اور حکومت کی تائید کرے۔ بہرحال وہ اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کے لئے کسی طرح راضی نہیں ہوا۔

یہ باور کرنے کی بہت کم وجوہ ہو سکتی ہیں کہ اگر بادشاہ میں سچائی اور اخلاص ہوتا بھی تو اہل ہندرستان ان شرائط سے مطمئن ہو جاتے۔ لیکن اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس نے آلوا کے ڈیوک (ایک سرکاری مصدق) اور دو مقننوں کے بالمواجہ احتجاج کیا کہ چونکہ یہ مراعات اس کی رضا و رغبت سے نہیں عطا کی گئی تھیں لہذا وہ خود کو پابند نہیں محسوس کرتا۔ اس نے پوپ کو بھی یہی تحریر کیا اور خفیہ طور پر تیاری شروع کر دی کہ جن لوگوں کو ابھی ابھی معافی دی تھی انھیں سزا دینے کے لئے آلوا کو روانہ کرے۔
اسی اثنا میں ہندرستان میں بدقسمتی سے کچھ ایسے واقعات پیش آئے جنھوں نے فلپ کے طرز عمل کو فی بجانب ثابت کر دیا۔ حکام عہدیہ نے ایک بزم نشاط میں جہاں وہ عموماً جام شراب سے

حب وطن کے جذبے کو مشتعل کرتے تھے اپنا ایک فرضی نام "لیس گیز" (Les Gueuz) مقرر کر لیا غالباً اس میں پرلیمانٹ کے اس قول کی طرف اشارہ تھا کہ وہ مفلسوں کا گروہ ہے۔ جولائی میں انھوں نے نیج کے قریب سینٹ ٹرانڈ میں ایک اور جلسہ منعقد کیا، جہاں متعدد کیتھولک اشخاص کی مخالفت کے باوجود جن میں خاص کر کونٹ نیسفلڈ قابل ذکر ہے، مکمل رواداری پر مصر ہوئے اور بعض ضامنوں کے قول کے مطابق فلپ سے انتقام لینے کا عزم کر لیا۔ اٹھائیسویں تاریخ کو انھوں نے ناساؤ کے لوئی کی سرکردگی میں ریجنٹ

حکام عہدیہ کا جلسہ سینٹ ٹرانڈ میں۔ جولائی سنہ ۱۵۶۶ء

کو ایک عرضداشت پیش کی، لیکن اس کو درشت لہجے میں قبول کیا گیا۔ لہٰذا انھیں یقین ہو گیا کہ اب فلپ انتقام میں تاخیر نہیں کرے گا۔ بنا بر آں لوئی اجورہ دار سپاہیوں کی فراہمی کے لئے جرمنی روانہ ہو گیا۔

اس موقع پر شدید مجنونانہ شورش نے ان کی اغراض و مقاصد کو تباہ و برباد کر دیا۔ واعظوں کا انہماک و تشدد جن میں ان دنوں اضافہ ہو رہا تھا۔ اوائل

بت شکنی کے خلاف رد عمل

ماہ اگست میں کہنہ خیالات کے انہدام اور تخریب معابد وغیرہ کی شورش کا باعث ہوا۔ سینٹ اومر سے شروع ہو کر یہ مرض متعدی سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا اور دو ہفتوں کے اندر ہی اندر صرف فلینڈرس میں چار سو کلیساؤں کو تباہ کر دیا گیا۔ اور اینٹورپ کے بڑے کلیسا کے خزانے لوٹ لئے گئے، مجسمے، تبرکات، مزارات، تصاویر، قلمی نسخوں اور کتابوں سب کا ایک سا حشر ہوا۔ صرف چند جنوبی صوبہ جات بچ گئے۔ ان سودائیوں سے جرائم پیشہ طبقات بھی جا ملے اور کچھ عرصے تک عدم حکومت و تاراج (Anarchy) کا دور دورہ رہا۔ مارگریٹ نے اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم کر کے ولیم کے مشورے پر عمل کیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ مصلحین اس وقت تک جن جن مقامات میں جلسے منعقد کیا کرتے تھے وہاں آئندہ بھی اس کی اجازت دی جائے گی بشرطیکہ بادشاہ اور اسٹیٹ جنرل اس کے خلاف مطالبہ کریں۔ امرائے عہدیہ نے معافی کے وعدے پر حکومت کی امداد کو اپنے ذمے لیا اور اسٹیٹ ہولڈروں نے جو اپنے اپنے صوبہ جات کو روانہ کئے گئے تھے کچھ تو مراعات سے اور کچھ زیادہ سخت تدابیر کی بدولت قیام امن میں جزئی کامیابی

حاصل کی۔ تاہم یہ تشدد اپنا کام کر گیا۔ کیتھولک فرقے کو شورش پسندوں کی بے اعتدالی اور خدا کے عدم احترام سے اس قدر صدمہ پہنچا کہ بیزار آ کر انھوں نے اس تحریک ہی کو خیر باد کہہ دیا۔ لوتھری فرقوں نے بھی شورش کا الزام کالوینیوں کے سر تھوپنے کی فکر میں علیحدگی اختیار کر لی۔ ایگمنٹ اور ہورن نے حکومت کی پشتی میں پھرتی دکھائی حتیٰ کہ ولیم کو نیا امن سے پیشتر ہی بعض سرغنوں کو اینٹورپ میں قتل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ مارگریٹ نے اس رد عمل سے فائدہ اٹھا کر ایک دلیرانہ راہ عمل اختیار کی، اور اعلان کیا کہ جن شہروں میں سب سے کم اعتماد کیا جا سکتا ہے اُن پر قلعے کے شاہی سپاہی جنھیں "والون" (Walloon) اور کیتھولک صوبوں سے فراہم کیا گیا تھا قبضہ کر لیں۔

وہ امرائے عہد یہ جنھیں ان شورش پسند کارروائیوں سے کوئی سروکار نہیں تھا یہ دیکھ کر کہ انھیں بھی بہر صورت ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔ باغی ہو گئے۔ چونکہ کٹر لوگوں کے غیر متزلزل طرز عمل کے ساتھ وہ ہمدردی کر چکے تھے۔ اگرچہ ان سے باہمی اشتراک کے لئے بالکل تیار نہیں تھے۔ اس لئے وہ کافی امداد حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ ولیم نے اینٹورپ کے شہریوں کو وطن پرستوں کی مدافعت کے لئے جنھوں نے آسٹرویڈ نامی ایک قریب کے موضع کو مسخر کر لیا تھا (۱۳ مارچ ۱۵۶۷ء) پیش قدمی کرنے سے منع کر دیا۔ وطن پرستوں کو شاہی افواج نے شکست دی اور ان کا سرگروہ جو سینٹ الڈیگونڈے (St. Alde gonde) کا بھائی تھا مارا گیا۔ ۲ اپریل کو ویلینسنس جس نے شاہی افواج کو داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا مسخر کر لیا گیا، اور تھوڑے ہی عرصے بعد ایجنٹ بجز باستثنائے صوبہ ہالینڈ و شہر اینٹورپ عملاً سارے ملک کی مالکہ بن گئی۔ اہم شہروں میں گڑھیاں تعمیر کی گئیں، کالوینیوں کے جلسوں کو منتشر کیا گیا اور متعدد کالوینیوں کو یا تو پھانسی دی گئی یا بے رحم سپاہیوں نے اُن کا کام تمام کیا۔

حکام عہد یہ کی شورش لیکن شکست ہوتی ہے

لیکن اس پر بھی فلپ کو اطمینان نہیں ہوا۔ کچھ مدت کے لئے تو وہ اس خیال پر جما ہوا تھا کہ مارگریٹ کی جگہ پر ایک زیادہ طاقتور شخص کو مقرر کرے، اور اپنے صدر وزیر رئیس ایبولی کی مخالفت کے باوجود چاہتا یہ تھا کہ نہ صرف گزشتہ شورش کے بانیوں سے بلکہ اعلیٰ طبقۂ امراء سے بھی جنھیں اس نے ان فسادات کا ذمہ دار

قرار دیا تھا فوری انتقام لے۔ آرنج کا ولیم اپنے خفیہ اور تنخواہ یاب گماشتوں کے توسط

فلپ سخت تدابیر اختیار کرنے کا عزم صمیم کرلیتا ہے

سے جو میڈرڈ میں مقرر کئے گئے تھے۔ بادشاہ کے ان عزائم سے آگاہ ہوگیا، اور سردست کامیاب مزاحمت سے ناامید ہوکر کنارہ کشی اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کے طرز عمل پر سختی

آرنج کا ولیم ناساؤ کو روانہ ہوتا ہے۔ ۲۰ر اپریل ۱۵۶۷ء

کے ساتھ نکتہ چینی کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ ٹھہرتا اور خانہ جنگی کا علم بلند کردیتا تو آلوا کو ظالمانہ حکومت سے باز رکھا جاتا، یا یہ پیکار جلد تر اور زیادہ شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوتی۔ اتنا تسلیم کرلینا چاہیے کہ اس خیال پر کچھ نہ کچھ اظہار رائے کیا جاسکتا ہے۔ واقعات مابعد نے یہ ثابت کردیا کہ سیاسی اور مذہبی مسائل کو بالآخر باہم ایک ہوجانا لازمی تھا، اور اس صورت میں یہ اتحاد جس قدر جلد ہوتا اتنا ہی اچھا ہوتا۔ حکومت اُسوقت تک قابل اعتماد فوج فراہم کرنے سے قاصر رہی اور اس موقع پر اگر فتح حاصل ہوتی تو جن لوگوں نے اب تک اعلان جنگ نہیں کیا تھا وہ بھی اس رئیس کے علم کے نیچے جمع ہوجاتے اور اس کو اس قدر طاقتور بنا دیتے کہ حد سے بڑھے ہوئے حامیوں کو دبانے میں کامیاب ہوجاتا۔ ممکن تھا کہ ولیم اس کی کوشش کرتا، بشرطیکہ ایگمنٹ کو حرکت کرنے پر راضی کیا جاسکتا۔ لیکن ایگمنٹ کیتھولک تھا۔ اور یہ تحریک کیتھولک فرقے کی قطعی طور پر مخالف ہوچکی

ایگمنٹ حرکت کرنے سے انکار کرتا ہے

تھی۔ اسپین میں اس کے ساتھ جو مفاہمانہ سلوک کیا گیا تھا وہ اتبک اسے یاد تھا، اس کو اب تک فلپ کے رحم و کرم پر اعتماد تھا۔ لہذا کھلے بندوں بغاوت کرنے سے محترز تھا۔ ایگمنٹ کے بغیر ولیم جنگی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ بہ باطن ایک امارت پسند شخص تھا اور اصلاح کے لئے ایک باقاعدہ نمایندگی کردہ اسٹیٹ جنرل کا منتظر تھا اگرچہ وہ غالباً اس وقت تک لوتھری مذہب اختیار کرچکا تھا اس کو کالوینی عقائد سے کوئی ہمدردی نہیں تھی اور شاید ہی اس مذہب کی اس قوت کو محسوس کیا ہو کہ یہ سیاسی آزادی کی خاطر نبرد آزمائی کرنے والی جماعت کا ایک فوجی مذہب ہے۔ علاوہ بریں اس نے حالیہ مشکلات کے زمانے میں اپنے طرز عمل سے کالوینیوں کو اجنبی بنا دیا تھا۔ اور یہ ایک بحث طلب امر تھا کہ آیا وہ خاص منشاء کے ساتھ اس کے گرد جمع ہوں گے۔ سب سے آخر یہ کہ

جرمنی کے لوتھری روسا ناقابل اعتماد تھے اور خارجی امداد کے بغیر کامیابی غیر متوقع تھی۔ ان خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار اس کے لئے نہیں تھا۔ اور ایجمنٹ کو یہ ناکام اطلاع دینے کے بعد کہ اس پر فلپ کا خوف طاری ہے اس کو ایک پل کی حیثیت دیتے ہوئے جس کو عبور کرکے وہ بندرستان میں داخل ہوسکتا تھا، اس لئے اپنے بھائی اور دیگر حکام عہدیہ کے ساتھ اپنے ضلع ناساو میں جا پناہ لی۔ (۳۰ر اپریل ۱۵۶۷ء)۔

ولیم کا جانا ہی تھا کہ تمام مخالفتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ جس روز وہ جرمنی روانہ ہوا اسی روز انٹورپ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ بریڈروڈ جو ہالینڈ میں ویانا پر قابض ہوگیا تھا جرمنی کو فرار ہوگیا اور وہاں ۱۵۶۸ء کے موسم گرما میں پورا ہالینڈ اطاعت قبول کر لینے کے بعد غیر معتدل طرز زندگی کا شکار ہوا۔ اب کلیسا کالونسٹیوں سے چھین لیے گئے اور ایجنٹ نے ایک فرمان جاری کیا کہ جس میں کالونی مذہب کے تمام مبلغین نیز کلیساؤں پر گزشتہ بے ادبانہ حملوں میں شرکت کرنے والے فریقوں کو سزائے موت کی دھمکی دی گئی۔ آرنج کا رئیس بھی کچھ جلدی روانہ نہیں ہوا۔ وہ سرحد عبور کرنے سے تین دن پیشتر آلوا اسپین سے روانہ ہوچکا تھا (۲۷ر اپریل) آلوا کی روانگی کے مسئلے پر شاہی مجلس میں مباحثہ ہوا۔ ریگومز فلپ کا صدر وزیر رئیس ایبولی اور دیگر افراد نے اصرار کیا کہ اہل فلینڈرس پر نرمی و ملائمت کے ساتھ غلبہ پایا جاسکتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اسلحہ کے ذریعے انھیں زیر کیا جائے۔ مارگریٹ کی بھی یہی رائے تھی جس نے اس موقع پر فلپ کو اطلاع دی کہ دوبارہ امن و امان قائم ہوچکا ہے۔ اور اب جو کچھ درکار ہے وہ فوج نہیں بلکہ بیدار کوتوالی ہے۔ لیکن فلپ کے دماغ میں ایک اور خیال جاگزیں تھا۔ اس کی مطلق العنان حکومت پر ابتدا ہی سے اہل بیدرستان کے امتیازی حقوق اور خودمختارانہ طبیعت نے خاص کر محاصل کی بابت بہت سے قیود عاید کر رکھے تھے۔ اس نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اسپین کی طرح وہاں سے بھی الحاد کی بیخ کنی کرے۔ ان سب امور پر یہ خیال غالب تھا کہ وہاں کے امراء سے، جنھیں وہ تمام مشکلات کا بانی مبانی اور اپنی آزادانہ حکومت کی کامیابی میں سدراہ سمجھتا تھا فوری انتقام لے۔

آلوا بندرستان کو بھیجا جاتا ہے اپریل ۱۵۶۷ء

اس کام کے لئے آلوا کے ڈیوک سے زیادہ موزوں گماشتہ نہیں مل سکتا تھا۔ اس میں اپنے باپ کا ساجذبۂ انتقام تھا اور موروں کی جنگوں میں اس کی پرورش ہوئی تھی۔ انتالیس سال کی عمر میں اس نے ملبرگ کے لوتھروں کے خلاف چارلس پنجم کے لشکر کی قیادت کی اور اس وقت سے اٹلی پر پنجۂ آہنی سے حکومت کرتا رہا۔ اس کی سختی میں عمر کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ اور اب ساٹھ سال کی عمر میں ایک اچھا جنرل، ایک سخت نا دیب کنندہ تمام سیاسی آزادی کا دشمن اور تنگ نظر متعصب ہونے کی حیثیت سے وہ فلپ کی دلی خواہش کے مطابق تھا، اور اگر تشدد سختی تدبر سے معرا ہو کر کامیابی حاصل کر سکتی ہے تو ایسی کامیابی کا حاصل کرنے والا تھا۔ شروع میں اس کو فوجی معاملات میں اعلیٰ ترین اقتدار کے اختیارات کے ساتھ کپتان جنرل بنایا گیا اور متعاقب ایک حکم بابت یکم مارچ سنہ ۱۵۶۷ء کے بموجب اس کو شہری اور غیر مصافی (Civil) معاملات میں بھی اعلیٰ اقتدار عطا کیا گیا، اور تمام حکام کو جن میں خود ریجنٹ بھی شامل تھی حکم دیا گیا کہ اس کے احکام کی تعمیل کریں۔ اس کے تفویض یہ کام تھا کہ حالیہ فسادات کے اسباب و علل کی تحقیق کرے، مشتبہ اشخاص پر سزا دہی اور معافی کے کامل اختیارات کے ساتھ مقدمہ چلائے اور ملک کو مطیع کرے۔

ان وسیع اقتدارات اور کوئی دس ہزار سپاہ کے لشکر کے ساتھ جس میں زیادہ تر اسپین کے جنگ آزمودہ بہادر شامل تھے آلوا، اپریل کو جنیوا پہنچا اور وہاں سے مانٹ سینس کو روانہ ہوا اور آلپس کو عبور کر کے تیزی کے ساتھ شمال کا رخ کیا اس کی پیش قدمی نے شہر جنیوا اور فرانسیسی دربار میں بے حد تشویش خطرات پیدا کر دئے۔ کونڈے نے درحقیقت یہ تجویز پیش کی کہ وہ ایک لشکر فراہم کر کے آلوا کا منتظر رہے گا اور وہ جونہی پہاڑی دروں سے اتر کر پھیلے اس کو زیر کر لیا جائے گا۔ لیکن کیتھرائن نے سوئٹزرلینڈ کے کیتھولکوں کی ایک جمعیت مقرر کرنے پر قناعت کی تاکہ وہ آلوا کی نقل و حرکت پر نظر رکھے۔ آلوا نے نہایت ہشیاری سے کام لیا اور حملے کا بہانہ نہیں کیا اور اپنی فوج کو سخت ترین ترتیب و تنظیم قائم رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرینچ کومٹی اور لارین کی راہ سے لکزمبرگ

آلوا برسلز پہنچتا ہے۔ ۲۲ اگست سنہ ۱۵۶۷ء مارگریٹ کا استعفا دسمبر

روانہ ہوگیا۔ یہاں وہ ۸ / اگست کو پہنچا اور ۲۲ / کو برسلز میں وارد ہوا۔ مارگیرٹ کے ساتھ جس طرح سلوک کیا گیا اس سے مارگیرٹ کے دل کو صدمہ پہنچا اور اس نے مطالبہ کیا کہ اس کو واپس طلب کر لیا جائے اور گو اس کو دسمبر ۱۵۶۷ء سے بیشتر واپس نہیں بلایا گیا لیکن ابھی سے اس کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ آلوا کی حکومت کے جور و ظلم اور جبر و تشدد کے خلاف احتجاج کیا گیا تو اس کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو ہولناک واقعات پیش آئے شاید اُن کی وجہ سے مارگیرٹ کی حکومت کے ساتھ مناسب حد سے زیادہ موافقت برتی جارہی ہے۔ تاہم اگر اس نے ابتداءً گرینول کی غیر معروف کارروائیوں کے ساتھ اتفاق کیا تھا تو بعد میں بڑے امراء سے اتحاد پیدا کر لیا اور عدالت مذہبی کی سختیوں میں تخفیف کرنے اور اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کی نسبت اُن کے مطالبات کی تائید کی۔ اس نے واقعی کلیساؤں کی بے احترامی کی سختی کے ساتھ سرکوبی کی، لیکن اس میں اعلیٰ طبقہ کے امراء اس کی تائید کر رہے تھے اور غالباً اس میں بھی ان کی اغراض مضمر تھیں۔ باوجود اس کے کہ وہ اعلیٰ انتظم و نسق کی قابلیت اور ہدایات کی صلاحیت سے معرا تھی۔ اس کو اپنی ذمہ داریوں سے حقیقی شغف و دلچسپی تھی اور اس کو اعلیٰ طبقہ امرا کی وفاداری اور ان میں ملکی حکومت کی قابلیت کا یقین تھا۔ اگر اس سے اسٹیٹ جنرل کے اقتدار کی توسیع، مجلس نظمیہ کی اصلاح اور کسی قدر رواداری کی استدعا کی جاتی تو وہ غالباً بالکلیہ نہیں ٹال دیتی، اور اگر اصلاحات منظور کی جاتیں تو ساری مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن کوئی توقع نہیں تھی کہ فلپ یہ مراعات عطا کرے گا۔ لہٰذا ان حالات کے تحت اس کی حکومت کا جاری رہنا ناممکن تھا۔

آلوا نے جیسے ہی برسلز میں قدم رکھا فلپ کی تجویز سرعت کے ساتھ بے نقاب ہونے لگی مارگیرٹ کے احتجاجات کے باوجود اہم شہروں سے والونی سپاہیوں کو نکالکر ان کی جگہ اسپینی سپاہیوں کو متعین کیا گیا، جنھوں نے زمانے تک کے تشدد اور قیود کا ازالہ اس طرح کیا کہ بے خوف و خطر ہو کر اس بلا کا ظلم و تشدد اور بے لگامی و آزادی شروع کر دی کہ خود آلوا کو اس کا سخت افسوس ہوا۔ ایگمنٹ و ہورن کو دل خوش کن باتوں سے بہکایا کہ اول الذکر کے سکریٹری بیکرزل اور اینٹورپ کے برگو ماسٹر وان اسٹرالین کو ۹ / ستمبر کو گرفتار کیا گیا۔ ایسے مجرمین کی تحقیقات کے لئے معمولی عدالتوں پر اعتماد

اگمنٹ اور ہورن کی گرفتاری ۹ ستمبر ۱۵۶۷ء مجلس خون کا قیام

نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لہذا آلوا نے، کونسل ہز ایکسلنسی یا شورش، قائم کی جو مجلس خون، کے نام سے مشہور ہوں۔ یہ ہولناک عدالت برائے نام بارہ ججوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے بربیانٹ اور نابئر کارمس دو امراء اور چھ ملکی وکلاء تھے، لیکن انھیں آٹھ ججوں نے اسپیروں یا سب کمشنروں کی حیثیت سے کام انجام دیا۔ مقدمات میں رائے دہی کے حقوق تین اسپینیوں جان ڈی ورگاس، ڈیل ریو اور لا ٹورے کو دئے گئے اور ان کے فیصلوں کی آخری توثیق آلوا کے حق میں محفوظ تھی جو اس عدالت کا صدر تھا۔ اس جماعت ثلاثہ میں جان ڈی ورگاس جو آلوا کی غیر موجودگی میں صدارت کیا کرتا تھا ایک بدکردار شخص تھا۔ جو اسپین میں اپنی ایک زیر صیانت لڑکی کی عصمت دری کر کے عدالتی تخفیفات سے بچ نکلا تھا اور بادشاہ کی خدمت گزاری کی بدولت معافی حاصل کر لی تھی۔ اس کی عادت تھی کہ اپنے ناگوار عدالتی فرائض کی انجام دہی کو ذرا دلچسپ بنانے کے لئے ملزموں کے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا۔ اور دوسرے جج ہیلس کی نسبت جس نے بعد میں بہت اثر پیدا کیا کہا جاتا ہے کہ اگر کبھی عدالت میں اس پر نیند غالب آجاتی تھی اور اس وقت اُس کو جگا دیا جاتا تو خود بخود چیخ اٹھتا تھا۔ پھانسی کے تختے پر لیجاؤ۔ پھانسی کے تختے پر لیجاؤ اس صیاد عدالت کے لئے شکار فراہم کرنے کی غرض سے کمشنروں کو مختلف صوبوں کی طرف روانہ کیا گیا جنھوں نے بغاوت و غداری کے الزام میں تمام واعظین کو، ان کے پناہ دینے والوں کا لوینی مذہب کی مجالس کے تمام ارکان کو نیز ان تمام اشخاص کو جنھوں نے کیتھولک کلیساؤں کو تباہ کرنے اور پراٹسٹنٹ مذہب کے کلیسا تعمیر کرنے میں حصہ لیا تھا اور ان تمام اشخاص کو جنھوں نے مفاہمت نامے (Compromise) پر دستخط کئے تھے گرفتار کرنا شروع کیا۔ بجز زیادہ اہم مقدمات کے کمشنر یا مقامی حکام اپنے ہی طور پر کارروائی کر کے فیصلہ سنا دیتے تھے اور صرف سزاؤں کی نظر ثانی کا حق مجلس کو حاصل تھا۔ لیکن شاذ و نادر ہی ان مقدمات کی نظر ثانی میں رحم کا اظہار کیا جاتا تھا۔ سزا موت اور قرقی جائداد پر مشتمل ہوتی تھی اور آلوا کو توقع تھی کہ اس ذریعۂ آمدنی سے خالی خزانے کو از سر نو معمور کیا جا سکے گا۔ مجرمین کی ٹھیک تعداد تعین کے ساتھ بتانا ناممکن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آلوا فخر کرتا تھا کہ اس کی حکومت کے زمانے میں

اٹھارہ ہزار چھ سو آدمی قتل کیے گئے۔ غالباً یہ مبالغہ آمیز بیان ہے۔ لیکن اس امر میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اُن کی تعداد ہزاروں میں شمار ہو سکتی ہے۔ اور نہ یہ درست ہے کہ جور و ظلم میں بھی جن نرمیوں اور لطافتوں کا اظہار ہو سکتا ہے ان سے تحقیقات و سزا دہی میں کام نہیں لیا گیا۔ فی الواقع تاریخ میں غیر ذمہ دار اور جابر عدالت کی نظیر تلاش کرنا دشوار ہے۔ جو محض آلوا کے زبانی حکم سے قائم ہوئی تھی جس کے لئے اس نے اپنی تحریر تک کو آلۂ کار نہیں بنایا۔ اس کی بدولت اہل ہندرستان کے آئینی حقوق پر ہر طرح پانی پھر گیا۔ آلوا یقیناً اپنی اس خواہش میں کامیاب ہوا کہ ہر شخص کو یہ محسوس کرایا جائے کہ ایک نہ ایک دن اس کا مکان ڈھیر ہو جائے گا۔ (His house might fall about his ears) ان بے رحم اور ظالمانہ انسدادی کارروائیوں کے باعث ترک وطن کا سلسلہ جو مارگریٹ کی حکمرانی کے زمانے میں شروع ہو چکا تھا عام ہوتے ہوتے اکتوبر ۱۵۶۷ء تک اتنا وسیع ہو گیا کہ اس مہینے میں ایک حکم نافذ کیا گیا جس میں دھمکی دی گئی کہ جو لوگ ترک وطن کر کے چلے جائیں یا جو اس میں کسی کی اعانت کریں اُن کی جائداد ضبط کر لی جائے گی اور انھیں سزائے موت دی جائے گی۔ لیکن اس دھمکی نے خوف وہراس میں اور بھی اضافہ کر دیا اور آلوا کے نظم و نسق کے آخری دور میں گرینویل نے اعلان کیا کہ انگلستان میں ساٹھ ہزار اور جرمنی میں اس سے زیادہ لوگ پناہ گزیں تھے۔

آلوا اور اس کے آقا کے انتقام کی آگ اس وقت تک نہیں بجھ سکی جب تک کہ سب سے زیادہ سربرآوردہ افراد کے سر تن سے جدا نہیں کئے گئے۔ کونٹ ایگمنٹ اور کونٹ ہورن کی گرفتاری کے بعد ان کے خلاف کارروائی نہایت سست رفتار سے جاری رہی لیکن ۱۵۶۸ء کے موسم گرما کے اوائل میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ آلوا اس معاملے کی طرف سختی کے ساتھ متوجہ ہو گیا۔ آرنج کے ولیم اور اس کے بھائی لوئی نے اواخر اپریل تک جرمنوں ہیوگیناٹوں اور ہندرستان کے جلا وطنوں کی ایک بکھری جمعیت فراہم کر لی اور سہ گانہ حملوں کی کوشش شروع کر دی جس سے ان کی یہ توقعات وابستہ تھیں کہ اس کی بدولت ہسپینی حکومت کے خلاف شورش برپا ہو جائے گی۔ ان کے منجملہ دو حملے (یعنی برابانٹ پر ہوگسٹریٹن کا حملہ اور ہوگیناٹیوں کی مدد سے آرٹائے پر کوکیویل کا حملہ) ناکام رہے۔ اور آخر الذکر کو ایک فرانسیسی کورنے جو چارلس نہم کی

جانب سے روانہ کیا گیا تھا منتشر کر دیا۔ لیکن ۲۳ رمئی کو ناساؤ کا لوئی ہیلی گرلی میں
اسپینی سپاہیوں کی ایک جمعیت کو جس کی سرکردگی آرہبرگ کا کونٹ گورنر گرانجن کر رہا
تھا شکست دینے میں کامیاب ہوا جس میں خود یہ شخص کام آیا۔

ہیلی گرلی کی شکست نے دونوں کونٹوں کی زندگی کا سرعت کے ساتھ خاتمہ
کر دیا آلوا اس تباہی کو شخصی طور پر دور کرنا چاہتا تھا۔ لیکن عزم کر چکا تھا کہ ایگمنٹ
اور ہورن کو زندہ نہ چھوڑ جائے۔ اسیروں کا مشیر قانونی شہادت پیش کرنے میں تاخیر
کر رہا تھا غالباً اس کو توقع تھی کہ اس کے موکلین کے حق میں لارین کے ڈیوک، متعدد

ایگمنٹ اور ہورن کو سزا اور پھانسی ۵ رجون ۱۵۶۸ء

جرمن روسا[1] اور خود شہنشاہ کی کوشش بار آور ثابت
ہوگی جس کا نتیجہ کم از کم یہ نکلے گا کہ گولڈن فلیس کی تنظیم
(Order) کے روبرو اُن کے مقدمے کی سماعت کی
اجازت مل جائے گی کیونکہ وہ اسی کے ارکان تھے۔ لیکن ان امتیازی حقوق کو عطا کرنے
سے اس بناء پر انکار کر دیا گیا کہ غداری کے الزام میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا یکم جون
کو ایک حکم شائع کیا گیا جس میں اعلان کیا گیا کہ شہادت پیش کرنے کے لئے جو مدت
دی گئی تھی وہ منقضی ہوگئی۔ دوسرے دن درگاس اور ڈیل ریو نے اسیروں کو غداری و بغاوت
کے الزام میں مجرم قرار دے دیا اور آلوا نے اس سزا کی توثیق کر دی۔ ان
پر جرم یہ عائد کیا گیا کہ انھوں نے ان امراء عہدیہ کی اعانت کی تھی جنھوں نے مفاہمت نامہ
پر دستخط ثبت کئے تھے۔ نیز حکومت ہائے فلینڈرس وآرٹاہے، گلڈرس اور زٹفن
کے سکیریٹریوں کی حمایت اور رئیس آرنج کی سازش میں شرکت کی تھی۔ ۵ رجون کو
برسلز کے بازار میں انھیں پھانسی دے دی گئی۔ چند ہی روز پیشتر ایگمنٹ کے سکریٹری
بیکرال اور اینٹورپ کے برگو ماسٹر کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔ جن کو ایگمنٹ اور ہورن کے
خلاف شہادت حاصل کرنے کی ناکام کوشش میں انتہا درجہ بے رحمانہ سلوک کیا گیا۔
ان دو امراء کی تحقیقات اور ان کی سزا دہی کا قابل افسوس طور پر خلاف قانون
ہونا ناقابل تردید ہے۔ اس کی بدولت اس قدیم امتیازی حق کی کہ کوئی اجنبی جج

[1] بویریا کا ڈیوک ایگمنٹ کا برادر نسبتی تھا۔

اہل فلینڈرس کی تحقیقات نہ کرے اور اس حق کی جس کو ایک قانون بابت سنہ ۱۵۳۱ء میں کی رو سے تسلیم کیا گیا تھا کہ گولڈن فلیس کے امراء کی تحقیقات انھیں کی تنظیم کی جانب سے عمل میں لائی جائے خلاف ورزی کی گئی۔ اور یہ ایک ایسا قانون تھا جس کی تصدیق خود فلپ نے سنہ ۱۵۵۰ء میں کی تھی۔ مزید برآں یہ عدالت شاہی حکم کے بغیر قائم کی گئی تھی اور مقدمے کا تصفیہ مدعی علیہم کی شہادت پیش ہونے سے پیشتر کر دیا گیا اور اس مسئلے کے اصطلاحی پہلو سے قطع نظر کر کے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے ایگمنٹ اور ہورن پر غداری کا جرم عائد ہو سکے۔ کیتھولک ہونے کی حیثیت سے ان کو سکریٹریوں سے قطعاً ہمدردی نہیں تھی۔ اور ان کے اس طرز عمل کا اظہار کلیساؤں کی بے احترامی کی شورش کے زمانے میں ہوا تھا اور اگر انھوں نے ان حکام عہدیہ کی تحریک میں جنھوں نے مفاہمت نامہ پر دستخط کئے تھے بالواسطہ اعانت کی بھی تو اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ ہتھیار سے چارہ جوئی کرنا، یا ہسپانوی حکومت کا جوا اتار پھینکنا چاہتے تھے۔ اور نہ انھوں نے ملک کے اپنی حقوق امتیازی کے لئے جس میں شاید ذرا زیادہ سختی برتی گئی، اصرار کرنے کے علاوہ اور کچھ کیا۔

ایک اور امیر الیسا رہ گیا تھا جس کے خون کا فلپ تشنہ تھا۔ اسپین کو سنہ ۱۵۶۶ء میں جو دو ایلچی روانہ کئے گئے تھے (دیکھو صفحہ) ان میں سے برگن کے مارکوئیس نے سنہ ۱۵۶۷ء میں انتقال کیا۔ اگلے ستمبر میں جو نہی ایگمنٹ اور ہورن کی گرفتاری کی خبر اسپین پہنچی برگن کے رفیق اور کونٹ ہورن کے بھائی بیرن ڈی مانٹگنی کو اسیر کر لیا گیا۔ لیکن فروری سنہ ۱۵۶۹ء سے پیشتر اس کی تحقیقات کا آغاز نہیں ہوا۔ اس کی نسبت جس قسم کی تحقیقات عمل میں لائی گئیں اس کے نتائج مجلس خون کو روانہ کئے گئے جس نے ایک سال کے التوا کے بعد سزائے موت کا فیصلہ صادر کر دیا (۴ مارچ سنہ ۱۵۷۰ء) اور ملزم کو صفائی پیش کرنے کا موقع تک نہیں دیا گیا۔ اس فیصلے کو راز میں رکھا گیا اور بالآخر فلپ نے حکم دیا کہ اس کو اسپین میں خفیہ طور پر قتل کر دیا جائے۔ اس طرز عمل کو اس روشنی میں پیش کیا گیا ہے کہ

مانٹگنی کو سزائے موت دے کر اسپین میں خفیہ طور پر قتل کیا گیا مارچ سنہ ۱۵۷۰ء

اس کے ساتھ رحم دلی برتی گئی تاکہ وہ برسرِ عام قتل ہونے کی ذلت نہ گوارا کرے اور اس کے ساتھ ہی عام اعلان کیا گیا کہ وہ طبعی موت مرا۔ نیز اس کی اور برگن کے رئیس کی جائداد ضبط کر لی گئی اس واقعے کو اس درجہ کامیابی کے ساتھ راز میں رکھا گیا کہ ۱۸۴۴ء تک اس دغابازی اور ستم پروری کا انکشاف نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس سال حکومت اسپین نے سیماس کی دستاویزات تک رسائی کی اجازت دے دی اور اور اس طرح یہ حقیقت طشت از بام ہوئی۔ فلپ اب اس توقع میں خوش ہو گیا ہوگا کہ اس نے تمام دشمنوں کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن گرینویل نے صحیح تر بصیرت کی بنا پر کہا کہ انھوں نے ولیم کو نہیں گرفتار کیا ہے تو گویا کسی کو نہیں گرفتار کیا۔

بازار برسلز کے دردناک واقعے کے بعد آلوا ناساؤ کے لوئی کے خلاف روانہ ہوا، اور ۲۱ جولائی کو جنگ جیمنگن میں اس کو شکست دی۔ آرنج کے ولیم نے اس

ناساؤ کے لوئی کی شکست ۲۱ جولائی ۱۵۶۸ء

تباہی کو دور کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ شہنشاہ میکسی ملین کے تاکیدی احکام کے باوجود جو ثالثی کی کوشش میں لگا ہوا تھا، اس نے ۵ اکتوبر ۱۵۶۸ء کو میوز کو عبور کیا اور جرمن اجرت دار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ برابانٹ میں داخل ہوا اور بعد میں کونٹ ڈی گنلس کے تحت ہیوگیناٹس کی ایک جمعیت اس سے آملی اگر آرنج کو اپنے دشمن پر تفوق حاصل تھا تو صرف تعداد سپاہ میں۔ آلوا نے کھلے میدان میں لڑنے

آرنج کے ولیم کی ناکام مہم اکتوبر ۱۵۶۸ء

سے احتراز کیا اور اپنے داؤ گھات کے ساتھ ولیم کی ناتربیت یافتہ افواج پر کامل غلبہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ یہ سپاہ غیر مطیع بن گئی اور ولیم کا ساتھ چھوڑنے لگی کسی شہر نے اپنے دروازے نہیں کھولے، اور ولیم ناکافی امداد سے شکستہ دل ہو کر اسٹراسبرگ پلٹ جانے پر مجبور ہو گیا، جہاں اکثر بیکار سپاہیوں کو غیر مسلح کر کے وہ اور اس کا بھائی کالگنی سے جا ملے اور ۱۵۶۹ء میں فرانس کی لڑائی میں حصہ لیا۔

ولیم اور لوئی کی مہمات قبل از وقت تھیں اہل نیذرستان نے خوف وہراس سے پست ہمت ہونے اور طبعاً سست ہونے کی وجہ سے اس صدا کو لبیک نہیں کہا۔ آلوا نے خود کو اس قدر محفوظ سمجھ لیا تھا کہ اس نے عزم کر لیا کہ اپنی کامیابی کی کافی شہادت

فلپ کے آگے پیش کرے گا۔ وہ عرصے سے ہندوستان سے، دولت کے دریا، بہانے کی باتیں کیا کرتا تھا۔ غیر وفادار اشخاص کی جائداد کی ضبطی توقع سے پہلے ختم ہو جانے پر

آلوا کا مالیاتی ظلم و تشدد

تمام لوگوں کی دولت پر محصول عائد کرنے کی تجویز کی۔ مارچ ۱۵۶۹ء میں ہر صوبے کے اسٹیٹوں (طبقات) کو عجلت کے ساتھ طلب کیا اور مطالبہ کیا کہ ہر جائداد پر خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ ایک فی صد محصول، اور جائداد غیر منقولہ کے بیع پر پانچ فی صد اور جائداد منقولہ کی فروخت پر دس فی صد محصول ادا کیا جائے۔ دو نو اول الذکر محاصل تو کافی بھاری تھے۔ لیکن تیسرا محصول تمام تجارت کے تعطل و موقوفی کا باعث ہوا۔ مال صارف کے ہاتھ آنے تک چار محاصل ادا ہوتے تھے۔ پہلا محصول خام شے کی حیثیت سے، پھر جب وہ بنانے والے سے تھوک فروش کے پاس آئے، اس کے پاس سے پھر جب خردہ فروش کے پاس آئے اور آخر میں اس وقت جب کہ وہ صارف کے ہاتھ فروخت کی جائے۔ اس محصول کے مہمل پن پر ہر شخص کو یقین تھا سوائے آلوا کے۔ وگلیس اور حتیٰ کہ برلیمانٹ اور نائر کارمس نے اسے اس مقصد سے باز رکھنے کی کوشش کی، اور اگرچہ اکثر و بیشتر صوبہ جاتی مجلسوں نے خوف کی وجہ سے ابتداءً رضامندی ظاہر کی، لیکن اٹرکٹ کی مخالفت نے جس کی دوسروں نے تقلید کی آلوا کو مجبور کر دیا کہ ایک مقررہ رقم کے ادائیے کے معاوضے میں اس کے نفاذ کو دو سال تک ملتوی کر دے۔ جولائی ۱۵۷۰ء میں معافی کا اعلان کیا گیا اور اس میں اتنے مستثنیات تھے کہ اس اعلان کی قریب قریب نفی ہوتی تھی۔ اور دو سال کی مدت گزر لے کے بعد جب الوانے اس محصول کے نفاذ کی کوشش کی (۳۱ جولائی ۱۵۷۱ء)، تو مخالفت کا طوفان برپا ہو گیا۔ آلوا نے خام اشیاء، غلہ، گوشت، شراب اور بیر کے محصول کو معاف کر دینے کی ناکام کوشش کی۔ تجارت کرنے سے انکار کرنے والوں کو سزا کی دھمکی کے باوجود تاجروں نے تجارت سے انکار کر دیا۔ دکانیں بند ہو گئیں اور تجارت معطل ہو گئی۔ دین دار قرضداروں کو حاصل کرنے سے قاصر رہے اور متعدد بینک ٹوٹ گئے۔ بیکاری کی وجہ سے جو تباہی ہوئی شمالی صوبوں میں اس میں مزید اضافہ اس طور پر ہوا کہ ایک مہیب طغیانی کے باعث جو ۱۵۷۰ء کے سرما میں شمالی مغربی طوفان سے آئی تھی پشتے شکست ہو گئے۔ وحشی فقیروں کی تعداد میں وجہ

پہلے ہی سے بہت زیادہ تھی) خطرناک اضافہ ہو گیا اور ادھر اسپینی فوجیں تنخواہ کے لئے برا فروختہ ہو کر کیونکہ آلوا ادا کرنے سے قاصر تھا، روز بروز غیر مطیع ہوتی گئیں۔ اب مارگریٹ کے الفاظ پورے اترے اس شخص سے اس نے کہا، لوگ اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ وہ آخر اسپین کا نام تک قابل نفرت بنا دے گا، حتیٰ کہ آلوا نے تسلیم کیا کہ سب کے سب اس سے بگڑ گئے ہیں لہذا اس نے اپنی واپسی کا مطالبہ کیا۔ فلپ نے اس کی عالم گیر غیر ہر دلعزیزی سے آگاہ ہو کر ستمبر ۱۵۷۱ء میں مڈیا سلی کے ڈیوک کو اس کا جانشین مقرر کیا لیکن اس کی تاخیر پسندی نے دیر کی اور ابھی ڈیوک اسپین سے روانہ نہیں ہوا تھا کہ خبر آئی کہ سمندری فقیروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا ہے۔ آلوا کے ظلم وستم سے جو لوگ گھبرا کر بھاگ نکلے تھے ان میں سے بعض سمندر میں جا نکلے، اور اسپینی تجارت کے خلاف منظم بحری قزاقی کا نظام قائم کیا۔ اگرچہ خاندان گائیز کے مشترکہ خوف نے ایلزبتھ کے ابتدائی دور میں اس کے اور فلپ کے مابین دوستانہ تعلقات قائم رکھے تھے، اور وہ اب تک آپس میں کھلی عداوت سے محترز تھے تاہم ایلزبتھ نے خصوصاً کاربرے ہلس میں میری اسٹورٹ

فقیروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا یکم اپریل ۱۵۷۲ء

کی شکست (جون ۱۵۶۷ء) کے بعد سے انگریزوں کو اسپینی نوآبادیات اور تجارت پر حملہ آور ہونے کی علانیہ اجازت دے رکھی تھی اور ولندیزی رعایا کے جنگی جہازوں کو اپنے بندرگاہوں میں لنگر انداز کر رکھا تھا۔ اور یہاں تک انھیں اجازت دے دی تھی کہ مال غنیمت انگریزی بازاروں میں فروخت کریں۔ ۱۵۶۸ء میں اہل جنیوا کے قرضے کی رقم ہندرستان جارہی تھی تو اس کو گرفتار کر لیا گیا فلپ نے اس کے جواب میں میری ملکہ اسکاٹلینڈ اور نارفورک کے ڈیوک کے حق میں ریڈالفی سازش بابت ۱۵۷۱ء کی تائید کی لیکن یہ سازش ناکام رہی، تاہم اس موقع پر ایلزبتھ اسپینیوں کی کھلے بندوں مزاحمت کرنے کے لئے بے چین نہیں تھی۔ لہذا اس نے ولندیزی خانگی جنگی جہازوں کو جو اس وقت ولیم ڈی لا مارک (ایک مشہور اور بے اصول لٹیرا) کی سرکردگی میں لنگر انداز تھا انگلستان کے ساحل سے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لہذا چوبیس جہازوں کا بیڑہ سمندر میں روانہ ہوا اور ایک اسپین کے تجارتی بیڑے

برحملہ آور ہونے کے بعد لارک نے بریل پر قبضہ کر لیا جو دریائے میوز پر واقع تھا (یکم اپریل ۱۵۷۲ء) آرنج کے ولیم نے جو اس وقت تک جنگی کارروائیوں کے لئے تیار نہیں تھا بریل کی تسخیر کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور نہ ابتداءً اس کو ایک عارضی حملے سے بڑھ کر وقعت دی گئی تھی۔ تاہم ہیدرستان کی بغاوت میں یہ سب سے پہلا قدم تھا فلشنگ نے جو دریائے شلٹ کے دہانے کی نگرانی کرتا ہے سب سے پہلے شورش برپا کی۔ انکھوزن نے جو زیوڈرزی پر ایک اسپینی سلاح خانہ تھا بہت جلد تقلید کی اور اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی ہالینڈ اور زی لینڈ (باستثنائے امسٹرڈم و مڈلبرگ) ہز گلڈر لینڈ، اور یسل اٹرکٹ اور فریسلینڈ کے بڑے بڑے شہروں نے آرنج کے رئیس کے حق میں اعلان کر دیا۔ اس وقت سے ہیدرستان کی بغاوت یورپی سیاسیات کے وسیع مسائل اور فرانس اسپین اور انگلستان کی عظیم الشان سلطنتوں کے سیاسی تعلقات سے گہرے طور پر وابستہ ہو گئی۔ جیسا کہ فرانس میں مذہبی جنگ کے عنوان کے باب میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ (صفحہ ۴۸۲ و ۵۰۲) اس موقع پر دربار فرانس کی حکمت عملی یہ تھی کہ ہیدرستان کی تائید کی جائے۔ عہدنامہ سینٹ جرمینس (اگست ۱۵۷۰ء) کے بعد سے کالگنی نے اقتدار حاصل کر لیا تھا، اور کیتھرائن اور اس کے کمزور بیٹے چارلس نہم کو راضی کر لیا تھا کہ اسپین کے خلاف مخاصمت کی تجدید کر کے خانگی اور مذہبی جھگڑوں سے فرانسیسیوں کی توجہ کو ہٹا دیا جائے حتیٰ کہ ایلزبتھ انگلستان نے ریڈ الفی سازش میں فلپ کی تائید سے برافروختہ ہو کر، اور فرانس و اسپین کے خطرناک اتحاد یا فرانس کے ساتھ ہیدرستان کے کسی حصے کے الحاق کو باز رکھنے کی فکر میں ان تجاویز کو قبول کر لیا، اور انجو یا اس کے بھائی النکن کے ساتھ جسے ہیدرستان کی حکومت پیش کی جانے والی تھی، شادی کا خیال دل میں بسانے لگی۔ آرنج کے ولیم نے نہایت خوشی کے ساتھ فرانسیسی اتحاد کو قبول کر لیا۔ اور گفت و شنید صلح کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناساؤ کا لوئی ۲۴ مئی کو کومی ڈی گنلس کے زیر قیادت ہیوگناٹی جمعیت کی تائید سے ہینالٹ کے دارالحکومت مانس کو مسخر کر لیا۔

ماتس پر ناساؤ کے لوئی کا قبضہ ۲۴ مئی ۱۵۷۲ء

۱۵ جولائی کو شمالی صوبہ جات کے چھ شہروں کے

امرائے دناہین نے ڈارٹ میں اجلاس کیا اور فلپ کو بادشاہ قرار دیتے ہوئے ولیم کو اپنے اسٹیٹ ہولڈر (State holder) کی حیثیت سے تسلیم کیا اس کے لئے ایک مقررہ رقم کی رائے دی اور اس کو اختیار دیا کہ ملک کو ہسپانی ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے چارہ جوئی اختیار کرے۔ ولیم شمالی صوبہ جات کی تائید کے یقین اور فرانسیسیوں کے اشتراک عمل پر اعتماد کر کے ۷ جولائی ہی کو دریائے رائین عبور کر چکا تھا تاکہ جنوبی صوبہ جات میں بھی بغاوت پھیلا دے لیکن تلخ مایوسی اس کی قسمت میں لکھی تھی۔ ۱۹ جولائی

مانس کے روبرو گنلس کی شکست۔ ۱۹ جولائی۔

کو مانس کو نجات دلانے کی کوشش میں جہاں آلوا کا بیٹا مقرر تھا گنلس کو شکست ہوئی اور اس کو اسیر بنا لیا گیا، اور اگرچہ اگلے اگست میں اکثر وبیشتر جنوبی شہروں نے ولیم کی پیش قدمی کا خیر مقدم کیا لیکن سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کی خبر نے اس کی توقعات کو ملیامیٹ کر دیا (۲۴ اگست ۱۵۷۲ء)۔

دربار فرانس کے مسلک میں تغیر سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کے نتائج

دربار فرانس کے مسلک میں اس حیرت انگیز انقلاب کی نسبت اور مقامات میں بھی بحث کی گئی ہے (دیکھو صفحہ ۴۸۴)، ہمیں یہاں ان اثرات سے تعلق ہے جو نیدرستان کی کشمکش پر مترتب ہوں۔ آرنج کے ولیم نے سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کی خبر سنی تو گویا اس پر بجلی گر پڑی اس نے مانس کو نجات دلانے کے لئے اپنی پیش قدمی جاری رکھی لیکن آلوا نے جس نے ۲۲ اگست کو کمان حاصل کی تھی اپنی عادت کے بموجب کھلے میدان میں لڑائی لڑنے سے احتراز کیا، ولیم کے سپاہی فرانسیسیوں کے انحراف سے پست ہمت ہو کر غیر مطیع ہو گئے، خود رئیس اپنے کتے کی ہشیاری کی بدولت ایک اچانک شبخون سے جان بچا کر نکلا اور شمالی صوبہ جات کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہوا۔ ناساو کے لوئی نے اپنے بھائی سے چھوٹ جانے اور فرانسیسی تائید سے مایوس ہونے کے

مانس کی تسخیر ۱۹ ستمبر

باعث ۱۹ ستمبر کو مانس حوالہ کر دیا اس کی افواج کو واپس چلے جانے کی اجازت دی گئی حالانکہ چارلس نہم نے غدارانہ استدعا کی تھی کہ انھیں پارہ پارہ کر دیا جائے لیکن شرائط حوالگی کی خلاف ورزی کر کے شہر کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ یکے بعد دیگرے تمام شہروں

نے اطاعت قبول کر لی اور انھیں باستثنائے شہر میچلن معافی بھی دے دی گئی، اس خوش حال شہر میں آلوا کے حکم سے تین دن تک لوٹ اور غارت گری کا دور دورہ رہا تاکہ وہ ایک نظیر کا کام دے۔ کلیسا اور خانقاہیں سخت بے رحمی کے ساتھ تباہ و برباد کی گئیں اور وحشی سپاہیوں کے ہاتھوں کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں فریقوں کو نقصان پہنچا۔

جنوبی صوبہ جات کی اطاعت

مانس کے قرب وجوار میں کشمکش نے کم از کم شمالی صوبہ جات کو تقویت حاصل کرنے کا موقع دیا، اور رئیس آرنج ہالینڈ کو روانہ ہوا تاکہ مدافعت کی تنظیم عمل میں لائے اب آلوا کی تجویز یہ تھی کہ کوشش کر کے شمال کے اہم شہروں کو زیر کرلے اور بغاوت کو منتشر کر دے۔ اور اس غرض سے دو آگوں کے درمیان غیر مستاثر صوبہ جات کو کھڑا کر دے یہ کام اس نے اپنے بیٹے ڈان فریڈرک کے تفویض کیا۔ زٹفن کو مسخر کیا گیا اور اس کی متعینہ فوج کو تہ تیغ کیا گیا۔ گلڈرلینڈ اوورسیل اور گرونجن کے صوبوں نے اطاعت قبول کر لی اور ڈان فریڈرک مغرب کی طرف ہالینڈ کو روانہ ہوا، جہاں صرف امسٹرڈم

شمال میں ڈان فریڈرک کی نقل وحرکت

ایک ایسا شہر تھا جس پر اسپینی قابض تھے۔ شرائط جو انگی جن کی بناء پر اطاعت قبول کی گئی تھی، کی خلاف ورزی کر کے نارڈن کے قصبے کو منہدم کرنے کے بعد ڈان فریڈرک نے ہارلم کے اہم شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ شہر اس خاکنائے کی تنگ ترین جگہ پر واقع ہے جو زڈیارزی کو بحر جرمن سے جدا کرتا ہے اور جو اس مقام پر صرف پانچ میل چوڑا ہے۔ اگر اسپینی اس کو مسخر کر لیتے تو ہالینڈ کا شمالی حصہ بالکلیہ جدا ہو جاتا۔

محاصرۂ ہارلم۔ ۹ر دسمبر سے ۱۴ر جولائی تک

آلوا نے فوجی چال بازیوں کے نقطۂ نظر سے اس شہر کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کر کے اپنے بیٹے کو جس کی قیادت میں تیس ہزار کا لشکر تھا حکم دیا تھا کہ ہر حالت میں اس کو مسخر کر لیا جائے۔ لیکن یہ کام انتہا درجہ دشوار معلوم ہوتا تھا۔ مشرقی جانب سے شہر کی محافظت ہارلم کے اتھلے تالاب سے ہو رہی تھی، اور خشکی کی راہ سے صرف مغربی جانب سے اس تک رسائی ممکن تھی اہل شہر نے زٹفن اور نارڈن کے اس تجربے سے متنبہ ہو کر رحم و کرم کی توقع بے سود ہے آخری دم تک مدافعت کرنے کا

عزم کرلیا اور اگرچہ متعینہ فوج کی تعداد صرف چار ہزار تھی لیکن اسپینیوں کو اس شہر کی تسخیر میں سات مہینے لگے (۹ر دسمبر تا ۱۲ر جولائی) اس محاصرے میں دونوں جانب سے بے رحمیوں اور ظلم و تشدد کا اظہار کیا گیا اور تسخیر کے بعد شہر ایک مسلخ بن گیا اور دو ہزار سے زائد آدمیوں کو انتہا درجے کی بے دردی کے ساتھ تہ تیغ کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہارلم کی تسخیر کی خبر نے فلپ کو بستر مرض سے اٹھا دیا لیکن شہر بھاری قیمت ادا کرنے کے بعد فتح ہوا تھا۔ ڈان فریڈرک کے بارہ ہزار آدمی کام آئے اور فاتحین کے مظالم نے اہل نیدرستان کو شدید تر جد و جہد کے لئے مستعد بنا دیا۔ ہمارے شہر، ولیم نے کہا، ایک دوسرے کے ضامن ہیں کہ ہر محاصرے کی مدافعت کریں انتہائی کوشش صرف کردیں، ہر ممکنہ مصیبت کو برداشت کریں، بلکہ اپنے گھروں کو آگ لگا دیں اور ان کے ساتھ خود بھی جل کر کباب بن جائیں، لیکن اس بے رحم ظالم کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کریں۔ واقعی کہا جا سکتا ہے کہ ہالینڈ کی خود مختاری ہارلم کی مدافعت کی بدولت حاصل کی گئی۔ اس شہر کی تسخیر کے پندرہ دن بعد سپاہیوں نے چڑھی ہوئی تنخواہ کی خاطر برافروختہ ہوکر غدر کردیا۔ انھیں یہ

الکمار سے پرے اسپینی بیڑے کی شکست

وعدہ کرکے سمجھایا گیا کہ اگر وہ الکمار کے شہر کو مسخر کریں، تو اس کا مال غنیمت انھیں دے دیا جائے گا۔ لیکن وہ اس میں ناکام رہے اور بتاریخ ۱۱ر اکتوبر انکیزن سے پرے آلوا کو اپنے بیڑے کی تباہی کی بدولت زبردست رکاوٹ برداشت کرنا پڑی۔

فلپ نے بغاوت کی سعی بیخ کنی کی ناکامی سے شکستہ دل ہونے اور آلوا کی سخت بے رحمی اور ناقابلیت کے باعث ہر طرف سے ہدف ملامت بننے کی وجہ سے طویل شش و پنج کے بعد فیصلہ کرلیا کہ اس کی بجائے کسی اور کو مقرر کرے۔ ڈیوک ڈی مڈینا سیلی جون ۱۵۷۲ء سے نیدرستان میں تھا، لیکن چونکہ اس نازک موقع پر حاکموں کا بدلنا دانشمندی کے خلاف تھا اس لئے وہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے سے احتراز کرتا رہا اور اگست ۱۵۷۳ء تک آلوا کے نظم و نسق پر بالکل غیر دوستانہ نکتہ چینی کرتا رہا، اور اس کے بعد وہ اسپین واپس ہوگیا تاکہ

ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرے جو انتقام وحشیانہ انتقام کے مسلک کو مردود ٹھیراتے تھے بالآخر ۱۷ر نومبر کو جدید لفٹننٹ گورنر ڈان لوئی ڈی ریکیسنس کرینڈ کمینڈر آف رسانٹیاگو برسلز میں وارد ہوا آلوا اس ملک سے روانہ ہوا اور اس سے سخت نالاں تھا جتنی کہ بادشاہ کی خوشنودی تک حاصل کرنے سے قاصر رہا اور کیتھولک پراٹسٹنٹ مذہبی علما اور عوام کی عالمگیر نفرت وحقارت کا مرکز بن گیا تھا اس کی حکومت کا ظلم وستم اور اس کی بے رحمی و خونخواری درجۂ یقین سے بھی زیادہ تھی

آلوا کی جگہ میں ریکیسنس کا تقرر ۱۷ر نومبر ۱۵۷۳ء

ہر نوعیت کی اذیت وتکلیف جس کو جدت طرازی پیدا کرسکتی ہے ۔ مجرمین کو پہنچائی جاتی تھی اور جلادانہ اور شیطانی ظلم واستبداد کے مجسمے کی حیثیت سے ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہے گا۔ تاہم کم ازکم اتنا اعتراف کرنا چاہئے کہ اس نے جو مسلک اختیار کیا تھا۔ ناکامی سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر طرح سے فلپ کے دلی منشاء کے مطابق تھا اور وہ کم ازکم جنوبی صوبوں میں شاہی اقتدار قائم کرنے میں کامیاب رہا۔

جدید گورنر جنرل نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ آلوا کی عسامم انسدادی کارروائیوں کے سلسلے کو ترک کردے گا اور کوشش کرکے مفاہمت پسندانہ کارروائیوں سے ہیدرستان کو واپس لے لے گا۔ تاہم ضرورت کے اعتبار سے اس کی توجہ فوجی کارروائیوں کی طرف مبذول ہوئی۔ شمال میں وطن پرستوں کے مقاصد میں کامیابی حاصل ہورہی تھی ۲۱ر فروری ۱۵۷۴ء کو ہالینڈ رینجن کو جو ڈلبرگ کے اہم شہر کی مدافعت کررہا تھا شہر کی تسخیر پر مجبور کیا گیا اور

سنہ ۱۵۷۴ء کے فوجی واقعات ڈلبرگ کی تسخیر ۲۴ر فروری موکر ہائیڈ کی شکست ۱۴ر اپریل لیڈن کا محاصرہ نومبر ۱۵۷۳ء تا ۳ر اکتوبر ۱۵۷۴ء

اس طرح کامل جزیرہ والکرین جو شلٹ کے دونوں دہانوں کی حفاظت کرتا ہے بالآخر اسپین کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور شہر لیڈن جس کا محاصرہ نومبر ۱۵۷۳ء سے جاری تھا اب تک رئیس آرنج کے حق میں مدافعت کررہا تھا۔ لیکن دریائے میوز پر موکر ہائیڈ کی ہولناک تباہی کی بدولت شمال کی کامیابیاں بے رونق ہوگئیں (۱۴ر اپریل ۱۵۷۴ء) یہاں ناساو کے لوئی نے اپنے بھائی سے جاملنے کے لئے جرمن اور فرانسیسی بھرتی فوج

کی سرکردگی میں جو کوشش کی تو اس کو اسپینی جنرل سانکو ڈی آویلیا کے ہاتھوں شکست فاش نصیب ہوئی خود لوئی اپنے بھائی کونٹ ہنری اور الکٹر پیلیٹن کے بیٹے ڈیوک کرسٹافر کے ساتھ مارا گیا لوئی وبیئر ڈبنہ ہنسان کے انتقال سے ولیم کو سخت صدمہ پہنچا جس کے تین بھائی میدان کارزار میں کام آچکے تھے اور ریکیسنس نے فاتح سپاہیوں کے شدید غدر کو بمشکل دفع کر کے لیڈن کو دوبارہ محاصرہ کر لینے کا حکم دیا (۲۶ رمئی ۱۵۷۴ء) جس کو لوئی کی پیش قدمی کی وجہ سے ترک کر دیا گیا تھا ریکیسنس کی رائے میں بغاوت کو مذہب سے بہت کم تعلق تھا۔ لہذا اس نے باستثنا ے چند ان سب کو عام معافی دینے کا وعدہ کیا جو کیتھولک کلیسا میں لوٹ آئیں اگر چہ سپہ سالار اعظم (Grand Commander) کا یہ خیال شورش کے ابتدائی اسباب و علل سے متعلق صحیح تھا، لیکن شمالی صوبہ جات میں بہرکیف حالات بدل چکے تھے۔ اُن کی مذہبی اور سیاسی بے اطمینانی باہم ایک ہو رہی تھی اور دسمبر ۱۵۷۲ء کے گرما میں ولیم نے وطن پرستوں کے ان مظالم کی شکایت کی تھی جو انھوں نے پادریوں اور درویشوں پر ڈھائے تھے۔ لہذا گورنر جنرل کے منشرائط کو مسترد کر دیا گیا اور یہ شورش مچاتے ہوئے کہ پاپا کے دوستوں سے ترک بہتر ہیں، مسخر ہونے سے موت بہتر ہے، لیڈن کے شہریوں نے آخری دم تک مدافعت کی ٹھان لی موکرہائیڈ کی شکست کی وجہ سے خشکی کی راہ سے امداد پہنچنے کے تمام توقعات پر پانی پھر گیا تاہم تری کا راستہ باقی تھا لیکن یہ درحقیقت پندرہ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس لئے پشتوں کو کاٹا گیا اور ایک طویل اور اضطراب انگیز تاخیر کے بعد ہوا کا رخ شمال مغربی جانب بدلا اور ۱۸ ر ستمبر اور ۲ ر اکتوبر کو دو شدید آندھیوں کے باعث سمندر کا پانی زمین پر چڑھ آیا جس کی بدولت امیر البحر بائسٹ[1] کا بیڑہ نزدیک تک رسائی حاصل کر سکا۔ اسپینی جن کی قیادت والڈیس کر رہا تھا اس جدید دشمن کی پیش قدمی سے گھبرا کر بھاگ نکلے اور شہر بچا لیا گیا (۳ ر اکتوبر)۔

لیڈن کی نجات نے جو جنگ کی سب سے زیادہ درخشاں کامیابی تھی (اور ایک ایسی کامیابی جس کی یادگار میں ایک جامعہ کی بنیاد رکھی گئی) ثابت کر دیا کہ گو اسپینی

---

[1] اڈالف ہیلی گر یو میں کام آیا ۱۵۶۸ء

خشکی کی راہ سے فتح کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں جہاں جہاز پہنچ سکتا ہے وہاں وہ بحری فقیروں، کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جس زمانے میں لیڈن کا محاصرہ جاری تھا ایکینسن جنوبی صوبہ جات کو منانے اور اُن سے دوستی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رجون کو برابانٹ کے اسٹیٹوں (طبقات) کی ایک مجلس برسلز میں منعقد کی گئی۔ بادشاہ کے مندرجہ بالا معافی نامہ کی اشاعت کی گئی اور مجلس خون اور دس پینی کے محاصل کی تنسیخ کا وعدہ کیا گیا۔ اسٹیٹ (طبقات) اس سے مطمئن نہیں ہوئے اور اسپینی افواج کی روانگی، عہدوں سے غیر ملکیوں کی علیحدگی اور شہروں کے لئے بلدیاتی امتیازات کا مطالبہ کیا۔ مذکورہ رقم نہایت تنگ دلی اور بخالت کے ساتھ شہروں سے ادا کی جاتی تھی ایکینسن کو ان مطالبات کے ادا کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ اس لئے جنوب میں اقتدار شاہی کی کامل بحالی کو ملتوی کر دینا پڑا۔ اب یہ متبادل رہ گیا تھا کہ ولیم اور شمالی صوبوں کے ساتھ صلح کر لی جائے۔ اس غرض سے گزشتہ خزاں ہی سے گفت و شنید شروع ہوگئی تھی اور بالآخر مارچ ۱۵۷۵ء میں ایک کانفرنس بمقام بریڈا منعقد کی گئی۔ طبقات ہالینڈ و زیلینڈ سے جو کمشنر مقرر کئے گئے تھے انھوں نے مطالبہ کیا کہ اجنبیوں کو فوراً برطرف کر دیا جائے، تمام صوبہ جات سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کیا جائے اور کالوینی خیالات کے ساتھ رواداری برتی جائے۔

برابانٹ کے اسٹیٹوں کے اجلاس جون ۱۵۷۴ء

کانفرنس بہ بریڈا مارچ تا جولائی ۱۵۷۵ء

شاہی کمشنروں نے یہ شرط پیش کی کہ اگر رئیس آرنج جرمن اور دیگر عام اجورہ دار سپاہیوں کو اپنی خدمت سے نکالدے تو اجنبی سپاہیوں کو بھی برطرف کیا جائے گا۔ لیکن انھوں نے مطالبہ کیا کہ بادشاہ کی دستخطی ضمانت اور شہنشاہ کی اس ضمانت کے جواب میں کہ شاہی مواعید کو برقرار رکھا جائے گا۔ رئیس آرنج کفیلوں کو پیش کرے اور بعض اہم ترین شہروں کو جو اس کے قبضے میں تھے حوالے کر دے۔ لیکن اس کی توقع نہیں تھی کہ ولیم مؤثر ذرائع مدافعت سے خود کو محروم کر دے گا، اور ان شرائط پر اتفاق اور سمجھوتہ ہونا غیر متوقع تھا۔ خواہ مذہبی دشواری ناقابل التنوع مزاحمت نہ بھی پیش کی ہوتی۔ شاہی کمشنروں نے بس اتنا کیا کہ جو لوگ کیتھولک کلیسا کو عود کرنا نہیں چاہتے انھیں اپنی جائداد فروخت کر کے ترک وطن کر دیں۔ ایکینسن نے ان شرائط پر صلح سے مایوس ہو کر فلپ کو یہ عجیب مشورہ دیا تھا کہ ہندوستان کو ایک ایسے فرمانروا کے تفویض کر دیا جائے

جس کو رواداری برتنے میں اس قدر تردد نہ ہو۔ اس نے لکھا کہ پیڈمنٹ کے معاوضے میں سیوورے کے ڈیوک یا فلپ کے دوسرے بیٹے کو نیدرستان حوالے کر دیا جائے۔ میرے بیٹے کو ہرگز نہیں، فلپ نے مراسلے کے حاشیے پر لکھ بھیجا، میں اس کو گوارا کروں گا کہ وہ ملحد بننے کی بجائے مفلس و نادار رہے، اور اس نے ایکیسنس کے جواب میں یہ مشورہ دیا کہ آلوا کی یہ آخری نصیحت مناسب ہے کہ جو شہر قبضے میں نہ آسکیں ان کو جلا کر خاکستر بنا دیا جائے اور اس کے بعد اس رئیس کے متبعین کو خفیہ طور پر اغوا دینے لگا۔ کہ اپنے آقا کو قتل کر کے بادشاہ سے معافی حاصل کریں۔ اور اس سنے کے بعد پھر ایک طویل مدت کے لئے فلپ پر خاموشی طاری رہی۔ ان حالات میں صلح و امن صاف طور پر ناممکن تھا۔ جولائی ۱۵۷۵ء میں گفت و شنید منقطع ہوگئی اور ایکیسنس نے افسردہ دلی، غدار سپاہ، خالی خزانہ اور تباہ شدہ شہرت و نیک نامی کے ساتھ مزید جنگی کارروائیوں کی تیاری شروع کی۔

اس اثناء میں ہالینڈ اور زیلینڈ نے اتحاد قائم کرنے اور حکومت کی تنظیم جدید عمل میں لانے کی نسبت تدابیر اختیار کیں۔ کچھ دنوں سے برگرنوابوں میں یہ میلان پیدا ہوگیا تھا کہ رئیس آرنج کے اختیارات پر قیود عائد کئے جائیں۔ لیکن اس نے

رئیس آرنج کے اختیارات میں اضافہ

ان شرائط کے تحت حکمرانی کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا جون ۱۵۷۵ء میں ملک کی مدافعت سے متعلق تمام معاملات میں مکمل اقتدارات دئے گئے لیکن رقمی معاملات کا اقتدار طبقات کے لئے محفوظ تھا مجسٹریٹوں اور دیگر عہدہ داروں کو طبقات کی جانب سے پیش کردہ فہرست میں سے نامزد کرے طبقات نے اس سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ رومن مذہب کی علانیہ تعمیل کو روکا جائے۔ ولیم نے اصرار کیا ان الفاظ کے عوض، کسی مذہب کو جس کو انجیل سے اختلاف ہو، داخل کئے جائیں۔ یہ فقرہ خواہ مرمہ مشکل ہی میں کیوں نہ ہو صاف بتائے دیتا ہے کہ مذہبی قضیہ آگے قدم بڑھاتا جا رہا ہے اور اس مسئلے پر نہ صرف بادشاہ بلکہ ان جنوبی صوبوں کے ساتھ جہاں کیتھولک مذہب طاقتور تھا کسی بھی نوعیت کی مفاہمت دشوار تر ہوتی جا رہی تھی۔ اسی سال ماہ اکتوبر میں، طبقات ہالینڈ و زیلینڈ نے زیادہ فیصلہ کن تدابیر اختیار کیں۔

اس وقت تک وہ اعلان کرتے رہے کہ شاہ فلپ کی وفادار رعایا ہیں، لیکن اب انھوں نے فیصلہ کر لیا کہ بادشاہ کو خیرباد کہہ کر کسی اور رئیس کی فرمانروائی تلاش کی جائے۔ لیکن ان کی جد و جہد کامیاب نہیں رہی۔ ایلزبتھ نے جس کو سب سے پہلی مرتبہ فرمانروائی پیش کی گئی اپنا عادتی کھیل کھیلنا شروع کر دیا اس لئے ان کی استدعا کو شفقت و عنایت کے ساتھ سماعت کیا، انھیں اجازت دی کہ انگلستان سے سامان اسلحہ خریدیں اور اجورہ دار سپاہی اپنے ذاتی مصارف سے لیجائیں۔ لیکن آقائی کے مسئلے میں اس لئے اپنا فیصلہ اس وقت تک کے لئے محفوظ رکھا جب تک کہ وہ ان کے اور اُن کے بادشاہ کے مابین سمجھوتہ کرانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف نہ کر دے، (اپریل ۱۵۷۶ء) فرانسیسی دربار میں ڈیوک دی انکین کو فرمانروائی پیش کی گئی جو مساوی طور پر ناکام رہی۔ جس اثناء میں یہ لاحاصل گفت و شنید جاری تھی شمالی زیلینڈ کے وطن پرستوں کو سخت مصائب برداشت کرنے پڑے ان تین جزائر۔ تھولن ڈیولینڈ اور شووون کے منجملہ جو شلٹ اور لیوز کے شمالی مخرج کے مابین واقع تھی بالآخر صرف ایک اسپینیول کے قبضے میں رہ گیا تھا۔ ستمبر ۱۵۷۵ء

مانڈیگن جزائر ڈیولینڈ اور شووون حاصل کرتا ہے اکتوبر ۱۵۷۵ء تا جون ۱۵۷۶ء

مانڈیگن کی قیادت اور بحری بیڑے کی تائید میں ڈیولینڈ پر حملہ کیا گیا جس کو اکتوبر میں مسخر کیا گیا اس کے بعد سووون کے ساحل پر افواج کو اتارا گیا۔ اور شہر زیرکزی کا محاصرہ کر لیا گیا جو جون ۱۵۷۶ء میں مفتوح ہو گیا۔ مانڈیگن کی اس بہادرانہ مہم کی بدولت زیلینڈ کا جزائری صوبہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا اور شلٹ کا شمالی مخرج پر اقتدار قائم ہو گیا۔

اس عارضی کامیابی کے دوران میں ایکیسنس کا بخار سے جس میں اس کی خدمت کے افکار نے اور بھی اضافہ کر دیا تھا اچانک انتقال ہو گیا (۵ر مارچ)

ایکیسنس کا انتقال ۵ر مارچ ۱۵۷۶ء اور اٹھ ماہ تک خلوئے جائداد

فلپ نے اس کے جانشین کا آخری فیصلہ کرنے کرتے کئی مہینے گزار دئے اس اثناء میں مجلس نظمیہ نے حکومت کا کام انجام دیا۔ قدیم ارکان میں سے صرف ابرشاٹ کا ڈیوک، کونٹ برلیمانٹ

اور ونگلیس باقی رہ گئے تھے۔ ان پر متعدد اہل نیدرستان اور ایک اسپینی جرومی ڈی روڈا کا اضافہ کیا تھا اور ایک جرمن کونٹ مینسفلڈ کو اعلیٰ فوجی قیادت تفویض کی گئی۔ اگرچہ مجلس نظمیہ اس طرح بالکلیہ ملکی ارکان پر مشتمل تھی تاہم اس کا نظم و نسق اب بھی غیر معروف تھا۔ ایرشاٹ خفیہ طور پر ولیم کا شریک تھا بقیہ دو ہسپانی ارکان کارڈینل گرینول سے متعلق تھے اور اُن کے علاوہ پرلیمانٹ مجلس خون کا ایک جج بھی رہ چکا تھا مسلک میں کامل رد و بدل کے لئے غلبۂ آراء کی خواہش کے باوجود مجلس میں افتراق پیدا ہوگیا۔ مجلس میں قابلیت تھی اور نہ خزانے میں روپیہ ان سب پر طرہ یہ کہ وہ اسپینی افواج کی تنظیم و ترتیب قائم رکھنے سے قاصر رہے۔ جونہی زیرزک مسخر ہوا (۲۱ جون) سپاہ نے بقایائے تنخواہ کے لئے غضبناک ہو کر پھر غدر مچا دیا اور ماندربگن کے ساتھ بیوفائی کر کے زیلینڈ سے برابانٹ کو روانہ ہوگئے (۱۵ جولائی) یہ غدر سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا فلینڈرس میں الاسٹ کو مسخر کر لیا گیا۔ اس سے اس قدر غیظ و غضب اور خوف و ہراس پیدا ہوگیا کہ طبقات برابانٹ جو برسلز میں اجلاس کر رہے تھے اپنی حفاظت آپ کرنے کے منشاء سے تدابیر اختیار کرنے لگے۔ ۲۶ جولائی کو انھوں نے لرزہ براندام مجلس نظمیہ کو مجبور کیا کہ غداروں کے خلاف ایک حکم جاری کیا جائے اس کے بعد انھوں نے شہر میں داخل شدہ سپاہیوں

اسپینی سپاہ کی شورش — جولائی ۱۵۷۶ء

کو تخویف کی اور سپاہیوں کو فراہم کر کے بالآخر ہر شہر کو خود مجلس کے ارکان کو گرفتار کر لیا اس فعل نے سپاہیوں کو اور مشتعل کر دیا۔ عہدہ دار جو مینسفلڈ کے تقرر پر پہلے ہی سے رشک کر رہے تھے اب باستثنائے چند سب کے سب غدار سپاہ سے مل گئے۔ جن میں زیادہ خصوصیت کے ساتھ سانکو ڈی اویلا قابل ذکر ہے جو اینٹورپ کی گڑھی کا کماندار تھا۔ متعدد جرمن اور والون اجورہ دار سپاہی بھی جا ملے اور ڈی روڈا برسلز سے اینٹورپ کو بھاگ نکلا اور خود کو بادشاہ کا واحد قائم مقام بتاتے ہوئے کھلم کھلا ڈی اویلا کی تائید کرنے لگا۔ اب جنوب میں قریب قریب تمام اہم شہروں گڑھیاں باستثنائے برسلز شورشیوں کے ہاتھ میں آگئیں اور اکثر صورتوں میں تو خود شہروں کو مسخر کر لیا گیا جن کے باشندوں کے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک

روا رکھا گیا۔ اسی اثناء میں آرنج کو کوشش کر کے جنوبی صوبوں کو اپنا حامی بنانے کا موقع ہاتھ آگیا۔ اگرچہ کچھ دنوں سے شمال اور جنوب کے مابین مذہبی اختلافات نمایاں ہونے لگے تھے لیکن کم از کم اجنبیوں اور خاص کر اجنبی سپاہیوں کو نکال باہر کرنے اور اپنے سیاسی امتیازات کی دوبارہ تصدیق کرنے کی خواہش مشترک محرک کی بناء پر درخواست کرتے ہوئے ان سے اصرار کیا کہ تمام اختلافات دور کر دیئے جائیں اور سب کے سب ہم دل اور ہم خیال ہو کر ملک کے نجات دلانے میں مصروف عمل ہو جائیں اس کے پر اثر الفاظ سے جوش میں آکر جنوبی صوبوں کے وفود وسط اکتوبر میں گھنٹ میں نمودار ہوئے تاکہ شمالی طبقات سے روانہ کردہ نمائندوں کے ساتھ گفت و شنید کریں۔ ان کی کانفرنس ابھی شروع ہوئی ہی تھی کہ ارباب شورش کا تشدد انتہا درجے کو پہنچ گیا۔ ۴ر نومبر کو الاسٹ کی سپاہ نے اینٹورپ کی طرف پیش قدمی کی اور ڈی آویلا کے ساتھ شامل ہو کر جرمن اور والون دستوں پر جو اس شہر پر قابض ہونے کے لئے طبقات بریبانٹ کی جانب سے روانہ کئے گئے تھے غالب آگئے اور سینٹ ایاگو، اسپین، آگ، قتل اور غارت کا نعرہ لگاتے ہوئے شہر پر سخت ترین انتقام نازل کیا۔ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ملکی اور اجنبی، عورت اور مرد۔ غریب اور دیگر ہر شخص پر بلا امتیاز حملہ کیا گیا۔ آٹھ ہزار آدمی تہ تیغ کئے گئے۔ بہترین عمارات نذر آتش ہوگئیں۔ ایک کروڑ بیس لاکھ کی جائداد

شورشیوں نے اینٹورپ تباہ و برباد کر دیا۔

یا تو تباہ کی گئی یا لوٹ لی گئی اور اینٹورپ جو نیدرستان کا سب سے زیادہ دولتمند شہر اور یورپ کے زینت بخش شہروں میں داخل تھا۔ عالم عیسائیت کا سب سے زیادہ ویران و بے چراغ شہر ہو گیا۔ اینٹورپ کی بربادی نے کم از کم ولیم کی اغراض کو فائدہ پہنچایا ۸ر نومبر کو شمالی اور جنوبی صوبوں کے نائبین نے جو اسی شہر میں جمع ہوئے تھے صلح گھنٹ پر دستخط کئے۔ اس مشہور عہد نامہ کی رو سے سمجھوتہ یہ کیا گیا کہ ہر حالت میں اور ہر خطرے کو گوارہ کر کے اسپینیوں کو نیدرستان سے خارج کر دیا جائے۔ اور تحفظ عامہ

صلح گھنٹ ۸ر نومبر ۱۵۷۶ء

اور آئندہ حکومت کی نسبت تدابیر اختیار کرنے کی غرض سے تمام صوبہ جات سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کیا جائے

رئیس آرنج، ہالینڈ اور زیلینڈ۔ ہر حیثیت کا بدستور لفٹننٹ، امیر البحر، اور سپہ سالار رہے۔ صوبہ جات کے مابین تجارت اور رسل و رسائل کی آزادی حاصل رہے۔ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ اور تمام قرق جائدادیں واپس کر دی جائیں۔ الحاد کے خلاف تمام اشتہارات اور تمام فرامین اس وقت تک کے لئے روک دیے جائیں جب تک کہ مجلس طبقات اس امر میں تصفیہ نہ کرے۔ لیکن ہالینڈ اور زیلینڈ کے باہر کیتھولک مذہب پر کبھی حملہ نہ کیا جائے اگر شمال میں صدر اسقف اور مذہبی علماء کی جائدادیں چھین لی جائیں تو ایسا بغیر مراعات کے نہ کیا جائے۔ آخر میں یہ کہ جب تک کوئی صوبہ وفادار اور پابند نہ ہو اس وقت تک اس عہد نامہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ نیدر لینڈز کے طول و عرض میں صلح گھنٹ کا پر جوش خیر مقدم کیا گیا! ور اگرچہ مذہبی دشواری بجائے حل ہونے کے ملتوی کر دی گئی۔ اس امر کی توقع تھی کہ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ باہمی رواداری کے اساس پر بالآخر اسپینی حکومت کا جوا اُتار پھینکنے کے لئے متحد ہو جائیں گے۔ ابتدا میں اس صلح پر ہمت افزا نتائج کے ساتھ عمل کیا گیا۔ ۱۱ر نومبر کو اسپین کی متعینہ فوج نے گھنٹ کی گڑھی حوالے کر دی والنسینس کی گڑھی جرمن سپاہ سے خریدی گئی اور اسی موقع پر مانڈر یگن نے جزائر شوین اور ڈیولینڈ کو خیرباد کہہ دیا۔ تمام زیلینڈ باستثنائے تھولن اسپینی حکومت سے آزاد ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد قوم پرست جماعت نے فریسلینڈ اور گروننجن کو دوبارہ حاصل کر لیا اور جنوری

وطن پرستوں کی کامیابیاں

سنہ ۱۵۷۷ء میں اتحاد بروسلز (Pacification of Ghent) کی توثیق کر دی۔ یہ ایک ایسا اتحاد تھا جس پر باستثنائے لکزمبرگ ہر صوبہ سے کثیر تعداد میں دستخط کئے گئے۔ اسی اثناء میں جدید گورنر پہنچ چکا تھا۔ اینٹورپ کے قتل عام کے ایک دن قبل اور عہد نامہ گھنٹ کے چار روز قبل آسٹریہ کا ڈان جان جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا لکزمبرگ میں داخل ہوا اور اس نے ایک مور غلام کے لباس میں فرانس کو عبور کیا تھا۔ فلپ نے بالآخر ارادہ کر لیا کہ اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم

آسٹریا کا ڈان جان لکزمبرگ پہنچتا ہے۔ ۳ر نومبر سنہ ۱۵۷۶ء

کر دے اس کو توقع تھی کہ مفاہمت اور سمجھوتے کی نمائش کر کے اور حکومت کو اس حالت پر قائم کر کے جس پر کہ وہ چارلس پنجم کے انتقال کے وقت تھی پھر تاج کے اقتدار کو برقرار

کر دے گا اور کیتھولک مذہب پر بالکلیہ عمل شروع کیا جائے گا۔ اور اس طرح پھر نیدرستان کی اطاعت حاصل کی جائے گی۔ اس مسلک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ڈان جان نہایت موزوں معلوم ہوا۔ غرناطہ کی موری بغاوت کے دفیعے کی بدولت حاصل شدہ عظیم الشان لیکن کسی قدر غیر واجبی شہرت فتح لیپانٹو، شہنشاہی خاندان، اس کے دلاویز اخلاق نے اس کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا، جوان بختی کے ساتھ انتیس سال کی عمر میں جوش عمل کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا[1]۔ اس کی حرص عالی مقصدی نیدرستان تک محدود نہیں تھی۔ وہ اس امر کا خواب دیکھ رہا تھا کہ وہاں کی مشکلات کا عاجلانہ تصفیہ کرنے کے بعد بانو انگلستان کی ایلزبتھ سے شادی کرے گا یا بصورت دیگر اس ملحد ملک کو زیر کر کے میری ملکہ اسکاٹلینڈ کے شوہر کی حیثیت سے انگلستان کے تخت و تاج کا مالک بن بیٹھے گا۔ لیکن اس کو بہت جلد تجربے نے بیدار کر دیا۔ اس کو لکزمبرگ تک چھوڑنے کی جراءت نہیں ہوئی اور وہیں سے مجلس طبقات کے ساتھ گفت و شنید کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس مجلس نے رئیس آرنج کے انتباہ کی بناء پر کہ مواعید پر اعتماد نہ کیا جائے اپنی اطاعت کی قیمت کے طور پر ذیل کی مراعات طلب کیں۔ (۶ر دسمبر ۱۵۷۶ء)؛ اسپینی افواج فوراً ہٹا دی جائیں، تمام قیدی رہا کر دئے جائیں، اور عہد نامہ گھنٹ کی توثیق کی جائے ان میں سے کم از کم ایک رعایت یعنی اسپینی افواج کی واپسی کے لئے ڈان جان راضی تھا۔ لیکن انگلستان پر چڑھائی کرنے کی تجویز کے بموجب اس کی یہ خواہش تھی کہ افواج بحری راستے سے جائیں اور یہ کہ اس کے مقصد کے لئے جہاز فراہم کئے جائیں۔ طبقات اس تجویز سے بے خبر ہونے کے باعث شبہ کرنے لگے کہ شاید آئندہ نیدرستان پر حملہ کیا جائے گا اور اصرار کرنے لگے کہ افواج خشکی کی راہ سے روانہ ہوں۔ فلپ نے فوری صفائی حاصل کرنے کی تائید کی اور ڈان جان نے

دوامی فرمان ۱۷ر فروری ۱۵۷۷ء

انگلستان کی مجوزہ چڑھائی کو ترک کرنے پر مجبور ہو کر، ۱۷ر فروری ۱۵۷۷ء کو دوامی فرمان پر دستخط کر دے جس کی رو سے اسپینی سپاہ کو بری راستہ سے روانہ ہونا، اور دونوں جانب سے اسیروں کو

---

[1] لیکن بعض ڈان جان کی پیدائش کی تاریخ دو سال قبل یعنی ۱۵۴۵ء مقرر کرتے ہیں۔

رہا کرنا پڑا۔ تمام امتیازات و مناصب کی توثیق کرنی اور چارلس پنجم کے زمانے کی طرح مجلس طبقات کے اجلاس طلب کرنے پڑے۔ ان شرائط پر باغی صوبہ جات نے ڈان جان کو گورنر جنرل کی حیثیت سے تسلیم کرنے، مقبوضہ گڑھیوں کو حوالہ کرنے، اپنی افواج کو منتشر کر دینے اور کیتھولک مذہب برقرار رکھنے کا حلف اٹھانے کا وعدہ کیا۔

ڈان جان کا داخلہ برسلز میں یکم مئی سنہ ۱۵۷۷ء

اسپینی فوجیں اواخر اپریل میں روانہ ہوئیں اور ڈان جان یکم مئی کو برسلز میں داخل ہوا اور ابتداءً اپنی معاہمانہ حکمت عملی میں اس طرح کامیاب ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اپنی کامیابیوں کی عزت و ناموری کی فہرست میں ایک اور چیز کا اضافہ کرنے والا ہے۔ لیکن اس کوشش کی ذاتی دشواری کے قطع نظر دو مہلک امور سدراہ تھے۔ یعنی ولیم خاموش کی ہشیاری اور چوکسی اور اپنے آقا کے شکوک۔ ولیم دوامی فرمان پر دستخط ہو جانے کی وجہ سے جو اس کی یا اس کے نائبین کی منظوری کے بغیر ہوتے ہوئے پریشان ہو گیا تھا۔ اس کو توقع نہیں تھی کہ ڈان جان اتنی ملائم طبیعت کا ہوگا۔ یا یہ کہ وہ اپنے شرائط واپس لے لے گا۔ ولیم نے راستے میں جن خطوط کو گرفتار کیا تھا ان کی بنا پر اسپینیوں کی صداقت کیشی پر اعتماد نہ کرنے کی کافی وجوہ موجود تھیں، اور وہ جانتا تھا کہ ان شرائط پر صلح کرنا اس کی تباہی کا باعث ہوگا۔ لہذا اس نے فرمان کو تسلیم

ولیم دوامی فرمان کو مسترد کر دیتا ہے

کرنے یا اس کو صوبہ جات ہالینڈ و زیلینڈ میں شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب وہ اس کے خلاف تدابیر اختیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ ادنیٰ طبقات کی جانب متوجہ ہو کر ان کی مخالفت کو مشتعل کرنے لگا، انگلستان اور فرانس سے گفت و شنید شروع کر دی اور یہاں تک کہ ڈان جان کو گرفتار کرنے کی سازش کرنے لگا۔ اس کے برخلاف ڈان جان اس رئیس کے قتل کے تجاویز سنتا تھا لیکن فلپ کی مراسلت میں اہل ہیدستان کی شان میں، شراب خوار اور شراب کے خم کہہ کر بد کلامی کرتا تھا اور اس سے تیاری جنگ پر اصرار کرتا تھا۔ بالآخر ۱۰ جولائی کو گورنر جنرل نے اپنے سکرٹری اسکوبیڈو کو میڈرڈ روانہ کیا تاکہ شاہ اسپین کو اس کے خیال سے آگاہ کرے۔ اسی اثناء میں فلپ اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ سخت حسد کرنے لگا۔ اس کو شبہ ہو گیا تھا کہ

فلپ ڈان جان کو مشتبہ نظر سے دیکھتا ہے

ڈان جان حکومت یا تاج اسپین کی نسبت کچھ خیال دل میں رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا شبہ تھا جس کو اس کا وزیر اور خفیہ مشیر اینٹونیو پریز سوچ سمجھ کر اس کے دل میں پیدا کر رہا تھا لہٰذا اسکوبیڈو کی نمایندگی کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ڈان جان نے مشورہ یا امداد کے لئے جو فوری التماس کیا تھا اس کا تین مہینوں تک جواب نہیں دیا گیا اور اگلے مارچ میں پریز کے احکام اور فلپ کی چشم پوشی سے خود اسکوبیڈو کو قتل کر دیا گیا۔

نیدرستان میں اختلافات کے اسباب

فی الحقیقت ڈان جان کی تمام دل خوش کن توقعات پر پانی پھر گیا اور ۲۳ ستمبر کو آرنج کا ولیم اٹھارہ سال کے بعد برابانٹ کے دارالحکومت برسلز میں داخل ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ سارا نیدرستان اسپین کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لیکن کامیابی کی قریبی توقعات نے احساسات عدم اتحاد و شخصی رشک و حسد و اسپینی جور و ظلم کی شدت کی وجہ سے دبا دئے گئے تھے از سر نو زندہ ہو گئے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ شمالی صوبہ جات حال ہی میں جنوبی صوبوں سے متحد ہوئے تھے۔ جنوبی صوبوں میں جو ہالینڈ اور زیلینڈ سے بالکل قریب واقع تھے ایسے لوگ آباد تھے جو فی الواقع ملتی جلتی نسل کے تھے لیکن جداگانہ زبان فلیمنڈ بولتے تھے۔ لیکن زیادہ جنوبی و مشرقی صوبوں میں رومن خون کی آمیزش زیادہ تھی اور ان کی زبان فرانسیسی تھی نسل و تاریخ ماضیہ کے یہ اختلافات ان لوگوں کے مذہبی رجحانات سے نمایاں ہوتے تھے شمال میں پراٹسٹنٹ اور جنوب میں کیتھولک مذہب غالب تھا اور اب جبکہ اسپین کا خوف گھٹ رہا تھا دونوں جانب سے تنگ نا داری کے جذبات ظاہر ہونے لگے۔ اختلاف کے ان اسباب و علل میں جنوبی امراء کی جو زیادہ تر کیتھولک تھے چند سری حکومت کے رشک و حسد کا بھی اضافہ کر دینا چاہیے جو آرنج کے فلپ کی روز افزوں اہمیت اور اس کے جمہوری میلانات کے باعث پیدا ہو گیا تھا۔ یہ رشک و حسد اس بلا کا تھا کہ اس کی بدولت یہ عجیب و غریب خیال پیدا ہو گیا کہ شاہ فلپ کی کامل منظوری سے گورنر جنرل کی خدمت شہنشاہ ربوڈالف کے بھائی آرچ ڈیوک میتھیاس کو پیش کی جائے لیکن ولیم کی چالاکی نے اس تحریک کو بھی اپنے

آرچ ڈیوک میتھیاس گورنر جنرل منتخب ہوتا ہے ۱۸ جنوری ۱۵۷۸ء

مفید مطلب بنا دیا اس نے علانیہ آرچ ڈیوک کی امیدواری کی تائید شروع کر دی اور وہ ۱۸ جنوری ۱۵۷۸ء کو گورنر جنرل منتخب ہو گیا۔ اسی اثنا میں جدید گورنر ابر شاٹ کے ڈیوک جو آرچ ڈیوک میتھیاس کو بلانے والوں میں شامل تھا، کے خلاف گھنٹ کی بغاوت نے (جس کو ولیم نے خفیہ طور پر منظور کر لیا تھا) یہ ظاہر کر دیا کہ آخر الذکر کو ادنیٰ تر طبقات کی تائید حاصل ہے اور میتھیاس ایسے معروف اور ہر دلعزیز شخص کی مخالفت سے گھبرا کر نہ صرف برابانٹ کے رُوراٹ (ایک عہدہ جس پر عموماً رئیس فرمانروا کا ولی عہد سفر کیا جاتا تھا) کی حیثیت سے اس کے انتخاب اور فلینڈرس کے اسٹیٹ ہولڈر کی خدمت کی توثیق کر دی۔ بلکہ اس کو اپنے لفٹنٹ جنرل کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور وعدہ کیا کہ وہ مجلس طبقات اور مجلس نظمیہ کے مشورے سے حکومت کرے گا۔ اسی موقع پر برابانٹ کے جدید یا قریب تر اتحاد کی بدولت کیتھولک اور پراٹسٹنٹ فرقوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ تمام دشمنوں کے خلاف ایک دوسرے کا احترام اور حفاظت کی جائے گی۔

تاہم ولیم جس زمانے میں ان اختلافات سے دوچار تھا جو اس کے مفاد کو تباہ برباد کرنے کی دھمکی دیرہے تھے، اسپینی جنگ کی تیاری کر رہے تھے فلپ آخر اپنی حیرت ناک سستی و کاہلی سے چونکا اور اسپین کی آزمودہ کار سپاہ کو حکم دیا کہ اٹلی سے واپس آ جائے۔ ان سپاہیوں سے جن کی قیادت پارما کے الکزنڈر کے ہاتھ میں تھی اور فرانس کی سپاہ سے جو میانسفلڈ کے تحت تھی تقویت حاصل کر کے ڈان جان طبقات کی ناتربیت یافتہ اور غیر مسلح افواج کے خلاف روانہ ہوا اور الکزینڈر کی ماہرانہ

شکست گمبلورس ۳۱ جنوری ۱۵۷۸ء

سپہ سالاری کی مدد سے نامور کے قریب گمبلورس میں ان کو ایک تباہ کن شکست دی۔ اس فتح نے سیمبر کی وادی اسپین کے حق میں حاصل کر لی اور ولیم اور آرچ ڈیوک کو مجبور کیا کہ برسلز کا تخلیہ کر دیں۔ اور اسی شکست کی بدولت کہ جنوبی صوبہ جات میں آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن شمال میں گمبلو اس کی شکست ولیم کے مفاد و دلچسپی میں اضافے کے کام آئی۔ مارچ میں اس کا بھائی کونٹ جان گلڈر لینڈ کے اہم صوبے کا گورنر منتخب ہوا۔ اور مئی میں ولیم کے

متبعین امسٹرڈم کے کیتھولک مجسٹریٹوں کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہوئے اور اس طرح ہالینڈ اور ہارلام کا دارالحکومت کو پراٹسٹنٹ مفاد کے حق میں حاصل ہوگیا۔

انجو کا ڈیوک نیدرستان کی آزادیوں کی حفاظت کے لئے مقرر ہوتا ہے جولائی ۱۵۷۸ء

اسی اثناء میں کیتھولک امراء اپنی توقعات میں میتھیاس سے ناامید ہو کر فرانس کے ہنری سوم کے بھائی فرانسس امیر انجو کی طرف متوجہ ہوئے کالگنی کے غلبہ و اقتدار کے مختصر زمانے کے بعد سے کیتھرائین نے والون صوبہ جات ہینالٹ آرٹائے اور فرانسیسی فلینڈرس میں فرانسیسی اثر کی توسیع کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیدرستان کے مضطرب و منتشر حالات سے فائدہ اٹھانے کے خیال کو کبھی نہیں ترک کیا۔ ممکن تھا کہ اس موقع پر وہ فلپ کے ساتھ دوستانہ گفت وشنید سے اور غالباً اپنے کسی بیٹے کے ساتھ اسپینی شہزادی سے رشتۂ ازدواج جوڑ کر اپنا مقصد حاصل کرنے کو ترجیح دیتی لیکن انجو فرانس میں اپنی حیثیت سے غیر مطمئن تھا اس کے دل میں یہ امید افزا اور مسرت بخش خیال پیدا ہوگیا تھا کہ اپنے لئے بھی کوئی ریاست حاصل کی جائے لہٰذا اس پیش کش کو قبول کر کے جولائی ۱۵۷۸ء میں ہینالٹ وارد ہوا۔ ولیم اگرچہ ان علاقوں میں فرانسیسی اثر کے غلبے کو پسند نہیں کرتا تھا تاہم انجو کی مخالفت کو تدبیر و مصلحت کے خلاف پایا اور متوقع تھا کہ یہ کوشش ایلزبتھ کے جذبہ رشک وحسد کو مشتعل کر دے گی جو ایک طرف تو ڈیوک کو دلربائی کے ساتھ عقد کر لینے کا اطمینان دلاتی رہی اور دوسری طرف مصمم ارادہ کر چکی تھی کہ لوکنٹریز (Low Countries) کو فرانسیسی قبضے میں جانے نہ دے نیز وہ ولیم کو مدد دینے کا بھی وعدہ کر چکی تھی۔ لہٰذا انجو کے ڈیوک کو اسپینیوں کے ظلم وتشدد کے خلاف نیدرستان کے آزادی کے محافظ کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ اس کو یقین دلایا گیا تھا کہ اگر نیدرستان اسپینی حکومت کا جوا اتار پھینکنا ضروری سمجھے تو حکومت و فرمانروائی اس کو پیش کی جائے گی۔ اور اس نے وعدہ کیا کہ ملک کی حکومت میں کوئی رد و بدل نہیں کروں گا اور وہ جو فتوحات حاصل کر سکے ان کو طبقات کے حق میں برقرار رکھے گا (۲۰ اگست)۔ اس پیچیدہ گفت وشنید سے کوئی قطعی نتیجہ برآمد ہونے سے پیشتر ڈان جان اپنے عظیم الشان تجاویز کی ناکامی سے

ڈان جان کا انتقال یکم اکتوبر ۱۵۷۸ء پارما کے الکزنڈر کو جانشینی ملتی ہے

شکستہ دل اور مرض سے ضعیف و کمزور ہونے کے باعث، اور کچھ اپنے ساتھ شاہ فلپ کی

بے پروائی اور اسکوبڈو کے قتل کے صدمے کی وجہ سے مرگیا۔ اس نے یکم اکتوبر ۱۵۷۸ء کو نامور کے قریب بوگس کے کمپ میں اکیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور قبل از قبل اپنے بھانجے الگزنڈر پارما کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ اگرچہ اس افواہ میں کوئی امکان نہیں پایا جاتا کہ فلپ کے حکم سے اس کو زہر کھلا دیا گیا تھا۔ لیکن کم از کم جس اشتباہ اور بے پروائی سے اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا وہ بے شک اس کی موت میں معاون ہوا۔

الگزینڈر پارما جو گورنر کی حیثیت سے ڈان جان کا جانشین ہوا، اوکٹیویو فارنیسی اور پارما کی مارگریٹ کا بیٹا تھا جو فلپ کے عہد میں سب سے پہلی ایجنٹ مقرر ہوئی تھی اس کی پرورش اپنے بھائی ڈان کارلوز اور ماموں آسٹریا کے ڈان جان کے ساتھ اسپین میں ہوئی۔ مہمات پسندی اور فوجی مشقوں کی محبت نے اس کو ابتدا ہی ان دو شخصوں کی باہم مہلک لڑائیوں کا غایت درجہ دلدادہ بنا دیا تھا۔ لیکن ترکوں کے خلاف جنگ نے اس کے آگے زیادہ باعزت میدان عمل کھول دیا۔ اور لیپانٹو کی لڑائی میں اس نے انتہا درجہ حیرت ناک شخصی بہادری کا اظہار حاصل کر کے ناموری حاصل کی۔ اب تینتیس سال کی عمر میں وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے اپنے ماموں ڈان جان سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ اور ایک مدبر سلطنت نباض کی حیثیت سے بے انتہا برتر و بہتر تھا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ چونکہ جدید گورنر کی قابلیتیں اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ اس لئے اس موقع پر صورت حالات نے اس کو وہ مواقع دئے جو اس کے پیشرؤں کو نہیں حاصل ہوئے تھے۔ شمالی اور جنوبی صوبوں میں مذہبی اور نسلی اختلافات روز بروز نمایاں ہوتے گئے۔ جنوبی اور مغربی صوبوں میں اختلافات سرعت کے ساتھ زور پکڑتے جا رہے تھے۔ مجلس طبقات کے فیصلوں کی خاص کر محاصل کی بابت برائے نام تعمیل ہوتی تھی۔ سپاہیوں کی تنخواہیں وقت پر نہیں ادا کی جاتی تھیں۔ اُن کی تربیت درست نہیں ہوئی تھی اور غدار بن گئے تھے۔ کیتھولک اور کالوینی فرقوں کی ناروا داری روز بروز نمایاں ہوتی جا رہی تھی، معاشری اور سیاسی رقابتیں خود کو ہر روز دوچند قوت کے ساتھ آگے بڑھا رہی تھیں۔ اور سیول (خانگی) جنگ بامزاج (عدم حکومت) کی دھمکی دے رہی تھیں۔ ولیم

کچھ عرصے سے ادنیٰ تر جماعتوں کی جانب مائل ہونے پر مجبور تھا اور وہ انھیں اپنے قابو میں رکھنے کے قابل نہیں تھا۔ خاص کر گھنٹ میں، امبائیز نامی سردار کی سرکردگی میں شورش انتہا درجے کو پہنچ گئی تھی اور اس کی تائید پلاٹینٹ کا جان کاسیمیر کر رہا تھا جو ایک حریص آرزو دوست (Ambitious) اور کم زور رئیس تھا، اور جو بھی جرمن اجورہ داروں کی ایک مخلوط (Mostely) فوج اور ملکہ ایلزبتھ کے بھیجے ہوئے انگریز سپاہیوں کو لے کر وارد ہوا تھا۔ اس سودائی جماعت کی شورش نے نہ صرف کیتھولک یا پیٹریاٹ اسٹر جیکس، کے غیظ و غضب کو جواب تک اکثر جنوبی صوبوں کی نمائندگی کر رہے تھے مشتعل کر دیا بلکہ متعدد غیر مطمئن امراء کو بھی جواب تک قومی مفاد کی تائید پر تھے اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ الگزینڈر نے اس نفاق و شقاق سے فائدہ اٹھانے میں سرعت سے کام لیا۔ اس لئے مفاہمت اور سمجھوتہ کی بدولت جزئی طور پر، رقمی رشوت یا مواعید ترقی سے زیادہ کامیابی کے ساتھ بہت سے امراء سے باہمی سمجھوتہ کرنے میں کامیابی حاصل کی ان کے منجملہ ہم زیادہ خصوصیت کے ساتھ اپنے باپ کے ناخلف بیٹے اَیگمنٹ، اور گرینویلا کے بھائی شمپگنی کا ذکر کر سکتے ہیں، اور یہاں تک کہ ولیم تک بھی رسائی حاصل کی اور اس کے ساتھ زبردست مواعید کئے بشرطیکہ وہ اپنے مقاصد سے باز آ جائے۔

الگزینڈر کی سیاسی نکتہ سنجی کا سب سے زیادہ عظیم الشان نتیجہ اتحاد اترا س (۶ جنوری ۱۵۷۹ء) ہے جو آرٹائے اور ہینالٹ کے والون رؤساء اور شہر ہائے۔ لیلی، ڈووے، اور آرچیس وانغ فلینڈرس کے مابین قائم ہوا تھا۔ یہ ایک ایسی جمعیت تھی جس نے اگلے سال میں الگزینڈر سے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ بیرونی افواج فوراً برخاست کر دی جائیں گی۔ اور صوبہ جاتی امتیازات کا احترام کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں گلڈرلینڈ، ہالینڈ زیلینڈ، اٹرکٹ اور فریسلینڈ کے شمالی صوبہ جات نے اتحاد اٹرکٹ قائم کیا (۲۹ جنوری)۔ اس اتحاد کا یہ مقصد ظاہر کیا گیا کہ صلح گھنٹ کو تقویت پہنچائی جائے۔ اسپین کی اطاعت و وفاداری کو دور نہیں کر دیا گیا تھا بلکہ صوبہ جات نے آپس میں ایک دوسرے پر لازم و ملزوم

اتحاد اتراس بابت ۶ جنوری کے جواب میں اتحاد اٹرکٹ کا قیام۔ ۲۹ جنوری ۱۵۷۹ء

قرار دیا کہ بادشاہ یا کسی اور اجنبی فرمانروا کے نام سے جو جو قوت استعمال کی جائے۔ اس کے خلاف اپنی حفاظت کی جائے۔ ہر صوبہ پابند ہو گیا کہ جداگانہ عہد نامے طے نہ کرے اور اپنی خاص آزادیاں اور امتیازات قائم رکھے اور خود فیصلہ کرلے کہ کونسا مذہب اختیار کیا جائے۔ اور اگرچہ ضمیر کی انفرادی آزادی کی اجازت دی جانے والی تھی رومن کیتھولک صوبہ جات سے بھی انھیں شرائط پر شریک ہوجانے کے لئے کہا گیا اس عہد یہ کی حکومت ایک مجلس عامہ کے ہاتھ میں دی جانے والی تھی جو تمام صوبہ جاتی مجالس کے نائبین پر مشتمل ہو۔ اور اس کی کرنسی (سکہ currency) اور نظام اجزائے محصولات (Taxation) مشترک ہو۔ اور ایک مجلس انتظامی ہو جو مجلس عامہ کے آگے جوابدہ رہے۔ اس مشہور دستاویز پر ابتداءً صرف پانچ شمالی صوبوں نے دستخط کئے لیکن بعد میں دیگر دو (گردننجن اور اوریس)، نیز شہر ہائے گھنٹ، بروجس، یپرس اور اینٹورپ بھی شریک ہوئے۔ اگرچہ اس اتحاد کو شروع میں عارضی قرار دیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں وہ سات صوبہ جات متحدہ کے آئندہ دستور متفقہ کا اساس بن گیا، جس طرح کہ اتحاد اتراس میں آئندہ جدید تنظیم یافتہ اسپینی ہیندرستان کا بیج بویا گیا تھا۔

جس زمانے میں شمال مشرقی اور جنوب مغربی اضلاع میں ارتباط پیدا ہورہا تھا

جنوب مغربی صوبہ جات اور شمال میں پارما کی کامیابی

اسی زمانے میں پارما صوبہ جات متوسط میں زبردست ترقی کر رہا تھا۔ ۱۵۷۹ء کے گرما میں میسٹرکٹ جو دریائے میوز پر واقع تھا۔ چار مہینوں کے محاصرے کے بعد مسخر ہوا۔ اور ڈی بورس نے میچلن کو نمک حرامی کر کے حوالے کر دیا۔ اگلے سال کے مئی میں مشہور ہیوگیناٹ ڈی لانو کو انگل منسٹر کے قریب اسیر بنا لیا گیا۔ حتیٰ کہ شمال میں کونٹ رینی برگ نے شہر گردننجن کے ساتھ بے وفائی کی اور ناساؤ کا جان جو ولیم کا بھائی ہوتا تھا، لوگوں میں حب وطن کے فقدان اور تنظیم و ترتیب (discipline) سے بہ تنگ آکر گلڈر لینڈ کی اسٹیٹ ہولڈری (Stateholderati) سے ہاتھ دھو بیٹھا اور جرمنی کو واپس ہو گیا۔

اس کامیابی سے بلند ہمت ہو کر فلپ نے جون ۱۵۸۰ء میں رئیس آرنج

کے اخلاف حکم امتناعی شائع کر کے فیصلہ کن کارروائی کی۔ اس کو نمک حرام اور بدکردار قرار دیا گیا تمام وفادار رعایا کو اس کے ساتھ مراسلت کرنے یا اس کی مہمانداری کرنے، یا اس کو پناہ دینے کی ممانعت کی گئی۔ اور اس شخص کو

فلپ رئیس آرنج کے خلاف حکم امتناعی شائع کرتا ہے جون ۱۵۸۰ء

پچیس ہزار طلائی کراؤن اور ایک اعلیٰ عمارت دینے کا وعدہ کیا گیا جو اس کو زندہ یا مردہ فلپ کے حوالہ کردے۔ فلپ نے اس میں گرینویلا کے مشورے کے بموجب عمل کیا جس نے کہا تھا کہ ولیم ایک بزدل انسان ہے اور قتل کے خوف سے یا تو وہ اطاعت قبول کرلے گا یا خودکشی کرے گا۔ اگرچہ اس حکم امتناعی کو ایک حکم نامۂ موت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے لیکن ولیم اس سے ذرا بھی نہیں گھبرایا۔ ولیم نے اپنے جواب میں نہایت دلیری کے ساتھ اپنے دشمن سے بے باکی کا اظہار کیا۔ اس نے دعوے کے ساتھ بیان کیا کہ فلپ اپنے بیٹے ڈان کارلوز اپنی بیوی الیزبتھ اور شہنشاہ میکسی ملین کا قاتل ہے اس لئے اعلان کیا کہ نیدرستان پر حکومت کرنے کی نسبت فلپ کا حق اس کے ظلم و استبداد کی

ولیم اپنا جواب شائع کرتا ہے اور انجو کے ڈیوک کے ساتھ گفت و شنید صلح شروع کردیتا ہے

وجہ سے باطل ہوگیا۔ لہٰذا وہ ان کا جائز بادشاہ نہیں رہا اور نہ خود یہ باغی۔ آخر میں دعویٰ کرتے ہوئے کہ وہ دوامی اخراج یا موت کو خوشی کے ساتھ برداشت کرے گا بشرطیکہ اس کی بدولت وہ اپنے لوگوں کو آفات و مصائب سے نجات دلا سکے۔ اس نے اپنے تئیں خدا کے حوالے کردیا، جو اپنی عظمت اور اس کی نجات کے پیش نظر جس طرح بہتر سمجھے اس سے اور اس کے مال و اسباب سے کام لے۔ لیکن ولیم نے ان الفاظ پر اکتفا نہیں کیا اس کو ایک مدت سے یقین تھا کہ جب تک بیرونی امداد حاصل نہ کی جائے کم از کم جنوبی صوبے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ ڈیوک کیا سمیر نے اپنی ناقابلیت کی وجہ سے ان اغراض و مفاد کو فائدے سے زیادہ نقصان پہنچایا اور تیس ہزار جرمن اجورہ دار شیاطین کی تنخواہ تک ادا کئے بغیر ملک کو خیرباد کہہ دیا۔ آرچ ڈیوک میتھیاس ظاہر ہے کہ ایسا شخص نہیں تھا کہ کسی معاملے کو تقویت پہنچا سکے اور نہ جرمنی مزید امداد دینے کی توقع تھی۔ صرف فرانس

باقی رہ گیا تھا۔ لہذا انجو کے ڈیوک کے ساتھ دوبارہ گفت و شنید شروع کی گئی۔ جون ۱۵۷۹ء میں اس امید کی بنا پر انگلستان گیا تھا کہ اگر ایلزبتھ اس کو صرف دیکھ پائے تو اس کا ساتھ قبول کرلے گی۔ یقیناً ڈیوک کی ظاہری وجاہت ایسی نہ تھی کہ اس کی یاوری کرتی، کیونکہ اگرچہ تمام ویلائیس روساء کی طرح اس کے عادات و اخلاق نہایت پسندیدہ تھے، اور وہ ایک اچھا شخص اور ایک تازہ توانا رئیس تھا۔ لیکن پستہ قامت تھا۔ چہرے پر چیچک کے داغ تھے اور ناک بہت بڑی تھی، علاوہ ازیں کنواری ملکہ اس کے ساتھ چوچلے کر رہی تھی انجو سے شادی کرنا اور فرانس کی امداد کے قطعی وعدے کے بغیر نیدرستان میں اس کی مدد کرنا فلپ سے سخت عداوت مول لینا تھا۔ اور اس کی توقع نہیں تھی کہ ہینری سوم وعدہ کرے گا اور اس کو فرانس کے حق میں نیدرستان فتح کرنے کی اجازت دینا ناقابل برداشت تھا لہذا اس نے اپنے محب کی توقعات کو صرف اس غرض سے بڑھا دیا تھا کہ اس کو کسی طرح فلینڈرس سے نکالے اور بجز اس کے کوئی اتنا دل نہیں تھا کہ اس کو شادی کے خواستگار کی حیثیت سے اپنے پیچھے لگا رکھے۔ لہذا انجو کو دل خوش کن مواعید کے ساتھ واپس کیا گیا اور اس نے اپنی دلھن کو حاصل کرنے کی توقع میں طبقات کی شرائط کو شوق کے ساتھ قبول کرلیا۔

عہد نامہ پلیس لیس ٹورس (ستمبر ۱۵۸۰ء) کی رو سے جس کی توثیق اگلے جنوری میں ہوئی، ڈیوک کو نیدرستان کی موروثی فرمانروائی عطا کی گئی۔ اور شرائط یہ تھیں کہ وہ ہمیشہ اسی ملک میں مقیم رہے کسی اجنبی کو خدمت نہ دے حکومت میں ردوبدل کی کوشش کرے اور نہ صوبوں کے امتیازی حقوق میں مداخلت کرے،

عہد نامہ پلیس لیس ٹورس کی رو سے انجو کے ڈیوک کو نیدرستان کی موروثی فرمانروائی عطا کی گئی۔ ستمبر ۱۵۸۰ء

وہ شاہ فرانس سے مدد تو لے لیکن کسی علاقے کو اس ملک میں ملحق کرنے میں مدد نہ دے۔ اگر ان شرائط کی کبھی بھی خلاف ورزی کی جائے گی تو اس کی فرمانروائی کو فوراً ضبط کرلیا جائے گا۔ اگلے جولائی ۱۵۸۱ء کی ۲۶ کو طبقات نے آخر الامر فلپ کی فرمانبرداری ترک کردی اور آرچ ڈیوک میتھیاس اکتوبر میں نیدرستان سے روانہ ہوگیا حالانکہ انجو کو فروری ۱۵۸۱ء سے پیشتر قبول نہیں کیا گیا۔ شمالی صوبہ جات اس اجنبی حاکم کا خیر مقدم کرنے سے انتہا درجہ ناراض تھے ولیم نے متعدد مرتبہ انکار کرنے کے بعد

جولائی ۱۵۸۱ء میں ہالینڈ اور زیلینڈ کے کونٹ کا خطاب قبول کر لیا تھا اور بدوران جنگ اس کو فرمانروائی دی گئی تھی۔ لہٰذا ان صوبہ جات نے انجو کے ڈیوک کو ان صاف شرائط پر تسلیم کیا کہ رئیس آرنج کے عملی تفوق میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ اس طرح ہر منشاء کے اعتبار سے ہندرستان اب تین حصوں میں منقسم ہو چکا تھا۔ مغربی

ہندرستان کی سہ گانہ تقسیم۔

صوبہ جات جنھوں نے دوبارہ اسپینی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا، شمال مشرقی صوبہ جات زیر ولیم اور وسطی صوبہ جات جنھوں نے فرانسیسی رئیس کی فرمانروائی قبول کر لی۔ اس معاملے میں ولیم کے مسلک پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے، اور یقیناً فرانس میں انجو کا سابقہ کردار (دیکھو صفحہ ۴۸۸ و ۴۹۲) کوئی زیادہ امید افزا فال نیک نہیں تھا۔ اگرچہ یہ چارۂ کار بدرجۂ مجبوری اختیار کیا گیا تھا تاہم فرانسیسی اتحاد کا خیال بالکلیہ بر ابھی نہیں تھا اس امر کی کچھ توقع باقی تھی کہ ایک کیتھولک فرمانروا جو پراٹسٹنٹوں کے ساتھ رواداری برتنے پر رضامندی کا اظہار کرے۔ اسپین کی مخالفت کے تمام عناصر کو یکجا جمع کر لے۔ کیتھرائین اور شاہ ہنری سوم ایک مخالف اسپینی مسلک (دیکھو صفحہ ۴۹۵) اختیار کرنے کی جانب نیم مائل تھے اور اگر اس موقع پر ملکہ انگلستان کی شادی بھی ہو جاتی تو اسپین کے خلاف ایک اشتراک عظیم کا کانگنی کا خیال بالآخر حقیقی صورت اختیار کر لیتا لیکن بدقسمتی سے ان سب کا برا اتمام ہوا۔ ایلزبتھ نے انجو کو دوبارہ انگلستان بلا بھیجے اور اپنے عاشق کے ساتھ قرار نسبت کے چھلے تبادلہ کرنے کے بعد بھی فیصلہ کن قدم آگے بڑھانے سے انکار کر دیا، اور انجو بالآخر انگلستان سے ہندرستان کو روانہ ہو گیا اہل فلینڈرس اور فرانسیسیوں میں جھگڑا ہو گیا، مذہبی نارواداری نے منافرت میں اضافہ کر دیا، پارما کی کامیابیاں جاری رہیں، اور انجو نے اپنے اوپر عائد کردہ قیود سے تنگ آ کر بے وقوفی اور غیر محتاط شتاب کاری سے حکومت میں ناجائز رد و بدل کی

فرانسیسی غیظ و غضب ۱۶ جنوری ۱۵۸۳ء

کوشش کی۔ اس میں اس کو بعض چھوٹے شہروں میں کامیابی ہوئی، لیکن برو جس میں وہ ناکام رہا۔ لیکن اینٹورپ میں شہریوں نے شورش برپا کر دی اور اس کے

دو ہزار سپاہیوں کو تہ تیغ کر دیا (۱۶ر جنوری ۱۵۸۳ء) انجو نے بے شرم شوخی اور ڈھیٹ پن سے الزام اپنی رعایا کے سر تھوپا، اور ساتھ ہی پارما کے ساتھ سازش شروع کر دی کہ اگر وہ بعض شہروں کو فرانسیسی سرحد سے ملحق کر دے تو وہ اس کے ساتھ مل جائے گا۔ ولیم نے اس موقع پر بھی فرانسیسیوں کو مشتعل کرنا پسند نہیں کیا۔ ڈیوک فرانس کو روانہ ہونے کے بعد (۲۸ر جون) گفت و شنید کا سلسلہ جاری ہوا لیکن اگلے سال اس کے انتقال نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اس واقعے سے بیشتر پارما نے، فرانسیسی غیظ و غضب سے پیدا شدہ انتشار و بے اعتمادی سے فائدہ

انجو کی روانگی نیدرستان سے ۲۸ر جون ۱۵۸۳ء

اٹھا کر کچھ تو بزور اسلحہ اور کچھ رشوت دہی سے باستثنائے فلینڈرس قریباً تمام وسطی صوبوں کو حاصل کر لیا، اور اس وقت بھی بروجس ابرشاٹ کے ڈیوک کے بیٹے شیمے کی نمک حرامی سے حوالہ کیا گیا۔

انجو کے انتقال کے ایک ماہ بعد آرنج کے ولیم کو قتل کر دیا گیا۔ حکم انتفاعی اس کے لئے حکم موت تھا۔ پانچ کوششیں کی گئی تھیں جن میں سے ایک تو ہیں آرنج کے حق میں تقریباً مہلک تھی۔ اور اس کی وجہ سے جو اضطراب و پریشانی پیدا

آرنج کے ولیم کا قتل ۱۰ر جولائی ۱۵۸۴ء

ہوئی وہ کم از کم اس کی بیوی بوربان کی شارلائیٹ کے انتقال کا موجب ہوئی۔ آخر کار ۱۰ر جولائی ۱۵۸۴ء کو جب کہ اس کی عمر اکاون سال کی تھی بلتھازر جیرارڈ نامی ایک سودائی باشندۂ فریج کومٹی نے جو عرصے سے یہ سمجھتا تھا کہ اس کام کے لئے روز ازل سے اس کو مقرر کیا گیا ہے ولفٹ میں اس کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔

یہ اولو العزم انسان جس کا یہ انجام ہوا احساس ذمہ داری اور پرخطر زندگی کے پاکیزہ اثرات کا ایک اعلیٰ نمونہ تھا۔ اپنے ملک کے مشکلات اور ان افکار نے جو ان مشکلات کے باعث پیدا ہوئے اُسے جوانی کی عیاشی و فضول خرچی کے دائرے سے نکال لیا اور اس کی سیرت میں گہرائی پیدا کر دی تھی۔ وہ ذاتی ایقان کی وجہ سے نہیں بلکہ پیدائشی طور پر کیتھولک تھا لیکن بعد میں اس کا لوتھری اور پھر کالوینی مذہب اختیار کرنا غالباً زیادہ تر سیاسی اغراض و مفاد پر مشتمل تھا؛ اور اگرچہ اس کے

انتہائی عقائد کے اخلاص و صداقت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس کے سابقہ تجربے نے اُسے بعض اور ہمعصروں کی طرح رواداری کی قدر و قیمت سکھادی تھی (یہ ایک ایسا عقیدہ تھا جس کی وجہ سے بعض زیادہ متعصب متبعین نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا) بہت کم لوگ اس امر سے انکار کریں گے کہ وہ حریص اور اولوالعزم انسان تھا، لیکن فرمانروائی قبول کرنے سے جو اس کو پیش کی گئی تھی اُس کا بار بار انکار (جس کو بعض لوگ غلطی پر محمول کرتے ہیں، کم از کم اتنا ثابت کرتا ہے کہ وہ اس امر سے بخوبی واقف تھا کہ ذاتی اغراض و مفاد کو کس طرح قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے یہ صحیح ہو کہ وہ کوئی زبردست سپہ سالار نہیں تھا اور یہ کہ فوجی جراءت و ہمت کی اس میں کمی تھی، تاہم اگر یہ پیش نظر رہے کہ اس نے ناقابل اعتماد اجورہ دار سپاہیوں کی کمان کی یا ایسے غیر مصافی سپاہیوں کی قیادت کی جو کھلے میدان میں اپنی آزمودہ کار سپاہیوں کا مقابلہ کرنے کے بالکل ناقابل تھے تو ہم غالباً کھلے میدان کی لڑائیوں سے احتراز کرنے پر اس کی دانائی کی تحسین کریں گے۔ لیکن اس کی عظمت و بزرگی اس کی تدابیر اور سیاسی نکتہ رسی میں ہے۔ سیاسی امور میں کامل راست بازی دشوار ہے۔ لیکن ولیم حیلہ ساز ایلزبتھ میکویلی کیتھرائین یا دغا باز فلپ کے مقابلے میں بے انتہا زیادہ راست باز تھا۔ ناسازگار اور ناموافق حالات میں باوجود اپنی طبعی پژمردگی کے وہ اپنے اس مقولے پر ثابت قدم رہتا تھا کہ جو میں کہتا ہوں اسی پر قایم رہوں گا۔ رئیس آرنج پر اس کے مخالفین کی الزام دہی کو اس کی قابلیت کا اور اس کے گرویدہ اور جان نثار متبعین اس کی شخصی دلکشیوں کا معیار اور متحدہ نیدرستان کی آئندہ عظمت و شوکت کو اس انسان کی عظمت و اولوالعزمی کا ناقابل حجت ثبوت قرار دیا جائے، جو بجا طور پر اُن کا باپ کہلایا جاتا ہے۔ تاہم یہ غیر اغلب ہے کہ ولیم اگر زندہ رہتا بھی تو جنوب مغربی صوبوں کو دوبارہ حاصل کرتا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ صوبوں میں شگاف و افتراق شروع ہو چکا تھا (ایک ایسا شگاف جس کو مستقبل کی تاریخ نے نہایت گہرا اور زبردست ہونا ثابت کیا ہے) اور جنوب مغرب میں پارما کی کامیابی کا اب قریب قریب یقین ہو چکا تھا۔ بلاشبہ ولیم ہوگینا ٹوں اور نوارے کے ہینری جوانجو کے انتقال کی وجہ سے فرانس کا ولی عہد

بن بیٹھا تھا، کے ساتھ انسجام قائم کرنے کا متوقع تھا، یہ ایک ایسا خیال تھا جس کی توجیہ کالگنی کی بیٹی کے ساتھ اس کے عقد سے ہوتی ہے[1] معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام پراٹسٹنٹ سلطنتوں میں اشتراک و اتحاد قائم کرنے کا متمنی تھا۔ لیکن ہنری کو اپنے ملک میں کافی مصروفیت تھی اور ایلزبتھ کا بھرم باقی نہیں رہا تھا اور ادھر لوتھری اور کالوینی مذہب والوں کے جھگڑے اور کیتھولک ردعمل کی ترقی جرمنی سے موثر امداد میں سد راہ تھی۔ ولیم نے سات متحدہ صوبہ جات کی خود مختاری کا سنگ بنیاد رکھ دیا تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس سے زیادہ کچھ نہ کرتا کہ اس خود مختاری کو چند سال پیشتر تسلیم کروالیتا۔

"اگر ولیم دو سال پیشتر قتل کیا جاتا" فلپ نے کہا، "تو بہت سی دشواریوں سے مجھے نجات مل جاتی، لیکن اس کے قتل نہ ہونے سے قتل ہونا ہر حالت میں بہتر ہے۔" ولیم کا دوسرا بیٹا مارس جو ہالینڈ اور زیلینڈ کا کپتان جنرل اور مجلس منتظمہ کا جو عارضی طور پر مقرر کی گئی تھی صدر منتخب ہوا۔ صرف سترہ سالہ تھا، ولیم کا داماد ہوہنلو شرابی تھا اور امیر البحر لسلانگ نے طبقات کے ساتھ جھگڑا کرلیا لہذا اجسٹن اس کی جگہ مقرر ہوا جو ولیم کا ناجائز بیٹا تھا۔ لیکن یہ ناتجربہ کار تھا اس سے قدرۃً جو انتشار و اضطراب پیدا ہوا اس سے پارما نے فائدہ اٹھایا۔ جنوب میں اہم ترین شہر جو غیر مطیع رہ گئے تھے ڈنڈرلمنڈ گھنٹ،

مارس ہالینڈ اور زیلینڈ کا کپتان جنرل مقرر ہوتا ہے

---

[1] ولیم نے چار مرتبہ شادیاں کیں:۔

(۱) اگمنٹ کی این۔

(۲) این دختر مارس آف سیکسنی

(۳) بوربان کی شارلاٹ۔ دختر لوئی، ڈیوک آف مانٹ پنسیئر۔

(۴) لوئیسا دختر امیر البحر کالگنی اس کے گیارہ بچوں کے منجملہ حسب ذیل بہت اہم ہیں۔

(۱)۔ فلپ ولیم فرزند این آف اگمنٹ جو ۱۵۶۷ء سے اسپین میں اسیر رہا۔ انتقال کی تاریخ ۱۶۱۸ء

(۲) مارس فرزند این آف سیکسنی اسٹیٹ ہولڈر از ۱۵۸۷ء تا ۱۶۲۵ء

(۳) فریڈرک ہنری فرزند لوئیسی ڈی کالگنی اسٹیٹ ہولڈر از ۱۶۲۵ء تا ۱۶۴۷ء۔

پارما کی کامیابی

برسلز، میچلن اور اینٹورپ تھے اور یہ سب کے سب دریائے شلٹ پر یا اس کی شاخ، سیین، پر واقع تھے۔ الگزینڈر نے اچھی شرائط پیش کیں۔ ان کے مراعات کے احترام کا لوگوں کی دینی حالت کے متعلق بازپرس نہ کرنے اور انھیں غیر ملکی متعینہ فوج سے نجات دلانے کا وعدہ کیا۔ آرنج کے بہت سے قدیم حامیوں نے مایوسی کے عالم میں اپنی اغراض کا ساتھ چھوڑ دیا اور جولائی ۱۵۸۵ء کے اواخر تک یا تو تمام شہروں نے باستثنائے اینٹورپ خود کو حوالہ کر دیا یا مسخر کر لئے گئے۔ پارما نے اب اس اہم مقام کے خلاف پوری جد و جہد شروع کر دی یہ مہم دشوار تھی۔ پارما کے پاس بیڑہ نہیں تھا اور فلپ نے جو اس وقت فرانس کی جمعیت (دیکھو صفحہ ۵۰۰) کے معاملات میں مصروف تھا نہایت قلیل امداد دی اور اگر اینٹورپ کے شہری ۱۵۷۴ء کی لیڈن والی مثال کی تقلید کرتے تو پارما شہر تک نہ پہنچ سکتا لیکن اس قربانی کے لئے وہ تیار نہیں تھے اور انھوں نے خام تدابیر جو اختیار کیں وہ فائدہ سے بڑھ کر نقصان کا باعث ہوئیں لہذا پارما شہر کی سمندری جانب دریائے شلٹ تک رسائی کرنے میں کامیاب ہوا اور ایک پل کی تعمیر شروع کر دی جس سے تمام بحری تعلقات کو منقطع ہو جانا پڑتا تھا۔ محصورین نے بالکل بعد از وقت اس کو مقاصد میں ناکام رکھنے کی زبردست کوشش کی اور ایک مرتبہ تو آتش زن جہاز سے خائف کر کے اس رکاوٹ کو دور کرنے میں قریب قریب کامیاب ہوئے لیکن پارما ایسا شخص نہیں تھا کہ مزاحمت سے اس کو روکا جا سکتا۔ اُن کی تمام جد و جہد کے باوجود پل تکمیل کو پہنچایا گیا اور چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد برگو ماسٹر سینٹ آلڈیگونڈ نے شہر کو حوالے کر دیا (۱۷ اگست)۔ لیکن فتحمندی کو لوٹ اور غارتگری سے داغدار نہیں بنایا گیا۔ معافی کا اعلان کیا گیا۔ حالانکہ شہر کو تاوان ادا کرنا پڑا باستثنائے کیتھولک مذہب تمام مذاہب کو ممنوع قرار دیا گیا لیکن جن لوگوں کو اس سے اتفاق نہیں تھا انھیں دو سال کا موقع دیا گیا۔ لیکن تسخیر اینٹورپ نے اگر پارما کی فوجی شہرت کو معراج پر پہنچا دیا اور برابانٹ کو عملاً اسپینیوں کے حق میں حاصل بھی کر لیا تو حقیقی فائدہ کوئی زیادہ اہم نہیں تھا۔ اسٹنڈ اور سلوئیس اب تک ثابت قدم رہے گو بعد میں

محاصرہ اینٹورپ
۱۷ اگست ۱۵۸۵ء

ان کو فتح کیا گیا (سلوئیس اگست ۱۵۸۷؁ء میں)، لیکن ولندیزی فلشنگ اور شلٹ کے مدخل پر مستقل قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کی بدولت نہ صرف انھوں نے اینٹورپ کی تجارتی اہمیت کو برباد کر دیا جو اس کے بحری رسل و رسائل سے قائم تھی بلکہ دیگر عظیم الشان شہرہائے فلینڈرس کی تباہی میں مدد دی۔ امسٹرڈم نے اب اینٹورپ کی جگہ لے لی۔ فلیمی تجارت کے لئے دریائے شلٹ کا راستہ بند ہو گیا اور اس کے بعد سے ہمارے زمانے تک جبکہ دریائے شلٹ کی راہ سے اینٹورپ کی تجارت کھول دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اینٹورپ تجارت کا ایسا گہوارہ نہ بن سکا جس کے لئے اس کا جغرافی مقام اس قدر موزون ہے۔

جس زمانے میں یہ یادگار محاصرہ جاری تھا اسی زمانے میں نیدرستان کی بادشاہی عجب کس مپرسی کی حالت میں تھی یہاں اب تو جماعتیں عالم ظہور میں آگئی تھیں وہ جنھوں نے اپنی توقعات کو فرانسیسی امداد پر قائم کیا اور وہ جو انگلستان کی طرف تک رہے تھے۔ ابتداءً فرانسیسی جماعت کو کامیابی ہوئی۔ انجو کی نمک حرامی سے مایوس ہوئے بغیر اور صوبہ ہالینڈ کی مخالفت کے باوجود انھوں نے ہنری سوم کو فرمانروائی پیش کی۔ ان شرائط پر جن کا تصفیہ متعاقب عمل میں آنے والا اتحاد اکتوبر ۱۵۸۰؁ء)

ہنری سوم فرمانروائی سے انکار کرتا ہے اکتوبر ۱۵۸۴؁ء جو ایلزبتھ کو پیش کی جاتی ہے

ایک ایسی قابل فخر پیش کش دلفریب تو ضرور تھی۔ اور اگر ہنری کو فرصت ملتی تو غالباً اس کو قبول کر لیتا لیکن ویلائس خاندان کا آخری فرد کیتھولک جمعیت کے جال میں پھنسا ہوا تھا۔ طویل شش و پنج کے بعد جولائی ۱۵۸۵؁ء میں اس نے جمعیت کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر دیا (دیکھو صفحہ ۵۰۲) اور اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

فرانسیسی امداد کی توقعات پر پانی پھر جانے کے بعد اہل نیدرستان انگلستان کی طرف مائل ہوئے۔ ایلزبتھ کو یہ سن کر اطمینان ہوا کہ شاہ فرانس نے اس کی فرماں روائی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ انگلستان کی نسبت فلپ کے مدعا سے اچھی طرح باخبر ہونے کی حیثیت سے وہ متردد تھی کہ پارما کو صوبہ جات متحدہ دوبارہ فتح کرنے کا موقع نہ دے۔ لہٰذا وہ ان صوبوں کو رقم اور سپاہ سے مدد دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ لیکن اپنی معمولی جزرسی سے کام کے لئے عزم کر چکی تھی کہ ادائے رقم کے لئے مکفولہ شہروں کی صورت میں کافی

ضمانت حاصل کرے۔ وہ اپنی ذات سے ہیدرستان کی فرمانروائی قبول کرنے سے ڈرتی رہی کیونکہ یہ طرزِ عمل اسپین کے گہرے اور قطعی مخالفانہ مسلک کا ضامن ہو جاتا اور اہل نیدرستان چاہتے یہی تھے۔ لہٰذا تسخیر اینٹورپ سے پیشتر جو گفت و شنید کی گئی اس میں بعید تاخیر ہوئی اور بالآخر نومبر ۱۵۸۵ء میں اہل نیدرستان نے اس کی شرائط منظور کر لیں۔ ملکہ نے وعدہ کیا کہ ان صوبہ جات میں پانچ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوار کی ایک مستقل جمعیت اپنے مصارف سے متعین رکھے گی۔ لیکن اس طرح جو مصارف عائد ہوں گے۔ ان کی ادائی کی کفالت میں بریل اور فلشنگ اس کی نگرانی میں دے دئے جائیں جہاں ایک مزید دستہ متعین کیا جائے گا۔ اس کو اٹھارہ ارکان کی مجلس انتظامی میں جس کو ولیم خاموش کے انتقال کے بعد امورِ انتظامی تفویض کئے گئے تھے۔ اپنی جانب سے دو ارکان کی نامزدگی کا حق حاصل رہے گا۔ لیسٹر کا ارل (Earl) جو ملکہ کا منظورِ نظر تھا اس فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ اس کے بھتیجے سر فلپ سڈنی کو فلشنگ کی گورنری اور لارڈ برلے کے بیٹے سر ٹامس سیسل کو بریل کی گورنری تفویض کی گئی۔

الزبتھ فرمانروائی سے انکار کرتی ہے لیکن لیسٹر کے ارل کو روانہ کرتی ہے۔ ۹ دسمبر ۱۵۸۵ء

۹ دسمبر کو اس مہم کے جہازوں نے لنگر اٹھایا لیکن اہل ہیدرستان کو اب تک تشفی نہیں ہوئی تھی بظاہر ملکہ کو اپنے معاملات میں مزید موافق بنانے کی فکر میں ان لوگوں نے صوبہ جات متحدہ کے گورنر جنرل کی خدمت لیسٹر کو پیش کی نیز خشکی اور تری کی قیادت اعلیٰ اور غیر مصافی (Civil) اور سیاسی معاملات میں اقتدار اعلیٰ بھی اسی کے تفویض ہوں۔ لیسٹر کو حلف اٹھانا پڑا کہ وہ ملک کے قدیم قوانین اور مراعات کو برقرار رکھے گا اور مجلس نظمیہ کی مدد سے حکومت کرے گا لیکن وہ اپنی مرضی سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کر سکتا ہے اور اس کو حق حاصل ہے کہ تمام غیر مصافی اور قانونی خدمات پر اس فہرست ہی سے جو اس صوبے کے طبقات کی جانب سے پیش کی جائے گی جس کی حدود میں خدمت تقرر طلب ہو جس کا چاہے تقرر کرے۔ ارل نے نہ صرف اس دلکش شرط کو قبول کر لیا بلکہ جس عظیم الشان طریقے سے

لیسٹر خدمت گورنر جنرل کو قبول کرتا ہے

اس کا خیر مقدم کیا گیا اس سے بلند حوصلہ ہو کر۔ یہاں تک کہتا سنا گیا ہے کہ اس کے خاندان کو غلطی سے تخت و تاج انگلستان سے محروم کر دیا گیا۔ اس طرز عمل سے ابلزبتھ کے احساسات کو ٹھیس لگی۔ ایک ملکہ کی حیثیت سے اس کی اس سخت اور

ابلزبتھ کا غیظ و غضب

حیرت ناک توہین نے کہ ارل نے اس کی رعیت ہونے کے اعتبار سے اس کی اجازت کے بغیر حکومت مطلق قبول کر لی اس کو برافروختہ کر دیا۔ ایک عورت کی حیثیت سے وہ اپنے منظور نظر سے رشک کرنے لگی جو دوسروں کے ہاتھ سے اعزاز حاصل کرنے کا مشتاق تھا۔ ایک سیاس تخت نشین کی حیثیت سے وہ خائف ہو گئی کہ لیسٹر کے بے تامل اور شتاب کارانہ عمل اس کے تمام کھیل بگاڑ دے گا اور فلپ کو انگلستان پر ضرب لگانے کا موقع مل جائے گا۔ لہذا اس نے لیسٹر کو تاکیدی حکم روانہ کیا کہ برملا اور کھلے بندوں اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائے۔ دو مہینے تک اس کا غصہ کم نہیں ہوا۔ آخر کار اپنے دلدار (Sweet-Robin.) کے ایک خفیہ خط نے نسوانی غرور کا مسئلہ حل کر دیا۔ برلے اور واسنگھام نے اس کو تلون کے مہلک نتائج سے متنبہ کیا۔ آخر وہ رضامند ہو گئی کہ کم از کم عارضی طور پر گورنر مطلق کی خدمت کو برقرار رکھے (۱۰/ اپریل) ہم نے بعد میں اسے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس کو اس خطاب سے اتنی نفرت نہیں جتنی کہ ولندیزیوں کے مواعید کی عدم تکمیل سے ہے۔

ملکہ اور اس کے منظور نظر کے جھگڑے کا تو خاتمہ ہو گیا لیکن اس کے نتائج کا خاتمہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنی متکبرانہ اور لاابالی طرز عمل نیز اپنی ملکہ کی رنجش کی بدولت خود کو جس حقیر حیثیت پر پہنچا دیا اس سے اس کی حکومت کی بے وقعتی ہو گئی اسی طرح اہل نیدرستان میں اشتباہ و بیزاری جو پیدا ہو گئی اس میں ابلزبتھ اور پارما کے مابین گفت و شنید کی خبر نے اور اضافہ کر دیا (یہ ایسی خبریں تھیں جو قوی بنیادوں پر قائم تھیں) کیونکہ انگلستان کی مجوزہ چڑھائی

طبقاتی جماعت لیسٹر کی تائید سے باز آجاتی ہے

۱۔ ارل آف لیسٹر گلڈ فورڈ ڈڈلی کا بھائی تھا جو لیڈی جین گرے کا شوہر تھا اور جس کو ۱۵۵۴ء میں قتل کر دیا گیا۔

کا جوں جوں یقین ہوتا گیا ویسے ویسے اس ضرب سے صلح جو بانہ گفت و شنید کے طفیل بچنے کی غرض سے ملک کی جد و جہد میں اور ترقی ہوتی گئی۔ اس سے زیادہ بد قسمت حکمت عملی اور کیا ہو سکتی تھی۔ فلپ کا مقصد تھا کہ اپنی عظیم الشان ضرب کی پوری تیاری ہونے تک وقت گزارتا رہے۔ اور اگرچہ ایلزبتھ کو توقع تھی کہ کسی نہ کسی صلح میں نیدرستان کو داخل کرلے گی۔ لیکن اس کے سابقہ کردار نے یقیناً اس امر کی کوئی ضمانت نہیں دی کہ ضرورت کے وقت وہ اہل نیدرستان کے سفاد کو قربان نہیں کردے گی۔ ان خطرات کو قدرۃً طبقاتی جماعت (یعنی حکمران جماعتوں نے جن کی صوبہ جاتی طبقات میں نمایندگی کی جاتی تھی) اور اسٹیٹ جنرل (جس میں پاکل بائیس، سابق مشیر قانونی اور جان وان اولڈن بر نیولڈ مشیر قانون جیسے لوگ شریک تھے) میں انتہائی شدت کے ساتھ محسوس کئے جانے لگے۔ یہ جماعت اس وقت تک اسپین کے خلاف کشمکش میں سب کی قیادت کرتی رہی، اور اگرچہ اب تک انگریزی اتحاد کی طرفدار تھی لیکن اپنے ملک کو ایک عورت کی آرزوں یا ایک بے وفا ملکہ کی سیاسی نباضیوں کا تختۂ مشق بنانا نہیں چاہتی تھی۔ لیسٹر اس کے لعن طعن سے مشتعل ہو کر اس خودنمائی اور خوشامد پسندی سے

لیسٹر عمومیہ کے مسلک کی طرف مائل ہوتا ہے

جو اس کی اہم غلطیاں تھیں، عوام کی طرف متوجہ ہوا اور ایک عمومی مسلک اختیار کیا جو حکومتی طبقہ اور امیرانہ شہروار خاندانوں کے حق میں اس سے بھی زیادہ ناپسند تھا۔ اس قانون کی کہ کوئی شخص جو اس صوبے کا باشندہ نہ ہو کوئی خدمت نہیں حاصل کرسکتا خلاف ورزی کرتے ہوئے اس نے اپنے تین ساختہ پرداختہ آدمیوں کو برسر اقتدار کردیا۔ ڈیونٹر باشندہ بربانٹ کو اٹرکٹ کا برگو ماسٹر مقرر کیا گیا۔ ڈینیل ڈی برگر یو باشندہ فلینڈرس اس کا پرائیویٹ سکریٹری اور رگنالٹ ایک اور فلینڈری جو مرتد تھا اور ایک زمانے میں گرینویلا اور الوا کی تحت ملازمت بھی اختیار کی تھی جدید ایوان مالیات کا صدر بنایا گیا۔ اس ایوان کو لیسٹر نے اس توقع کی بنا پر قائم کیا تھا کہ اس کی بدولت مالگذاری میں دغابازیوں کا سد باب ہو جائے گا اور سونے کے پہاڑ کھڑے ہو جائیں گے۔ تاجروں کی مزید دلخراشی اس طرح ہوئی کہ ایلزبتھ نے انگریزی پارچہ کی خام اشیاء کو امبڈن واقع مشرقی فریسلینڈ سے اسٹرڈم یا ڈولفٹ منتقل کرنے سے انکار کردیا اور آخرالذکر کارروائی نے اسپین سے

زیادہ دلندیزی تجارت کو نقصان پہنچایا، اور یہ مخالفت اس قدر غیر مقبول ہوئی کہ اس کو جلد تر منسوخ کر دینا پڑا۔ خود بھی کالوینی ہونے کی حیثیت سے ارل نے مذہبی امور میں خوشی کے ساتھ جمہوریت پسند جماعت کے خیالات اختیار کئے۔ یہ اعلان کرتے ہوے کہ کیتھولک عیسائی رہبین کے حامی ہیں۔ اس نے سترکیتھولک عیسائیوں کو شہر اٹرکٹ سے خارج کر دیا اور دیگر مقامات میں ان کے ساتھ ناروا سلوک اختیار کیا اور کالوینیت کو سرکاری مذہب بنانے کی غرض سے اُس نے ہیگ میں مذہبی علماء و مشائخ کی ایک مجلس طلب کی۔ اس طرز عمل سے اس نے اس اصول کو خیرباد کہہ دیا جس کی ولیم خاموش ہمیشہ تائید کرتا رہا۔ اُس نے اس مفاہمت کو دھکی دینا شروع کر دیا جو اتحاد اٹرکٹ نے پیدا کی تھی (دیکھو صفحہ) جس کے بموجب ہر صوبے کو اجازت دے دی گئی تھی کہ مذہبی مسئلے کا اپنے طور پر تصفیہ کرلے، اور اس نے بہترین مدبرین عصر کو بیگانہ بنا دیا، اور یہ وہ لوگ تھے جو دنیوی امور میں کلیسائی اثر و نفوذ پر اعتراض کرتے تھے اور جو کالوینی وزراء کے غیر معتدل جوش سے خائف تھے اور چاہتے تھے کہ جنیوا کی طرح یہاں بھی مذہبی حکومت کے قیام سے احتراز کیا جائے۔ لیکن ارل کے متبعین نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسٹیٹ جنرل اور صوبہ جاتی طبقات کے اختیارات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اعلان کیا کہ فرمانروائی عوام میں مضمر ہے۔ ان نظریات کی تقلیدیں حکومت اٹرکٹ (جہاں لیسٹر عموماً سکونت کرتا تھا) میں انقلاب پیدا کیا گیا اور پال بائیز کو جو برگر جماعت کے سب سے سر آوردہ افراد میں تھا (کم از کم لیسٹر کی خاموش رضامندی سے)، بلا تحقیقات چھ ماہ تک قید میں رکھا گیا۔ اس طرح ارل نے اسپینیوں کی مشترک مخالفت میں تمام جماعتوں کو متحد کرنے کی بجائے نفاق و شقاق کی تخم ریزی کی اور ان لوگوں کو بھی اپنا دشمن بنا لیا جو انگریزی اتحاد کے سب سے زبردست حامی تھے، اور اس نے اُن صوبہ جاتی، فرقہ واری، اور مذہبی اختلافات میں اور گہرائی پیدا کر دی جو آئندہ ہالینڈ کے لئے وبال جان ہونے والے تھے۔ اور نہ لیسٹر اپنے ماتحتوں کے تعلقات میں زیادہ خوش قسمت تھا۔ اس نے سر جان نارس سے جو اس کے ورود سے بیشتر انگریزی دستے کا قائد تھا، اس نائیٹ کے بھائی اڈورڈ اور اس کے چچا سے جو خزانچی تھا اور ولکس سے جو مجلس انتظامی کا ایک انگریز رکن

لیسٹر اپنے ماتحتوں سے جھگڑا مول لیتا ہے

تھا۔ جھگڑا کر لیا۔ اگرچہ لیسٹر ان اختلافات کا پوری طرح ذمہ دار نہیں تھا۔ تاہم یہ اُس کے متعلق ولندیزی رائے میں اصلاح کا باعث نہیں ہوئے اور فراہمی رسد میں ایلزبتھ کے بخل کے ساتھ ساتھ میدان کارزار میں اس کی جد و جہد کو ناکام بنا دیا۔ لہذا ان حالات میں یہ بدقسمتی کی بات تھی کہ فلپ فرانس میں جمعیت کی فتح حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا، اور پارما کو کافی مدد روانہ کرنے کے لئے آرماڈا (بحری بیڑہ) تیار کر رہا تھا۔ گویا کہ ۱۵۸۶ء وطن پرستوں کے حق میں تباہی کا سال تھا۔ ۷ جون کو گورنر گریو نے اس شہر کو نمک حرامی کر کے الگزینڈر کے حوالے کر دیا۔

۱۵۸۶ء کی تباہیاں

۲۸ کو وِنلو مسخر ہو گیا اور پارما دریائے میوز کا قریب قریب اس کے دہانے تک مالک بن گیا۔ بالآخر تسخیر زٹفن کے لئے جو ییسل پر واقع تھا۔ لیسٹر کی کوشش اس کے قابل فخر بھتیجے سر فلپ سڈنی کی موت کا باعث ہوئی جو اس بہادرانہ لیکن ناکام کوشش میں کہ پارما کی جانب سے روانہ کردہ دستے کو شہر میں سامان رسد پہنچانے سے روکے، مہلک طور پر زخمی ہوا (۲ اکتوبر) انگریزوں کی طرف جو کامیابیاں ہوئیں وہ صرف ۷ جولائی کو ایگزل پر اچانک حملہ، ۱۲ ستمبر کو ڈوزبرگ کی تسخیر اور شہر زٹفن کے بعض بیرونی قلعوں کی فتح پر مشتمل ہیں۔

جو خرابیاں رونما ہو چکی تھیں ان کا واحد علاج یہی تھا کہ ایلزبتھ فرمانروائی قبول کر لے اور ایک زبردست لشکر میدان میں آتارے لیسٹر ملکہ سے اس نقطے پر اصرار کرنے لگا اور برلے اس تجویز کا مؤید تھا۔ ایلزبتھ کو پہلی بات پر یہ اعتراض تھا کہ اس سے دوامی جنگ کا شبہ پیدا ہو جاتا ہے، اور دوسری پر یہ کہ اس کی وجہ سے مصارف میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور اواخر نومبر میں لیسٹر کی انگلستان کو روانگی نے نیدرستان میں انتشار و اضطراب اور نفاق و شقاق میں مزید اضافہ کر دیا۔ اس کی غیر موجودگی میں حکومت برائے نام مجلس نظمیہ کے ہاتھ میں دی گئی۔

لیسٹر عارضی طور پر نیدرستان سے روانہ ہوتا ہے۔ ۲۴ نومبر ۱۵۸۶ء بے اطمینانی میں اضافہ

انگریزی افواج کی کمان سر جان نارس کو دی گئی اور ولندیزی اور جرمن افواج کی ہوہنلو کو۔ لیکن لیسٹر اس حقیقت سے باخبر تھا کہ مجلس کی اکثریت اس کی مخالف تھی۔ اور یہ دونوں افسر اس کے سخت دشمن۔ علاوہ

خفیہ طور پر ایک کاغذ چھوڑ گیا جس میں کونسل کو اس کی رضامندی کے بغیر قلعوں اور شہروں کی کمان پر کسی تقرر کو مسترد کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ بدقسمتی سے اس کے دو آخری نامزد کردہ اشخاص غدار نکلے۔ سر ولیم اسٹانلی نے زٹفن کے قریب شہر ڈیونٹر کو حوالہ کر دیا۔ اور رولینڈ یارک نے نمک حرامی کر کے قلعہ زٹفن کو شہر کے اسپینی قائد ٹاسیس کے تفویض کر دیا۔ (۲۹ جنوری) خود لیسٹر کے نامزدہ اشخاص کی غداریوں نے پارما کے ساتھ ایلزبتھ کی گفت و شنید میں شامل ہو کر جو عام طور پر معلوم ہو گئی تھی ہالینڈ کی طفلانی جماعت کی آتش غضب کو انتہا درجہ بھڑکا دیا۔ بارنویلڈ نے اعلان کیا کہ ملک کو فرانسیسیوں نے کبھی اتنا دھوکا نہیں دیا جتنا کہ انگریزوں نے دیا ہے اور حکومت اب ناقابل حمایت بن گئی ہے۔ ایلچیوں کو سخت عذرات کے ساتھ ایلزبتھ کے پاس روانہ کیا گیا۔ اور ماریس دوبارہ عارضی طور پر گورنر جنرل اور ہوہنلو لفٹننٹ جنرل مقرر کیا گیا۔ ایلچیوں کی آمد انتہا درجے بے محل ثابت ہوئی اُن کے ورود کے موقع پر میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کی قسمت کا مسئلہ جس کو بیبنگٹن کی سازش میں شریک رہنے پر مجرم قرار دیا گیا تھا ملکہ انگلستان کو برافروختہ بنائے ہوئے تھا۔ ان کے ورود کے چار روز بعد ایلزبتھ نے بالآخر حکم نامۂ موت پر دستخط کرنے سے رضامندی کا اظہار کیا (یکم فروری) اور ۸ کو میری کا سر تن سے جدا ہوا۔ اب اس امر کی سخت ترین ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ فلپ کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا جائے ورنہ حملے کی مدافعت کے لئے جو بہ صورت دیگر لازمی تھا انگلستان کے تمام ذرائع کو مہیا کیا جائے۔ ان حالات میں ایلزبتھ نہ تو اپنے منظور نظر کے خلاف ولندیزیوں کے عذرات سماعت کرنے کے لئے راضی تھی اور نہ مزید تائید و رقم کے مطالبات ہی منظور کرنے پر آمادہ تھی الزامات کی داستحکام لے کہا، دکسی طرح تحلیل ممکن نہیں'۔ مارچ میں لارڈ بکھرسٹ کو ہالینڈ روانہ کیا گیا اور اس کے دانشمندانہ اور مفاہمت آمیز مسلک نے اس رخنے کو دور کرنے میں بہت کچھ مدد دی۔ لیکن جولائی میں لیسٹر کی واپسی کے بعد جھگڑے پھر پیدا ہو گئے۔

لیسٹر کی واپسی۔ جولائی ۱۵۸۷ء بے اطمینانی میں اضافہ | یہاں واپس آ کر اس نے سلوئیس کو پارما[1] کے محاصرہ سے نجات دلانے کی کوشش کی لیکن

[1] اپنے باپ اوٹیویا کی وفات پر الکزنیڈر پارما کا ڈیوک بن گیا دستمبر ۱۵۸۶ء)

ناکام رہی۔ اور ۲۴ اگست کو حملہ انگلستان کی یہ اہم بنیاد پارما کے ہاتھ میں آگئی تسخیر سلوئیس کی نسبت لیسٹر، نارس اور ہو ہنلو آپس میں ایک دوسرے کو الزام دینے لگے اسی اثناء میں طبقاتی جماعت کے ساتھ کشمکش جاری رہی اور ایلزبتھ اور پارما کے مابین گفت وشنید برابر جاری رہنے کے باعث انگریزوں کے خلاف اشتباہات میں اور گہرائی پیدا ہوگئی۔ ولندیزیوں نے یہاں تک اعلان کیا کہ ایلزبتھ کا منشا اوشہروں پر قبضہ کرنے کا ہے اور اس طرح وہ اپنے اتحادیوں کو قربان کرکے اپنا ذاتی فائدہ حاصل کرے گی۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ ملکہ ایسے ذلیل خیالات کو پرورش کر رہی تھی۔ تاہم یہ جتانے کے لئے ہمارے پاس الفاظ موجود ہیں کہ اگر بدترین سے بدترین حالات رونما ہوتے۔ پھر بھی کم از کم لیسٹر یہ روش اختیار کرنے سے ناراض نہ ہوتا بالآخر ۱۵۸۷ء کے خزاں میں لیسٹر نے اسٹرڈم اور لیڈن کی حکومتوں میں انقلاب پیدا کرنے کی لاحاصل کوشش کی (اکتوبر ۱۵۸۷ء) جیسا کہ اس نے سابق میں اٹرکٹ کے ساتھ کیا تھا۔ اس بناء پر شور وغل مچ گیا کہ وہ دوبارہ کاذب انجو کا کھیل کھیلنے لگا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۲۸ لہذا بجز عذمت سے سبکدوش ہو جانے کے لیسٹر کے لئے کوئی راستہ نہیں رہا۔ ماہ دسمبر میں اس کی مالکہ نے اسے واپس بلا لیا تاکہ اس کے شاہانہ تبسم سے لطف اندوز ہو اور اس کا دیدار کر سکے۔ حالانکہ وہ اگلے مارچ کی ۳۱ تک اپنی حکومت سے مستعفی نہیں ہوا۔ ایلزبتھ اپنے منظور نظر کے خلاف ایک بھی حرف شکایت سننا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی طلبی کے خط میں سارا الزام اس کے متحدین کے سر تھوپا گیا؛ ان کی احسان فراموشی، وعدہ خلافی اور ارل کے خلاف ان کی کینہ پروری اور بدباطنی کے اتہامات پر سخت لہجے میں ملامت کی اور اس فیاضانہ وعدے پر رقعے کا اختتام کیا کہ نیدرستان کی افسوسناک حالت پر رحم کرکے سردست روپے کی امداد جاری رکھی جائے گی اور اگر وہ اسپین کے ساتھ صلح کر لے تو ان کے ملک کی اسی طرح حفاظت ونگہداشت کی جائے گی جس طرح کہ خود اپنے ملک کی ہوتی ہے۔

لیسٹر بالآخر واپس طلب کر لیا گیا دسمبر ۱۵۸۷ء

اس زبوں آغاز مہم کی ناکامی کی پوری ذمہ داری لیسٹر پہ عائد کرنا غیر درست

ہوگا جو ہنری کے بعض سربرآوردہ لوگ بڑے تندخو اور پرجوش تھے خصوصاً جب کہ وہ میخواری کر رہے ہوں۔ نیدرستان میں جو فرقے اور فسادات پیدا ہوئے

اس کے نظم و نسق پر تبصرہ

لیسٹر ان کا ذمہ دار نہیں۔ حکومت کی پیچیدہ اور بے ربط غیر معین نوعیت نیز مذہبی مشکلات کے باعث اس دشواری کا رونما ہونا لازمی تھا ہالینڈ و زیلینڈ کے علاوہ ملکی اغراض ومفاد میں کوئی اور صوبہ سرگرمی کا اظہار نہیں کر رہا تھا، اور اسٹینلی اور یارک دو آدمی بھی ایسے نہیں تھے جنھوں نے نمک حرامی کی۔ لیکن جو کام لیسٹر کے تفویض کیا گیا اگر وہ نازک تھا تو یقیناً اس کام کے لئے اس سے کمتر موزون شخص بھی کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کی رعونت اس کا تحکم اور اس کی سخت مزاجی نے بہت سے ذاتی دشمن پیدا کر دیے تھے۔ اور اس کو نگرانی اور اختلاف کے نام سے طیش آجاتا تھا۔ اُس کی خودنمائی ہی تخلیق کردہ افراد کی خوشامدی باتوں کے سننے اور اپنے زمانے کے سربرآوردہ مدبرین سے قطع تعلق کرنے کا باعث ہوئی۔ کیونکہ اُس کے کردار پر نکتہ چینی کرنے کی اُن میں جرات نہ تھی۔ نیز اس کے سخت کالوینی تعصبات نے اُس کو نیدرستان کی مذہبی جماعتوں میں توازن قائم رکھنے کے قابل نہیں رکھا۔ اور اگر وہ صاحب ہمت اور مردانہ طبیعت کا آدمی اور سخی دل تھا تو یقیناً مدبر سیاست نہیں تھا اور نہ ایک اچھا سپہ سالار۔ تاہم سب سے بڑی غلطی خود ملکہ کے مسلک کی تھی۔ فرمانروائی قبول کرنے اور نیدرستان کے مفاد کے لئے سچے دل سے کوشش کرنے سے اس کا انکار، مالی امداد میں اس کا بخل اور اس کے شرائط کی سختی (اور سب پر طرہ پارما کے ساتھ اس کی مشتبہ گفت و شنید) یہ سب شکایت پیدا ہونے کے اہم وجوہ تھے۔ یہ طرز عمل محض وہم و گمان کا نتیجہ نہیں تھا۔ انگلستان کے خلاف فلپ کی تیاریوں سے پوری طرح باخبر ہونے کے باوجود ملکہ لاحاصل طور پر متوقع تھی کہ اگر اس نے فرمانروائی اختیار کرنے کے ناقابل اصلاح عمل سے پرہیز کیا تو نیدرستان میں اپنی حیثیت سے فائدہ اُٹھا کر اپنے اور اس ملک کے لئے مستقل اور باعزت صلح کر سکے گی۔ لہذا اُس نے گفت و شنید کے ذریعے اپنے تئیں دھوکے میں ڈال دیا جو الکزینڈر اپنے آقا کے احکام کے بموجب محض اس غرض سے کھیل رہا تھا کہ جنگی تیاریاں ختم ہونے تک اس کو دھوکے

میں رکھا جائے۔ اسی حماقت توقع میں سر فرانسس ڈریک کی کارروائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا جس نے پچھلے اپریل میں کیڈز اور لسبن کی بندرگاہوں میں داخل ہو کر کوئی ڈھائی سو جہازوں کو برباد کر دیا اور اس طرح فلپ کی ڈاڑھی جھلس دی تھی۔ اسکاٹ لینڈ اور فرانس کے پراٹسٹنٹوں کی نسبت اس کا مسلک اس کے کردار کے مطابق تھا۔ (اُس کے اس سلک یا اُس کی راستبازی کچھ نہیں تو ہشیاری کے لئے تو قابل تعریف سمجھی جاتی ہے)۔ کہا جاتا ہے کہ اس انداز زمانہ سازی کی بدولت اُس نے کیتھولک مذہب کے افواج متحدہ کو اشتراک سے باز رکھا ورنہ انگلستان کو اس سے لازماً مغلوب ہو جانا پڑتا۔ یہ بات ایلزبتھ کے ابتدائی عہد میں خواہ کتنی ہی درست ہو لیکن اب وہ یقیناً خلاف واقعہ تھی۔ کیونکہ فلپ انگلستان پر چڑھائی کرنے کا عزم صمیم کر چکا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ صرف ایک مرتبہ فلپ کو خاندان گائیز سے خطرہ لاحق تھا۔ لیکن گائیز کا ڈیوک اب اُس کا تنخواہ دار ملازم تھا۔ جنوری ۱۵۸۴ء میں فلپ کے سفیر منڈوزا نے جس کو منصوبۂ تھراکمارٹن سے معلومہ تعلق کے سلسلے میں انگلستان سے فوراً برطرف کر دیا گیا تھا۔ ایلزبتھ کو اطلاع دی تھی کہ اگرچہ وہ وزیر امن کی حیثیت سے ملکہ کو خوش نہیں کر سکا۔ لیکن وہ اس امر پر مجبور ہو گیا ہے کہ اپنی کوشش سے مستقبل میں جنگ کی آگ مشتعل کر کے اس کو مطمئن کرے۔ اور وہ اپنے عہد میں پورا اترا۔ فرانس کو منتقل ہو کر جنگی تیاریوں میں وہ فلپ کا سب سے سرگرم کارندہ بن گیا۔ مئی ۱۵۸۶ء میں ملکۂ اسکاٹ لینڈ نے تخت و تاج انگلستان کے تمام حقوق فلپ کے حوالے کر دئے، اور اس کے قتل نے بالآخر تمام مزاحمتوں کو دور کر دیا۔ ان حالات میں وہ ملکۂ انگلستان کی جھوٹی نمائش کے معاندانہ افعال کو برداشت کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ ملکہ نے نیدرستان کے باغیوں کی مدد کی، تاج پرتگال کے جھوٹے دعویدار کی حمایت کی، سب پر طرہ یہ کہ انگلستان کے سمندر رکے کتوں کے قزاقی حملے اسپین کا خون مہلک طور پر چوس رہے تھے لہٰذا انگلستان کو فتح کرنا لازمی ہو گیا۔ اگر ایسا ہو جائے تو نیدرستان کو آسانی سے مطیع کیا جا سکتا ہے، اور چونکہ فرانس میں جمعیت کی فتح یقینی معلوم ہو رہی تھی اس لئے فلپ متوقع تھا کہ وہ بہت جلد لندن، امسٹرڈم اور پیرس کا مالک بن بیٹھے گا۔ اگر ایلزبتھ لیسٹر کی مہم کے موقع پر بیباکی کے ساتھ

فلپ انگلستان پر چڑھائی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے

نوار سے کے ہنری اور نیدرستان کی تائید میں اپنی پوری قوت صرف کر دیتی تو فلپ کی مصروفیت اتنی بڑھ جاتی کہ چڑھائی کے لئے اس کو فرصت نہیں ملتی۔ لیکن موجودہ حالات میں بھی الکزینڈر کو انگلستان کے حملے میں شریک رہنے سے انکی اہل نیدرستان نے باز رکھا۔ جن کی ہمدردیوں کو دور کرنے میں ایلزبتھ نے پوری کوشش صرف کر دی تھی۔

ارل کی روانگی کے پانچ مہینوں بعد آرماڈا (اسپینی بحری بیڑہ) نے میڈینا سیدونیا کے تحت لنگر اٹھایا۔ حملۂ انگلستان کی تجویز فلپ اور پارما کے مابین نہایت وسیع پیمانے پر عمل میں آئی تھی۔ قرار یہ پایا تھا کہ بیڑہ لسبن سے روانہ ہو کر کیلے سے بڑے رودبار انگلستان میں جا پہنچے اور وہاں الکزینڈر کا انتظار کرے۔ جہاں وہ اپنی کوئی

آرماڈا کی روانگی بہار ہی ۱۵۸۸ء

سترہ ہزار سپاہ کو چھوٹے چپٹے پیندے کی کشتیوں میں (جن کو اس نے تیار کیا تھا) سوار کرائے آپہنچے گا اور پوری مہم کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔ اس کے بعد رودبار کو عبور کیا جائے گا۔

پارما کا ڈیوک خشکی پر اتر کر لندن کی طرف پیش قدمی کرے گا اور ڈیناسیڈ و نیا بندرگاہ میں انگریزی اور ولندیزی بیڑوں کے خلاف اسپینی بیڑے کی حفاظت کرتا رہے گا۔ اسپینی بیڑے کے ابتدائی تجربات ہمت افزا نہیں تھے۔ بہت سے جہاز سمندر میں چلانے کے قابل نہیں رہے۔ جہازوں کی دوبارہ مرمت کر کے قابل کار بنانے کے لئے کارونا میں لنگر انداز ہونے پر مجبور ہونا پڑا اور ۲۸ر جولائی سے پیشتر بیڑہ لیزرڈ کے سامنے نمودار نہیں ہوسکا یہ تاخیر قیمتی ثابت ہوئی۔ اگرچہ ایلزبتھ نے آخری موقع تک پارما کے ساتھ گفت و شنید جاری رکھی تاہم اُس نے کچھ تیاریاں بھی کر لی تھیں لیکن درحقیقت خشکی پر کچھ نہیں کیا گیا۔ اسپینی جب پلائی موتھ سے ذرا فاصلے پر نمودار ہوئے تو کوئی ایک

آرماڈا لیزرڈ سے نظر آتا ہے ۲۸ر جولائی

سو نو مختلف جہازوں کا بیڑہ جمع کیا گیا۔ ان میں سے صرف چونتیس حکومت کی ملک تھے اور بقیہ جہاز لندن اور دیگر شہروں کے تاجروں یا غیر سرکاری اشخاص کی جانب سے فراہم کئے گئے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آرماڈا (بیڑہ) کی قوت کے اظہار میں مبالغہ آفرینی کی گئی ہے۔ اگرچہ کامل صحت کے ساتھ بتانا ناممکن ہے تاہم اتنا ظاہر ہوگا کہ جو اسپینی جہاز

جنگ کے لئے مقرر کئے گئے تھے اُن کی تعداد ایک سو ستر تھی۔ انفرادی اسپینی جہازوں کا وزن البتہ زیادہ تھا۔ بقیہ ہر اعتبار سے انگریزوں کو فوقیت حاصل تھی۔ ان کے پاس زیادہ توپیں تھیں، ان توپوں سے اسپینیوں کو جو دشمن کے جہازوں پر چڑھ آنا چاہتے تھے نفرت تھی۔ اگر ہم کشتی کھینے والے غلاموں کو نظر انداز کر دیں تو لڑنے والے آدمیوں کی تعداد اسپینیوں سے غالباً انگریزوں کی زیادہ تھی، انگریزی بیڑے میں جہازرانوں کا تناسب سپاہیوں سے یقیناً بڑھا ہوا تھا۔ اور یہ جہازران اسپینی جہازرانوں سے بدرجہا بہتر تھے، اور اُن کے کپتانوں میں ڈرایک، ہاکنس اور فرابشر جیسے لوگ تھے جنھوں نے اپنی ساری عمر سمندر میں بسر کی تھی۔ اسپینی جہاز زیادہ اونچے اور جسامت میں بڑے تھے اسی وجہ سے قریب سے خطرناک تھے اور انھیں مشکل سے متحرک کیا جاتا یا چلایا جا سکتا تھا۔ اور ان میں آدمیوں کی تعداد بھی کم تھی۔ مختصر یہ کہ جیسا کہ ڈریک نے کہا اگر انگریز پھٹکے پھٹکے اور دور دور رہ کر لڑیں تو ان کی فتح یقینی ہے، اور وہ اسی مشورے پر عمل کر کے کامیاب ہوئے۔

رود بار کے بالائی حصے میں پیہم اور مسلسل جنگ ۳۰ر جولائی تا ۶ر اگست

مسلسل جنگ میں جو رود بار کے بالائی حصے میں آٹھ روز تک جاری رہی انگریز اسپینی بیڑے کے اطراف میں جمے رہے اور عموماً ہوا کے رُخ پر رہتے تھے۔ اور اسپینی جہازوں کے پیچھوں میں گولے برساتے اور ان کے انتقام سے بیشتر ہی اُن کی زد سے دور نکل جاتے تھے۔ بالآخر آرماڈہ جب کیلے کی سڑکوں پر پہنچا تو اس خیال کی نوعیت کہ وہ انگریزی بیڑے کو سمندر سے بھگا دیں گے واضح ہونے لگی۔ اور جب تک ان کو بھگا نہ دیا جاتا پارما کے ڈیوک کے حق میں

آرماڈا کیلے میں ۶ر تا ۷ر اگست۔ آتش زن جہاز

یہ پاگل پن ہوتا کہ اپنے چپٹے پیندوں کی کشتیوں میں مقابلے کے لئے آتے درآنحالیکہ ان میں سپاہ کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ خود پارما نے اس کو دوربین سے معلوم کر لیا تھا لیکن بہر حال ولندیزی جہازوں کے ٹڈی دل نے جو ساحل کے آس پاس پھیل گئے تھے اس کو کوشش سے باز رکھا۔ جب تک آرماڈا سمندر پر قابو نہ پا سکے اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اسی میں مکمل ناکامی ہوئی۔ ۷ر اگست کی شب میں انگریزوں نے چھ آتش زن جہازوں کو دشمن

کے جہازوں کے خلاف جو لنگر انداز تھے روانہ کیا۔ ان آتشزن جہازوں کو کشتیوں سے کھینچ کر نہایت آسانی کے ساتھ ایک طرف کر دیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اُن میں کوئی بھک سے اڑنے والی اشیاء نہیں تھیں۔ لیکن اسپینیوں کو اینٹورپ کے آتشزن جہازوں کا خیال آگیا ان پر نہایت ہولناک خوف و ہراس طاری ہوگیا۔ بڑے بڑے جہازوں نے لنگر چھوڑ دیا۔ دو کو آگ لگ گئی۔ کچھ باہم اُلجھ گئے اور کچھ دوسروں میں پھنس گئے باقی بیڑے کو مغرب جنوب مغربی گوشے کی ناموافق اور ناگہانی باد تند نے سمندر کی طرف ہٹا دیا۔ دوسری صبح کو انگریزوں نے تعاقب کیا اور اس طرح جو لڑائی ٹھنی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کا ایک بھی جہاز تباہ نہیں ہونے پایا اور بمشکل ایک سو آدمی کام آئے۔ لیکن اسپینیوں کے سولہ جہاز از کار رفتہ ہو گئے اور چار پانچ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ بدقسمتی سے اب انگریزوں کے پاس گولہ بارود اور سامانِ رسد کی کمی ہو گئی تھی[۱] لیکن صدر امیر البحر (Lord Admiral) ننگھام کے لارڈ ہووارڈ نے اپنے چہرے پر اطمینان و خود ستائی کے آثار پیدا کر لئے اور دشمن کا تعاقب شروع کر دیا گویا کہ کسی چیز کی کمی نہیں ہے اور اسپینیوں نے دوبارہ انگریزی جہازوں کا مقابلہ کرنے سے گھبرا کر شوق سے فرار اختیار کیا، ہوا نے بہت جلد مغربی آندھی کی صورت اختیار کی اور بیڑے کو زیلینڈ کی ساحلی ریت پر چڑھانے کی دھمکی دینے لگی۔ لیکن ہوا کا رُخ یک بیک جنوب مغربی سمت میں بدل جانے کے باعث بیڑہ اس تباہی سے بچ گیا، لیکن یہ تغیر ایک شدید طوفان کا صرف پیش خیمہ تھا، جو بالآخر ۱۲ راگست کو ان آدھے ناکارہ جہازوں پر برپا ہوا ان کو دور دور منتشر کر دیا۔ جولائی میں کورونا سے ایک سو چونتیس جہاز روانہ ہوئے تھے ان کے منجملہ کوئی ترپن جہازوں نے افسوسناک حالت میں یکے بعد دیگرے اسپین کی راہ لی اور ان کی حالت بھی اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ تقریباً ناکارہ ہو گئے تھے۔

آخری لڑائی ۸ راگست

۱۔ اس کو عموماً ملکہ کی کنجوسی پر محمول کیا جاتا ہے لیکن ان غلطیوں اور اسی قبیل کی دیگر غلطیوں کی نسبت سرکاری کاغذات متعلقہ شکست آرماڈا محفوظ "نیوی ریکارڈس سوسائٹی" کے دیباچے کا مطالعہ کیا جائے۔

انگریزوں اور ولندیزیوں کی مشترکہ کارروائی نے فلپ کی اس عظیم الشان مہم کو تباہ و برباد کر دیا۔ تاہم لیسٹر کی مہم کی بدولت جو اختلافات رونما ہوگئے تھے ان کو دور ہونے میں بہت عرصہ لگا۔ ارل کی علیحدگی کے بعد ناساؤ کے ماریس کو جو پہلے ہی سے ہالینڈ اور زیلینڈ کا اسٹیٹ ہولڈر (State holder) تھا ان صوبہ جات کا کپتان جنرل مقرر کیا گیا تھا[1] لیکن لیسٹر کی جماعت اس کے اختیارات پر خاص کر اٹرکٹ، فریسلینڈ

لیسٹر کی روانگی کے بعد ہالینڈ میں مشکلات

اور شمالی ہالینڈ میں معترض تھی۔ انھوں نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ ارل عارضی طور پر اپنی خدمت سے علیحدہ ہوا ہے ماریس اور مجلس طبقات کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ ان مشکلات میں یوں اضافہ ہوا کہ انگریزی افواج کے سپہ سالار لارڈ ولابی جو خود بھی ارل کا طرفدار تھا کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ ان حالات و واقعات میں الکزینڈر نے آسانی سے سرکش شہروں کو مطیع کر لیا، اور ۱۰ اپریل کو ماریس اور ایک انگریز افسر سر رابرٹ ونگفیلڈ کے مابین رونما شدہ تنازع سے فائدہ اٹھا کر اس گرٹرے ڈنبرگ کے اہم شہر کو حاصل کر لیا۔ اسی مہینے میں انگریزوں اور ولندیزیوں کی ایک مشترکہ مہم

انگریزوں اور ولندیزیوں کی مشترکہ مہم پرتگال کے خلاف۔ اپریل تا جولائی ۱۵۸۹ء

پرتگال کے خلاف روانہ کی گئی اگرچہ یہ اپنے فوری مقصد (یعنے تاج پرتگال کے جھوٹے دعویدار ڈان انٹونیو کی بحالی) میں ناکام رہی، لیکن اسپین کی جہازرانی کو ایک حد تک نقصان پہنچایا اور ان دونوں ممالک کے مابین جن کے اغراض و مفاد اس طرح باہم وابستہ تھے۔ بہتر احساسات کے آثار پیدا ہوگئے۔ اگلے فبروری میں دانشمندانہ چالبازی اور فوجی تدابیر نہایت بہادری کے ساتھ اختیار کی گئیں اور وطن پرستوں کے حق میں بریڈا فتح ہوگیا۔ اور بعد کے سرما

فوجی تدابیر سے بریڈا فتح ہوگیا۔ ۲۸ فروری ۱۵۹۰ء

میں ماریس متعدد اہم مقامات کی تسخیر میں اپنی فوجی قابلیتوں کا اظہار کرنے لگا۔ تاہم تنازعات و اختلافات

---

[1] ۱۵۹۰ء میں ماریس گلڈرلینڈ، اٹرکٹ، اوورپسل کا اسٹیٹ ہولڈر اور کپتان جنرل بھی مقرر ہوگیا لیکن وہ کبھی کل یونین کا کپتان جنرل مقرر نہیں ہوا۔

بدستور جاری تھے دونوں انگریز ارکان مجلس اور انگریزی امدادی افواج کا سپہ سالار جس کو ابتدائی عہدنامے کی رو سے اب تک مجلس انتظامی میں ایک نشست حاصل تھی اہل ہالینڈ کے ساتھ جھگڑتے تھے۔ صوبۂ ہالینڈ جو جنگ میں کم از کم آدھے مصارف برداشت کر رہا مجلس انتظامی میں اپنی نمایندگی کو ناکافی تصور کرتا تھا۔ مجلس طبقات (اسٹیٹ جنرل) جس میں ہالینڈ کے سبحوتین کا اثر غالب تھا مجلس انتظامی کے اقتدار کو نظرانداز کرنے لگے اور ادھر اُس کے اختیارات پر دیگر صوبہ جاتی مجالس میں بحث ہونے لگی۔ خوش قسمتی سے ان حالات و واقعات کے دوران میں فلپ کی توجہ دوسری طرف مبذول تھی۔ صرف فرانس میں اس کا ستارۂ اقبال چمکتا تھا۔ وہ متوقع تھا کہ اگر اس ملک میں جمعیت کو فتح حاصل ہو جائے تو انگلستان اور نیدرستان پھر بھی مفتوح ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں فلپ اب پارما سے رشک کرنے لگا تھا۔ فلپ کے شکوک و شبہات کو چونکائے بغیر کوئی شخص طویل مدت تک اس کی خدمت نہیں کر سکتا تھا۔ اور الکزینڈر کے دشمنوں میں کمی نہیں تھی جو یہ افواہ پھیلائیں کہ وہ نیدرستان کا خودمختار حاکم بن جانا چاہتا ہے[1]۔ لہٰذا اس کے ساتھ بے پروائی شروع ہو گئی۔ اور عدم ادائے تنخواہ کے باعث غدار سپاہیوں کے ساتھ وسیع پیمانے پر فوجی کارروائی ناممکن ہو گئی۔ آخرکار اس کے عذرات و دلائل کے باوجود فارنیسی کو حکم دیا گیا کہ آئندہ مشکلات کا کوئی ذکر نہ کیا جائے، اور سپین کے ڈیوک کی مدد کے لئے فرانس روانہ ہو جائے (۳۱ اگست ۱۵۹۰ء) (دیکھو صفحہ ۵۰۸) اگرچہ پارما اپنی مہم سے ۳ دسمبر کو واپس آ گیا، لیکن اُس کی صحت کمزور ہو گئی تھی، خزانہ خالی ہو گیا تھا اور فوج کی تعداد بُری طرح گھٹ گھٹا گئی تھی۔

فارنیسی فرانس میں پیشقدمی کرتا ہے۔ ۳۰ اگست ۱۵۹۰ء

ماریس کو بالآخر موقع ہاتھ آ گیا۔ ولیم خاموش کا یہ دوسرا بیٹا[2] اور اپنی ماں کی طرف

[1] یہ صحیح ہے کہ اس معاملے میں الکزینڈر تک رسائی کی گئی، لیکن اس بات کا ادنیٰ ترین ثبوت بھی نہیں ملتا کہ اس کے ذہن میں ایسا خیال بھی پیدا ہوا تھا۔

[2] سب سے بڑے بیٹے فلپ کو ۱۵۶۷ء میں مدرسہ سے بھگایا گیا اور اسپین روانہ کیا گیا۔ جب

سے سکسنی کے ماریس کا نواسا جس سے وہ شکل و شباہت اور چال چلن میں بہت کچھ ملتا جلتا تھا اب تک دوسروں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا تھا۔ بعض لوگ اس کو

ماریس کی ابتدائی زندگی

بدمزاج اور ناشائستہ طالب العلم ہی سمجھتے رہے، لیکن سمجھ دار لوگ اس کو خواہ دیر فہم ہی کیوں نہ ہو گہری سمجھ والا لڑکا سمجھتے تھے اور جب وہ سن بلوغ کو پہنچنے لگا مئے خواری کی قبیح عادت میں زیادہ مبتلا نہیں ہوا جو اس زمانے کے ولندیزیوں میں رائج تھی اس وقت تک وہ سیاسیات میں بہت کم دلچسپی لیتا رہا، اور بارنیولڈ کی قیادت پر قناعت کی تھی۔ اسی اثناء میں وہ ریاضیات، قلعہ بندی، اور فوجی چالبازیوں کے علم میں منہمک ہو گیا۔ اور اس کے بعد اپنے بھائی لیوی ولیم فریسلینڈ کے اسٹیٹ ہولڈر (ایک چھوٹا سا محنتی شخص جس کا سر گول، آنکھیں چمکیلی، ڈاڑھی زعفرانی رنگ کی اور ناہموار تھی) کی مدد سے

اس کی فوجی اصلاحات

فوجی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ ایک زیادہ وسیع نظام قواعد رائج کیا گیا، جو رن میں لشکر کو زیادہ لچک دے سکتا تھا، آتش بار اسلحہ کی قدر و قیمت سے باخبر ہو کر اس نے پیدل فوج میں بھالے برداروں سے تفنگچیوں کا تناسب بڑھایا اور سوارہ فوج کو قرابینوں سے مسلح کیا اس میں اس نے بیلچہ اوڑے کے استعمال کا اضافہ کیا جس کو اب تک سپاہی کے مرتبے سے کمتر سمجھا جاتا تھا، اور انجینیروں کی بھی ایک جماعت قائم کی۔ لوٹ اور غارت کے طریقے کا خاتمہ کرنے کی تردد میں جو آج کل کی افواج کی توہین و تذلیل کا باعث تھے اور جنھوں نے اسپینیوں کے نام کو خوف و دہشت کا باعث بنا دیا تھا وہ ایسے جرائم کی سخت سزا دینے لگا اور ایسے طرز عمل کے لئے تمام حیلہ سازیوں کو دور کرنے کی غرض سے اس امر میں احتیاط برتتا تھا کہ خورد برد کی عادت افسروں سے چھڑائے جو ان میں جاگزیں ہو گئی تھی، اور اس پر مصر تھا کہ سپاہ کو مقررہ وقت پر تنخواہیں ادا کر دی جائیں۔ ان وسائل سے، مخالفانہ انتقاد اور مضحکہ انگیزی کے باوجود اہل ہالینڈ کی مختصر سی فوج کو حد درجہ موثر بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ اور خود وہ تیس سال کی عمر میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وہ ۱۵۹۶ میں واپس آیا تو وہ کیتھولک اور اسپینی حکومت کا حامی بن چکا تھا

سائنٹفک قلعہ بندی اور محاصرے کے اعمال کا ماہر بن گیا تھا۔ اب وقت آگیا تھا کہ اس جدید نمونے پر تیار کردہ افواج سے کام لیا جائے۔ ۲۴ رمئی سنہ ۱۵۹۱ کو اس نے زٹفن واقع دریائے ینجیسل کا محاصرہ کرلیا۔ اور چھ دن میں اس شہر کو مسخر کرلیا۔ جس کو اب تک

ماریس کی مہمات مئی تا جولائی سنہ ۱۵۹۱ء

ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ اُسی دریا پر ۱۰ رجون کو ڈیونٹر مسخر کیا گیا۔ اس کے سولہ دن کے بعد وہ گرونجن کی دیواروں کے سامنے نمودار ہوا۔ اور اکناف شہر میں بہت سے مقامات کو زیر کیا۔ فارنیس اُس کی مہمات سے چونک کر دریائے وال پر نائڈسنبرگ کے قلعے پر حملہ آور ہونے اور ماریس کی فتوحات کو الٹ دینے کی کوشش کی، لیکن

ماریس کی کامیابیوں کا سلسلہ ستمبر اکتوبر سنہ ۱۵۹۱ء

اس کا کم عمر حریف داؤ گھات میں اس پر سبقت لے گیا۔ اور اُس کو فرار ہونے پر مجبور کیا اور بالآخر اگست میں بیماری کی وجہ سے اس کو ناچار اسپا روانہ ہونا پڑا ماریس نے ۲۴ رستمبر کو ہلسٹ پر اور ۲۱ راکتوبر کو نیمویگن پر جو سرحد پر دریائے وال پر واقع تھا قبضہ جمالیا۔

جنوری سنہ ۱۵۹۲ء میں پارما کے ڈیوک کو فلپ نے فوری حکم دیا کہ فرانس میں دوبارہ پیش قدمی کرے۔ ماریس اس طرح تمام خطرات سے آزاد ہوکر پھر میدان جنگ

فرانس کو الکزینڈر کی دوسری مہم ماریس کی مزید فتوحات

کو روانہ ہوا چوالیس دن کے محاصرے کے بعد اسٹین وک کا شہر مسخر ہوا (۳ رجولائی) ۲۶ رکو ورڈن کے قلعے نے خود کو حوالہ کردیا اور اس طرح اضلاع فریسلینڈ، گرونجن اور ڈرنتھ کی کنجیاں اس کے ہاتھ آگئیں۔ اس طرح ماریس نے گرمی کے دو موسموں میں نہ صرف دریائے وال پر اپنا قبضہ جمالیا بلکہ گلڈرلینڈ اوریسل اور ڈرنتھے کے شمالی صوبوں میں اسپینی جن استحکامات پر قابض تھے ان میں سے اکثر وبیشتر مقامات سے انھیں نکال دیا۔ صرف گرونجن باقی رہ گیا تھا۔ اور یہ اگلے سال فتح ہونے والا تھا۔

سنہ ۱۵۹۲ء کے سرما میں پارما کے ڈیوک الکزینڈر، صرف ایک ہی شخص جس کی فوجی قابلیت سے ماریس کو ڈرنا پڑتا تھا انتقال کر گیا۔ فرانس کی دوسری مہم سے اواخر مئی میں

پارما کے الگزینڈر کا انتقال ۳ دسمبر ۱۵۹۲ء

واپس آیا اور لب مرگ ہو کر آیا۔ وہ اپنے حواس میں ہوتا تب بھی فلپ کے شکوک اس کو قطعی طور پر بے حس و حرکت بنا دیتے، کیونکہ حاسد بادشاہ ڈیوک کے دشمنوں کے ورغلانے پر کہ وہ اپنے لئے جنوبی نیدرستان کی فرمانروائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اُس کا جانشین مقرر کر چکا تھا اور ارادہ کر رہا تھا کہ اگر ضرورت ہو تو بزور شمشیر اس کو علٰحدہ کر دے۔ وہم و شبہ نے کبھی اس سے زیادہ بے انصافی نہیں برتی؛ اور فارنیس اپنے آقا کے احکام کی تعمیل میں فرانس کے لئے ایک تیسری مہم کی تیاری میں جس وقت مصروف تھا اسی وقت اراس میں اس پر اچانک کاری ضرب لگائی گئی (۳ دسمبر) اس طرح وہ سینتالیس سال کی عمر میں اس دنیا سے چل بسا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا سپاہی اور فلپ کے سب سے زیادہ جان نثار خادموں میں سے ایک تھا اس کے سیاسی دور پر صرف ایک داغ ہے کہ وہ سیاسی چالبازیوں میں نیک کرداری کا پابند نہیں تھا۔ اس میں بھی وہ کم از کم اپنی کمینگی پر قائم تھا، اور اگر اس نے دوسروں کو دھوکا دیا تو اپنے آقا کے احکام کی تعمیل میں، لیکن فلپ نے اس کے ہر کام کو شبہے کی نظر سے دیکھا۔ یہ رویہ انصاف کے خلاف تھا اور صریحاً ظلم پر مبنی تھا۔ پارما کی چودہ سال کی گورنری کو فلپ کی حکومت کا نازک دور قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی دور میں اس سیاسی بازی کی آخری چال چلی گئی جو شاہ اسپین مغربی یورپ پر قابو پانے کے لئے چل رہا تھا، اور جب پارما کا انتقال ہو گیا تو یہ بازی بھی قریب قریب مر گئی۔ تاہم فلپ کو جو کامیابی حاصل ہوئی اُس کا بڑا باعث الگزینڈر ہی تھا۔ اگرچہ ڈیوک شمالی صوبوں کو مطیع کرنے کے ناممکن کام میں ناکام رہا۔ اس نے کم از کم جنوبی اور مغربی صوبے اسپین کے حق میں حاصل کئے اور ناوارے کے ہنری کی کامیابی کو ملتوی کر دیا۔ اگر فلپ کو ایسے ملازمین زیادہ تعداد میں میسر آتے تو وہ غالباً زیادہ کامیاب رہتا۔

آرچ ڈیوک ارنسٹ گورنر مقرر ہوتا ہے۔ جنوری ۱۵۹۴ء

پارما کے انتقال پر حکومت عارضی طور پر کونٹ پیٹر ارنسٹ مینسفلڈ کے حوالے کی گئی جو ایک جنگ آزمودہ بوڑھا تھا لیکن حقیقی جانشین شہنشاہ ریوڈالف کا بھائی آرچ ڈیوک ارنسٹ مقرر ہونے والا تھا

آرچ ڈیوک فلپ کا بھانجا تھا۔ اس کی یہ تجویز تھی کہ انفنٹا سے اس کا عقد کرکے تاج فرانس اس کے لئے حاصل کرے (دیکھو صفحہ) اس طرح فلپ کو توقع تھی کہ اسپینی نیدرستان کو فرانس سے متحد کرکے ایک ایسے رشتہ دار کی حکومت اس پر قائم کی جاسکتی ہے جو اس کے زیر اثر ہوگا بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فلپ کم از کم اس امر کا عزم صمیم کرچکا تھا کہ نیا گورنر جنرل ایسا ہو کہ اس کو خطرات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ آرچ ڈیوک بالکلیہ نااہل بیحد سست بہت موٹا بسیار خواری اور قمار بازی کا دلدادہ تھا علاوہ بریں غمگین اور افسردہ دل نقرس کا شکار اور ایک ایسا شخص تھا جو شکایات سن کر رو دیتا تھا۔ آرچ ڈیوک جنوری ۱۵۹۴ء سے قبل برسلز نہیں پہنچ سکا۔ اس وقت تک اس کے لئے تخت فرانس کے مواقع بہت دور تھے اور بغیر سپاہیوں اور رقم کے اپنے ساتھ چھ سو ستر معززین، خاص بردار اور باورچی اور ایسی گاڑیاں کھینچنے کے لئے پانچ سو چونتیس گھوڑے، لے کر وارد ہوا تو اس سے کوئی نیک فال نہیں لی گئی۔ خدمتوں کے لئے حاسدانہ چھینا جھپٹی شروع ہوئی، اور اس کی بداخلاقیوں سے متکبر اسپینی اور فلیمش امراء کی توہین ہوئی۔ اور سپاہ نے تنخواہ کے لئے بغاوت کردی۔ لہذا ان حالات میں ماریس کو ان دونوں اہم مقامات کے فتح کرنے کا بھی موقع مل گیا جو شمالی صوبہ جات میں اسپینی قبضے میں تھے۔ ۲۴ جون ۱۵۹۳ء گرٹرڈنبرگ کے کامیاب محاصرے نے اُسے دریائے میوز کا مالک بنا دیا۔ اگلے سال کی ۲۲ جولائی ۱۵۹۴ء کو پینسٹھ روز کے محاصرے کے بعد شہر گرونجن کی تسخیر کی بدولت وہ صوبہ عملاً حاصل ہوگیا۔

ماریس ۲۴ جون ۱۵۹۳ء کو گرٹرڈنبرگ اور ۲۲ جولائی ۱۵۹۴ء کو گرونجن فتح کرتا ہے

آرچ ڈیوک ارنسٹ کے انتقال کے بعد جو ۲۰ فروری ۱۵۹۵ء میں ہوا فلپ کی توجہ پھر فرانس کی طرف مبذول ہوئی۔ جنوری میں ہنری چہارم نے بالآخر اسپین کے خلاف اعلان جنگ کردیا اور اُس کے خلاف استعمال کرنے کے لئے نیدرستان کی فوج درکار ہوئی لہذا فیونٹس جو عارضی طور پر گورنر کی خدمت پر مقرر ہوا تھا اور کارڈنیل آرچ ڈیوک البرٹ برادر ارنسٹ جو جنوری ۱۵۹۶ء میں مقرر ہوا تھا۔ دونوں نے مشرقی فرانس

آرچ ڈیوک ارنسٹ کا انتقال ۲۰ فروری ۱۵۹۵ء آرچ ڈیوک کارڈنیل البرٹ کا جانشین ہوتا ہے۔ جنوری ۱۵۹۶ء

کی لڑائیوں میں حصہ لیا (دیکھو صفحہ ۵۱۵) اور ہندوستان کو اپنا وقت دینے کے لئے انھیں بہت کم فرصت تھی۔ ولندیزی اب فوری خطرے سے آزاد تھے۔ لہٰذا انھیں انگریزوں کی شاندار مہم کیڈز میں حصہ لینے کا موقع مل گیا جس کا انجام ایک اسپینی بیڑے کی تباہی اور اس شہر کے تاخت و تاراج پر ہوا (۲ جولائی ۱۵۹۶ء) لیکن اگست میں آرچ ڈیوک آلبرٹ شہر ہسٹ کو ماریس سے واپس لینے میں کامیاب ہوا۔ اکتوبر میں ہالینڈ اس جمعیت میں شامل ہوگیا جو پچھلے اگست میں ہنری چہارم اور ایلزبتھ نے اسپین کے خلاف قائم کی تھی اور اگلے جنوری (۱۵۹۷ء) کی ۲۴ کو ماریس نے گرٹرڈنبرگ کے قریب بمقام ٹرنہوٹ آرچ ڈیوک کو فیصلہ کن شکست دی۔ اس اہم فتح کے بعد کلیوس کی ڈچی (جس کو اسپینی غیر مطیع صوبہ جات کے خلاف کارروائیوں کے مرکز کی حیثیت سے استعمال کرتے تھے) کی سرحدات پر اگسٹ سے اکتوبر ۱۵۹۷ء تک تین مہینے لڑائی جاری رہی۔ یہ ایک ایسی جنگ تھی جس کی بدولت ماریس نے نو شہروں اور پانچ گڑھیوں کی تسخیر کرکے دریائے رہائن کی مشرقی سرحد کو مادی طور پر تقویت پہنچائی۔

کیڈز کو ولندیزوں اور انگریزوں کی مہم۔ جولائی ۱۵۹۶ء

اسپین کے خلاف جمعیت ثلاثہ اگست۔ اکتوبر ۱۵۹۶ء

ولندیزی فرانس اور انگلستان کے ساتھ جمعیت میں اس توقع کی بنا پر شریک ہوئے تھے کہ اس نوعیت کی مدد دی کہ اپنی خود مختاری کو تسلیم کروالیں گے۔ لیکن ہنری اب جنگ سے بیزار ہوگیا تھا اور پہلے ہی سے اس گفت و شنید کا آغاز کرچکا تھا جو ولندیزیوں کے اعتراضات کے باوجود صلح ورونس پر ختم ہوئی (۲ مئی ۱۵۹۸ء دیکھو صفحہ ۵۱۹) چونکہ ولندیزیوں کی خود مختاری تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا تھا۔ لہٰذا انھوں نے عہدنامے میں شرکت کرنے سے انکار کردیا۔ تاہم صلح کے ساتھ اطاعت گزار صوبہ جات کی حیثیت میں کچھ تغیر ضرور ہوا۔ کیونکہ ہنری اپنی مشرقی سرحد پر اسپینی بادشاہ کی موجودگی کو زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کرسکتا تھا، اس لئے فلپ نے ان علاقوں نیز فرینچ کومٹی کے استحقاقات سے دستبردار

صلح ورونس میں ولندیزیوں کا عدم شمول۔ ۲ مئی ۱۵۹۸ء

اطاعت گزار صوبہ جات کی حکومت کا تصفیہ

ہوجانے پر اس شرط پر رضامندی ظاہر کی کہ وہاں کی فرمانروائی آرچ ڈیوک البرٹ کو دی جائے تو انفنٹا گلدرا ایوجینا اسابلا سے شادی کرنے والا تھا (مئی سنہ ۱۵۹۸ء) لیکن قید یہ لگادی گئی تھی کہ اگر یہ لاولد رہی تو یہ صوبے پھر اسپین کو عود کریں۔ فلپ کے پاس باور کرنے کے اسباب موجود تھے کہ آرچ ڈیوک کو اولاد نہ ہوگی، اور ایک خفیہ معاہدے کی رو سے اس کے بھانجے (Nephew) نے اسپین کی آقائی تسلیم کرلی اور اسپینی افواج کو اینٹورپ، گھنٹ اور کمبرے کے شہروں پر قابض ہونے کی اجازت دینے کا وعدہ کرلیا۔ اسپین اور ماتحت صوبوں کے مابین ایک بے ربط جنگ جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا، سنہ ۱۶۰۹ تک جاری رہی۔ اس کے بعد بارہ سال کے التوائے جنگ نے عملاً متحدہ نیدرستان

سنہ ۱۶۰۹ بارہ سالہ التوائے جنگ

کی خود مختاری کو تسلیم کرلیا، لیکن اس خود مختاری کو صلح ویسٹ فیلیا بابتہ سنہ ۱۶۴۸ سے پیشتر باضابطہ طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔

سات متحدہ صوبہ جات کی حدود

اس طرح جن سات صوبوں نے اسپین سے علحدگی حاصل کرلی تھی وہ گلڈرلینڈ، اٹرکٹ، فریسلینڈ، اووریسل، گرونجن، زیلینڈ، اور ہالینڈ تھے۔ یہ بحر جرمنی کے سواحل پر ایک وسیع میدان پر مشتمل تھے جو ایسٹ فریسلینڈ کی ڈچی سے شروع ہوکر دریائے شلٹ کے دونوں جانب اس کے وسیع دہانے تک چلے گئے تھے۔ لہذا ان صوبوں کو رہائین کے مختلف دہانوں نیز میوز اور شلٹ کے دھانوں پر کامل اقتدار حاصل ہوگیا۔ مشرق اور جنوب میں اُن کی حدود مشرقی فریسلینڈ، اسقفی منسٹر کے علاقے کلیوس کی ڈچی، لیئج کی اسقفی اور جنوبی برابانٹ پر مشتمل تھیں۔ یہ سمندر ایک وقت صوبہ جات متحدہ کا دوست بھی تھا اور دشمن بھی۔ ان کے علاقے کا ایک بڑا تناسب سمندر کے آغوش سے جدا کرکے برکاشت لایا گیا تھا اور سمندر کو پشتوں کی مدد سے باز رکھا گیا تھا۔ دریائے رہائین کے کچھ پانی کو نہروں کے ذریعے، جو کھیتوں کی سطح سے بلند تھے، سمندر تک پہنچایا جاتا تھا، تاہم یہ نہریں بلند ہوجانے سے اس قدر نشیب

میں تھیں کہ اُن کو دروازوں کی مدد سے روکا جاتا ہے جو سمندر کے مدوجزر کے ساتھ ساتھ بند ہوتے اور کھلتے تھے۔ بریں ہمہ یہ وہی سمندر تھا جس سے انسانی دشمنوں کے خلاف بارہا مدد لی گئی اور اس نے اس تجارت کے مواقع دئے۔ جن پر اُن کی خوش حالی کا انحصار تھا۔ فلپ کی تاج پوشی کے بعد سے ان صوبہ جات کی حالت میں اطاعت گزار صوبوں کے مقابلے میں عظیم الشان تغیر واقع ہوگیا تھا۔ اس کے عہد حکومت کے آغاز میں فلینڈرس اور برابانٹ دوسروں سے کہیں زیادہ متمول اضلاع تھے۔ اینٹورپ یورپ کی تجارت کے عظیم الشان گوداموں میں

متحدہ نیدرستان اور اسپینی نیدرستان کی حالت کا مقابلہ

شامل تھا اور ان صوبوں کے دیگر شہر صنعت وحرفت کے مراکز تھے، اور ان کی جانب سے شاہی خزانہ میں جو محاصل داخل کئے جاتے تھے۔ ان کی مقدار باقی تمام صوبوں کی مجموعی رقم کے مساوی ہوتی تھی۔ پیکار کے اختتام پر یہ جنگل اور بیابان بن گئے۔ کہتے ہیں کہ بھیڑئے کھلے میدانوں میں پڑے پھرتے تھے۔ جولاہوں کے راچھ خاموش تھے، شہروں میں سارے کوچے خالی اور غیر آباد پڑے تھے۔ تجارت شمال میں منتقل ہوگئی تھی اور امسٹرڈم نے اینٹورپ کی جگہ غصب کر لی تھی۔ ولندیزی پہلے ہی سے یورپ کے باربردار بن رہے تھے اور مشرق کی نوآبادی بسانے میں سب سے پیش پیش تھے۔ تاہم اس کم عمر ریاست کو بہت سے خطرات لاحق تھے۔ اس کی تجارت سے انگلستان کو جو حسد پیدا ہو رہا تھا وہ تشویش ناک تھا اور داخلی خطرات بکثرت تھے، حکومت جسامت و دولت میں نہایت

دستوری اور دیگر مشکلات

غیر مساوی صوبوں کے ایک غیر مربوط وفاق پر مشتمل تھی اور ہر صوبہ بلدیاتی مجالس کا ایک وفاق تھا۔ ارکان مجالس کا تقرر باستثنائے صوبہ جات اوورایسل، وگرونجن یا تو موجودہ ارکان کی رائے سے یا نہایت محدود حق رائے دہی کی بنا پر انتخابات سے عمل میں آتا تھا۔ لہذا اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) جو وفاق کی مجلس مقننہ تھا۔ اور اسٹیٹ کونسل (مجلس انتظامی نظمیہ) جس کے تفویض انتظامی امور تھے، کے اقتدار پر صوبہ جاتی مجالس میں مسلسل اعتراضات اٹھائے جاتے تھے۔ اور ادھر ملک کے

اشرافیہ سے جو شہروں کے حاکم ہوتے تھے متنفر تھے اور جو لوگ امراء برگر (Burgher) حق رائے دہی سے محروم تھے ان کو رشک و حسد سے دیکھتے تھے ہالینڈ کا سربرآوردہ افتدار جو سالانہ موازنہ میں آدھے سے زیادہ رقم داخل کرتا تھا اور اسٹیٹ ہولڈر اور کیپٹن جنرل کی موجودگی نے جنھیں فوجی انتظامی اقتدار اعلیٰ حاصل تھا بلاشبہ حکومت کو عملاً وحدت بخشی تھی۔ لیکن اسٹیٹ ہولڈر ہمیشہ اس امر کی جانب مائل رہتا تھا کہ برگر اشرافیہ سے قطع تعلق کرلے اور حقوق و امتیازات سے عاری جماعتوں کی تائید سے ایک زیادہ وسیع فرمانروائی اور ایک زیادہ متحدہ سلطنت کی بنا ڈالے مذہبی اختلافات ان ناچاقیوں پر تیل چھڑکتے تھے؛ برگر عموماً جدید ارمنی (Arminian) خیالات کی تائید کرتے تھے اور اسٹیٹ ہولڈر زیادہ انتہا پسند کالوینیوں کی؛ اس طرح دو جماعتیں نمودار ہوگئیں جن کے جھگڑے آئندہ اس وفاق کی بنیادوں کو ہلادینے والے تھے



ا۔ سنہ ۱۵۹۰ کے بعد ماریس ہالینڈ، زیلینڈ، اٹرکٹ، اور اوور یسل کا اسٹیٹ ہولڈر اور کیپٹن جنرل رہا۔ لیکن یونین کا اسٹیٹ ہولڈر اور کیپٹن جنرل نہیں مقرر ہوا

نواں باب

فرانس میں اصلاح اور خانہ جنگی

۱۔ فرانسس اول کے عہد حکومت میں ہیوگیناٹوں کا عروج

فرانسس اور مصلحین۔ وو ڈو اکا قتل عام۔ ہنری دوم اور مصلحین۔ فرانسس دوم کی تخت نشینی کے موقع پر تفرقہ۔ امبائیس میں شورش۔ چارلس نہم کی تخت نشینی اسٹیٹ جنرل اور پوائیسی کی گفت و شنید۔ دیسی کا قتل عام۔ پہلی خانہ جنگی۔ ڈابو گائز کے فرانسس کا قتل۔ امبوآز کا سمجھوتہ۔ دوسری خانہ جنگی۔ سینٹ ڈینی۔ فرمان لون جومو۔ تیسری خانہ جنگی۔ جارناک اور منکنتور۔ صلح سینٹ جرمین سینٹ بارتھلومیو کا قتل عام۔ چوتھی خانہ جنگی۔ عہد نامہ لاروشیل۔ ہیوگیناٹوں کے خیالات میں تغیر۔ پانچویں خانہ جنگی۔ ہنری سوم کی تخت نشینی صلح مانسیر۔ گیز اور کیتھولک جمعیتیں۔ چھٹی اور ساتویں خانہ جنگی۔ عہد نامہ بر جریک فلیکس۔ فرانس۔ اور نیدرستان کیتھولک جمعیت۔ عہد نامہ جوان ویل۔ آٹھویں خانہ جنگی۔ کورٹراس (Courtras)۔ ناکہ بندیاں گیز کے ہنری اور ہنری سوم کا قتل۔ ہنری چہارم اور جمعیت۔ نویں خانہ جنگی۔ آرک اور ایوری۔ ہنری کو ہدایات وصول ہوتی ہیں اور وہ پیرس میں داخل ہوتا ہے۔ اسپین کے ساتھ جنگ۔ فرمان نانٹس۔ صلح وروان۔ خاتمہ

جس زمانے میں فرانس خاندان ہیپسبرگ کی مخالفت کے مسلک کی دھن میں جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کے ساتھ اتحاد قائم کر رہا تھا، عین اُسی زمانے میں الحاد اس کی سرحدوں کے اندر سرعت کے ساتھ نشو و نما پا رہا تھا۔ اٹاپل کا باشندہ ژاک لیفور فرانسیسی پراٹسٹنٹ مذہب کا بانی اول ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

سب سے پہلے فرانسیسی مصلحین

پیرس میں دینیات کے لکچرار کی حیثیت سے۔ نامہ جات (Epistle) سینٹ پال کی شرح (سنہ ۱۵۱۲) میں اس نے اصول نجات بالایمان کی تعلیم لوتھر کے پروانہ جات شفاعت کو مردود ٹھیرانے کے پانچ سال پیشتر ہی دی تھی۔ سنہ ۱۵۲۱ میں اُس نے اسقف بریسونے کی سرپرستی میں شمپین میں بمقام رموے ایک چھوٹی سی جماعت بھی قائم کی جس میں ڈاقینی کا فیرل کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ نیز اس نے اراسمس کے دوست لوئی ڈی برکین کو بھی متاثر کیا تھا جو ایک درباری اور امیر آدمی تھا۔

ان جدید خیالات کی ترقی نے سوربون یا جامعہ پیرس کے شعبۂ دینیات اور پیرس کے پارلیمان کے خطرات کو اور بڑھا دیا۔ لیکن فرانسس کو ان میں سے کسی ادارے سے بھی انس نہیں تھا۔

فرانسس ابتداءً رواداری کی طرف مائل ہوتا ہے

پارلیمان نے اتحاد کے خیال کی مخالفت کی تھی۔ (دیکھو صفحہ ۱۰۸) سوربون اس قائم کردہ جدید کالج دی فرانس کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا (دیکھو صفحہ ۲۶۸) اس کو راہبوں اور درویشوں سے نفرت تھی۔ وہ ادب و شائستگی کا دلدادہ تھا۔ اس کی سیرت کی خرابیاں ان صفات کی بدولت کم ہو گئی تھیں۔ اس کی ہمشیرہ ناوار کی مارگریٹ نے جدید خیالات کے ساتھ رواداری برتنے میں اس کی رہبری کی۔ کہا جاتا ہے کہ فی الحقیقت اس کے دل میں اراسمس کی صدارت میں فرانس میں ایک ادبی اور فلسفیانہ ادارہ قائم کرنے کا خیال بسا ہوا تھا۔ لہذا سنہ ۱۵۲۳ میں اس نے ڈی برکین کو پارلیمان سے بچایا۔ اور اگر وہ پویا میں فتحمند ہوتا تو اس رواداری کے مسلک کو جاری رکھتا۔ اس کی شکست اور اسیری نے پراٹسٹنٹ فرقے کی حالت کو بد سے بدتر کر دیا۔ کیونکہ اس کی ماں سیوائی کی لوئیس اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر الحاد کی بیخ کنی

فرانسس کی غیر موجودگی میں جبر و تعدی کا آغاز ۱۵۲۵ء

میں مصروف ہوگئی۔ لکلرک نامی ہیوگے ایک اُون صاف کرنے والے کو نذر آتش کیا گیا۔ (جولائی ۱۵۲۵ء) بریکانٹ کو ہیوگی برادری کو منتشر کرنے کا حکم دیا گیا (اکتوبر ۱۵۲۵ء) اور ڈی برکوئیں کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا (جنوری ۱۵۲۹ء) فرانسس نے حقیقت میں اُس کو دوبارہ اپنے دشمنوں سے بچایا اور خود فرانس واپس آنے پر ببغور کو اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کیا لیکن اس متلون مزاج بادشاہ کی حالت میں بہت جلد تغیر واقع ہوگیا۔ اس کی سیاسی ضروریات پوپ کے اتحاد کی طلبگار تھیں جو شہنشاہ کے خلاف اور اپنے ملک کے علمائے مذہب کے ساتھ ایک جمعیت مقدس قائم کر رہا تھا (دیکھو صفحہ ۲۳۱) جو اس کو جنگ جاری رکھنے کے لئے مالی امداد دے سکتے تھے۔

فرانسس ظلم و تشدد کا مسلک اختیار کرتا ہے

اس کو مصلحین کے مذہبی خیالات سے کبھی ہمدردی پیدا نہیں ہوئی بلکہ صرف اس تحریک کے ادبی پہلو سے اور بعض زیادہ سرگرم مصلحین کی زیادتیوں اور قدیم خیالات کی تخریبی کارروائیوں نے اس خیال میں رنگ آمیزی کی کہ اس تحریک کو سیاسی اہمیت حاصل ہے۔ ڈی برکوئیں نے اگرچہ وہ ان زیادتیوں کا ذمہ دار نہیں تھا اراسمس کے اس بزدلانہ انتباہ کو سماعت کرنے سے انکار کر دیا کہ "زنبوروں کو نہ چھیڑئیے" جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کو پھر گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ (اپریل ۱۵۲۹ء)

۱۵۳۴ء میں "پاس" (عشائے ربانی سے متعلق ایک رسم) کی خرابیوں کی بابت ایک غیر معتدل اشتہار نے بادشاہ کے غیظ و غضب میں قدرۃً اضافہ کر دیا۔ ۱۵۳۵ء میں منسٹر میں "انابپٹسٹوں" کی شورش نے اس کو اور بھی خائف کر دیا اور جنوری ۱۵۴۵ء میں ایکس (Aix) کی پارلیمان کی اس غلط بیانی پر یقین کر کے کہ پروونس کے "ووڈوا" قیام جمہوریت میں کوشاں ہیں اُس نے وہ ہلاکت خیز حکم دیا جو قتل عام کا باعث ہوا۔ خواہ اس کا ارادہ ایسا تھا یا نہیں بیس سے زائد شہر اور مواضعات تباہ و برباد کئے گئے اور کوئی تین ہزار پراٹسٹنٹ وادی ڈورانس میں فنا ہوئے۔ دوسرے سال "مو" میں جو فرانسیسی پراٹسٹنٹ فرقے کا گہوارہ تھا چودہ "غریب اہل حرفہ" کے قتل کے بعد فرانسس کی زندگی کا چراغ بجھ گیا۔

۲۔ ہنری دوم کی حکومت۔ ۱۵۴۷ء تا ۱۵۵۹ء

اسی اثنا میں فرانسیسی پراٹسٹنٹ کالون کے زیر اثر آ گئے تھے۔ ۱۵۳۵ء میں

اس نے اپنی تصنیف "انسٹی ٹیوٹس" (Institutes) کو اس توقع میں فرانسس اول کے نام معنون کیا تھا کہ بادشاہ کو یقین دلائے کہ اس کے اصول خطرناک نہیں تھے۔ اور اسی وقت سے فرانسیسی اپنے اولوالعزم اہل وطن کی تعلیم کو سرعت کے ساتھ اخذ کرنے لگے۔ فرانسیسی پراٹسٹنٹ مذہب اب ادبی تحریک سے جس کے ساتھ وہ اب تک متعلق تھا علیحدگی اختیار کرنے لگا۔ اس کی کلیساؤں کی تنظیم جنیوا کے جمہوری نظام کے بموجب عمل میں آنے لگی اور یہ تحریک بہت جلد پہلی مرتبہ سیاسی اور جارحانہ صورت اختیار کرنے لگی۔ ان حالات میں یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں تھا کہ فرانسس اول کے انتقال کے بعد جبر و تعدی میں اضافہ ہوگیا۔ خصوصاً جب یہ بات پیش نظر ہو کہ اس کم عمر بادشاہ کو (جو انتیس سالہ تھا) اپنے باپ کی طرح ادب سے ہمدردی نہیں تھی اور کانسٹیبل دی مونمورانسی اور دونوں گیز جو فرانسس اول کے آخری سالوں میں اس کی مہربانیوں سے محروم ہوگئے تھے دوبارہ واپس طلب کرلئے گئے۔ لہذا ہنری دوم کے آغاز حکومت میں پارلیمان کا ایک ایوان خاص قائم کیا گیا تاکہ الحاد کے مقدمات کی تحقیقات کی جائے، اور اس نے جتنے اشخاص کو نذر آتش کیا اس مناسبت سے اس کا نام "لا شامبر ارداننت" (ایوان آتشیں) پڑ گیا

ہنری دوم کے تحت مزید ظلم و تعدی

۱۵۵۱ء میں شاتو بریان کے فرمان (Edict) نے مذہبی عدالتوں کو الحاد کے معاملات میں اختیارات عطا کئے اور "پارلیمان" میں مرافعہ پیش کرنے کا حق نہ رکھا۔ اور ۱۵۵۷ء میں عدالت تحقیقات مذہبی (Inquisition) کو فرانس میں رواج دینے کی کوشش کی گئی۔ پال چہارم نے ایک فرمان شایع کیا جس کی رو سے اس نے ایک کمیشن مقرر کیا جو لارین، بوربان شاتیئوں کے کارڈینلوں پر مشتمل تھا اور انھیں اختیار دیا تھا کہ وہ اپنے اختیارات کسی اور کو تفویض کرسکتے ہیں

ان سخت تدابیر کے باوجود اس مذہب کو اختیار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور یہی اہم محرک تھا جس نے ہنری دوم کو اپریل ۱۵۵۹ء میں عہد نامہ کاتو کامبریسی کی تکمیل پر راغب کیا۔ اگرچہ یہ بیان بے بنیاد معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد نامہ کے ایک خفیہ فقرے کی رو سے شاہان فرانس و اسپین نے ملحدین کے

خلاف اتحاد قائم کر لیا تھا، تاہم اس خصوص میں گفت و شنید ضرور ہوئی۔

جون میں فلپ نے پراٹسٹنٹوں کی بیخ کنی میں شاہ فرانس کو امداد دینے کی تجویز پیش کی اور ہنری نے اس پیش کش سے انکار کرتے ہوئے جنیوا کے خلاف ایک مشترکہ مہم کی تجویز کی لیکن دونوں ممالک کی سیاسی رقابت اس قدر گہری تھی کہ اس زمانے میں مشترکہ فوجی کارروائی کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔ لہذا ان اسباب کی بنا پر ہنری نے تنہا اپنا راستہ اختیار کیا۔

پیرس کی پارلیمان کی مخالفت

لیکن اس میں پارلیمان نے اس کی غیر متوقع طور پر مخالفت کی فرانس میں اس وقت تک مقدمات الحاد کی سماعت کے اختیارات عدالتہائے دیوانی کو حاصل تھے اور پارلیمان نے شاتوبریاں کے فرمان کی طرح پال چہارم کے فرمان کے خلاف بھی احتجاج کیا۔ نقطہ آخر الذکر کو شاہ نے تسلیم کر لیا لیکن اول الذکر قائم رہا اور شامبر دی لاتورنیل (پارلیمان کے اجلاس فوجداری) میں ایک اعتدال پسند جماعت کے نمودار ہونے نے اس کو اور بھڑکا دیا۔ جس نے اعلان کیا کہ ظلم و تعدی غیر موثر ہے اور وہ الحاد کی سزا موت نہیں تجویز کرے گا۔ بادشاہ انتہا درجہ غضبناک ہو گیا اور قریب تھا کہ فابدین دیو فور اور آن دے بورج کے خلاف کارروائی کرے لیکن صلح کی یادگار منانے کے لئے قائم کردہ ٹورنمنٹ میں منٹگمری کے نیزے نے اسے خاک میں ملا دیا اور تاج فرانس کو اس کے سولہ سال کے بیٹے فرانسس دوم کے حوالے کر دیا۔ (جولائی ۱۵۵۹ء)

۳۔ فرانسس دوم کا عہد حکومت جولائی ۱۵۵۹ء تا دسمبر ۱۵۶۰ء

پراٹسٹنٹ یا ہیوگنوٹ[1] (جس نام سے وہ موسوم ہو گئے تھے) اس قدر

---

[1] غالباً یہ ایک جرمن لفظ (Eidgcuossen) (ارکان عہدیہ) کی بگڑی ہوئی صورت ہے جو سب سے پہلے جنیوا کی پراٹسٹنٹ جماعت پر عاید کیا گیا تھا۔

طاقتور ہوگئے تھے کہ ممکنہ ظلم و تشدد سے بھی ان کا استیصال ناممکن ہوگیا تھا۔ ان کی تعداد کوئی چار لاکھ تک پہنچ گئی تھی جن کی بڑی تعداد یا تو شہری اور کسی نہ کسی چیز کے تاجروں پر یا چھوٹے درجے کے امراء پر مشتمل تھا جو ایک فوجی جماعت تھی جو ہر وقت اسلحہ بندی کے لئے تیار رہتی تھی اور نہ یہ اعلیٰ طبقۂ امراء کے شاہی دربار میں اثر و نفوذ

فرانسس دوم کے تخت نشینی کے وقت ہیوگیناٹ کی حالت

رکھنے والے قایدین سے (جن میں خصوصیت کے ساتھ کونڈے اور کالیگنی قابل ذکر تھے) محروم تھے۔ تاہم اگر کوئی زبردست اور ہر دلعزیز بادشاہ جانشین ہوتا یا اگر فرانس میں مربوط اور صحتمند دستور ہوتا تو کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہونا ممکن تھا اور اگر اس میں ناکامی ہوتی تو زبردست قوت کے استعمال سے ان جدید خیالات کو یک وقت نکال دیا جاسکتا تھا۔ لیکن فرانس

فرانس کی غیر منظم حالت

طول طویل بیرونی جنگ اور لوئی دہم کے زمانے سے اپنے شاہوں کے بے راہ رو مسلک کی قباحتوں میں مبتلا تھا۔ مالی مصائب، بھاری اور غیر مساوی محاصل نے جس کا بوجھ قریباً پورے طور پر ادنیٰ ترطبقات پر پڑتا تھا، حکومت کے خلاف وسیع رقبے میں بے اطمینانی پھیلادی۔ دفتری حکومت اور عدالت زیادہ تر فروخت جائداد کے نظام کی بدولت ناگفتہ بہ حالت میں پہنچ گئی تھی اور اپنا احترام کھو چکی تھی۔ کلیسا اگرچہ انتہا درجہ متمول تھا (اس کے محاصل، ملک کے کل محاصل کے دو خمس کے برابر تھے) لیکن کانکارڈٹ سے متاثر تھے اوقاف کے امراء اور مصاحبین اجارہ دار بن گئے تھے اور وہ صرف چند ہاتھوں میں آگئے تھے اس طرح جان کارڈینل لارین۔ تین صدر اسقفیوں، سات اسقفیوں اور چار خانقاہوں پر قابض تھا۔ اس کے قاید اکثر و بیشتر دنیوی اغراض و مقاصد کے جویا تھے، اور دربار کی فرقہ بندیوں کے زیر اثر تھے اور اپنے علاقوں کے روحانی ضروریات کی پروا نہیں کرتے تھے کچھ زمانے سے اسٹیٹ جنرل کو شاذونادر ہی طلب کیا جاتا تھا۔ اور لوگ سادی دستوری زندگی سے محروم ہوگئے تھے۔ وہ شہر جو ملک کی حکومت میں حقیقی معنوں میں شریک نہیں تھے علٰحدگی اختیار کرنے اور اپنے پیر پر آپ کھڑے ہونے کی طرف

مائل تھے۔ اعلیٰ طبقہ امراء کا منشاء تھا کہ یا تو بادشاہ کو اپنے زیر اثر رکھے یا بصورت ناکامی اپنے اپنے صوبوں کی گورنری پر موروثی حق قائم کرلے۔ کم درجہ کے امراء باستثناء فوج وکلیسا تمام پیشوں سے محروم ہونے کی بدولت اب، جبکہ جنگ کا خاتمہ ہوچکا تھا، یا تو کلیسا کو کامل طور پر دنیاوی حیثیت بخشنے کی غرض سے اس میں ہجوم کرنے لگے تھے یا اپنی ایک شوریدہ سر فوجی جماعت بنالی تھی جو تجدید جنگ کے موقع کا خیر مقدم کرتی رہی تھی۔ حاصل کلام یہ کہ فرانس جو برائے نام ایک مربوط و منسلک مرکزی شخصی حکومت کے زیر اقتدار تھا۔ بدترین صورت عدم حکومت میں مبتلا تھا جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ دفتری حکومت غیر منظم ہوجاتی ہے۔ فرانس کی بدقسمتی درجہ کمال کو اسطرح پہنچی کہ خاندان والوا کی نمائندگی چار ایسے لڑکوں کی جانب سے کی جارہی تھی جو کردار عقل ودانش اور قوائے جسمانی سے محروم تھے اور جو درباری سازشوں اور فسادوں کے شکار تھے جنکی بدولت تاج اور زیادہ غیر ہر دلعزیز بنتے والا اور جو ملک کو تیزی کیساتھ خانہ جنگی کی آگ میں جھونکنے والے تھے۔

خاندان بوربان | امراء کی تین سب سے ذی اثر جماعتوں کی قیادت خاندان بوربان کونستابل آن دے مومورانسی اور خاندان گیز کے ہاتھوں میں تھی۔ ان میں سے بوربان کے خاندان کو بادشاہ سے سب سے قریبی رشتہ تھا۔ اس خاندان کا بزرگ ترین رکن بوربان کا انتونی اپنی بیوی ناوار کی ژان کے حق کی وجہ سے جو فرانسس اول کی رواداربہن مارگیرٹ کی بیٹی تھی، ناوارے کا بادشاہ تھا۔ لیکن اگرچہ اس نے اپنی بیوی کے کالوینی خیالات اختیار کئے اور ایک اچھے سپاہی کی حیثیت سے مشہور تھا، اس کی کمزوری اور بے استقلالی نے اُسے قیادت کے ناقابل بنادیا تھا جو اُس کے سب سے چھوٹے بھائی لوئی دی کونڈے کے ہاتھوں میں منتقل ہوگئی اور یہ شخص بھی اپنی نئے خیالات کی طرف مائل تھا۔ اور کہیں بہتر کردار کا شخص تھا۔ دوسرا بھائی چارلس جو بوربان کا کارڈینل تھا کیتھولک ہی رہا، اپنے خاندان کے مسلک سے بے تعلق ہوگیا اور اس کے بعد ایک مختصر سی مدت کے لئے کوشش کرتا رہا کہ فرانس کے چارلس دہم کا خطاب اپنے لئے حاصل کرے۔ خاندان بوربان سے قریبی تعلق کانستبل کے دو بھتیجے گسپاردے کولنی امیر البحر فرانس اور ڈی اینڈیلو پیدل فوج کے کرنل جنرل کو تھا اور یہ دونوں پرجوش ہیوگینات تھے۔ اس خاندان کا رکن مہتر اوڈٹ جو چیاٹیلن کا کارڈینل

تھا اگرچہ مصلحین کا ہمدرد تھا لیکن کبھی اہمیت و وزن حاصل نہ کرسکا۔
کانسٹبل آن دے مونزانسی جو دوسری جماعت کا قاید تھا پکا کیتھولک اور درشت خو سپاہی تھا جس کی درشتی اور مذہبی ثابت۔ قدمی جنگ کے موقع پر لوگوں کی زبان سے یہ الفاظ نکلوائی تھی "دو کانسٹبل کے مہربانی سے ہشیار رہو"۔ اس کا مسلک ہمیشہ اسپین کے اتحاد اور الحاد کی سرکوبی پر مشتمل تھا۔ اور یہ ایک ایسا مسلک تھا جو پچھلے دنوں صلح کاتو کیمبریسس میں کامیاب ہوا۔ بر ایں ہمہ خاندان گیز اور بادشاہ کی ماں کے ساتھ رشک و حسد نے اسے سردست بوربان کی جماعت میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

کانسٹبل آن دے مونزانسی

اخیر میں خاندان گیز سے اس خاندان کی بنا جو خاندان لارین کی بڑی شاخ تھا لارین کی رینے کے دوسرے بیٹے کی جانب سے پڑی۔ رینے، انجو کے رینے لی بان کا اس کی بیٹی ایولانت کی طرف سے نواسا تھا۔ کلاؤ دنے شکست ہوپا کے بعد ۱۵۲۵ء مشرقی سرحد کی مدافعت کی بدولت ناموری حاصل کی تھی اور اپنی بیٹی میری کو اسکاٹ لینڈ کے جیمس پنجم کے ساتھ بیاہ دیا تھا اس کی خدمات کے صلے میں فرانسس اول نے گیز اومال اور مائین کی نوابیاں قائم کر کے اُس کے حوالے کیں جن کو کلاؤڈ اپنے انتقال (۱۵۵۰ء) پر اپنے دو بیٹوں فرانسس، گیز کے ڈیوک اور کلود اومال کے ڈیوک کے حق میں چھوڑ گیا۔ اُس کے دوسرے دو بیٹے کلیسا میں داخل ہو کر لارین اور گیز کے کارڈنیل بنے۔ ڈیوک فرانسس نے مٹز کی مدافعت (۱۵۵۲ء تا ۱۵۵۳ء) اور کیلے کی تسخیر (۱۵۵۸ء) کی بدولت اپنے باپ سے زیادہ شہرت و ناموری حاصل کی۔ وہ خود نما اور فراخ دست تھا، شہرت و ناموری کا دلدادہ تھا اور تدبر و سیاست میں اس کی خامی کو اس کے چھوٹے بھائی چارلس، کارڈنیل نے پورا کیا۔ لالچ متکبر مزاجی کے باوجود اپنی پادریانہ خدمات کے ظاہری مراسم میں محتاط رہتا تھا، سیاسی نکتہ رسی کا ماہر اور موثر خطیب تھا۔ اگرچہ اس اولوالعزم اور حریص خاندان کی کامل ترقی کے لئے ہمیں آئندہ نسل تک انتظار کرنا چاہئے (اور وہ ایسی تجاویز تھیں جو مواقع کے ساتھ ساتھ وسعت حاصل کرتی گئیں)، تاہم ان دو اولوالعزم اشخاص نے اس کا

خاندان گیز

سنگ بنیاد رکھ ہی دیا تھا۔ خاندان گینر کے مسلک کا حل اس واقعے میں ملتا ہے کہ وہ صرف نیم فرانسیسی تھے اور ان کا شاہی خاندان سے بہت دور کا تعلق تھا۔ چونکہ قدیم اُمرا ان کو تو وولنا سمجھتے تھے اور اس خوف سے کہ کہیں بوربان کا خاندان انھیں اقتدار سے بے دخل نہ کر دے وہ خود کو انجو بلکہ کیرولنگس کے خاندان سے بتاتے تھے۔ اگر انجو کے خاندان کی اولاد نرینہ اب تک زندہ نہ ہوتی تو بوربانوں سے بھی تخت و تاج سے قریبی رشتہ ہو جاتا، لیکن ہینین کے چارلس کے انتقال کے بعد (۱۵۸۱ء) سلسلہ نرینہ کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا خاندان گینر کے ارکان اُناث کی جانب سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے جس کے وسیلے سے اُن کا سلسلہ انجو کی رینے تک پہنچتا تھا لیکن ان کا نیم غیر ملکی پن اس سے زیادہ مشکلات پیش کرنے لگا۔ اُنھوں نے بلاشبہ فرانس کی مدافعت میں فوجی مہمات سر کر کے اِن مشکلات کو ایک بڑی حد تک رفع کر دیا تھا۔ اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی تھی انھوں نے قدرۃً کیتھولک مذہب اختیار کیا جس کی بدولت علی الخصوص پیرس کے ادنیٰ طبقات میں اُن کو نیک نامی حاصل ہوئی۔ کیونکہ یہ شہر سختی کے ساتھ کیتھولک مذہب پر جما رہا۔ ان کا خارجی مسلک اگرچہ کیتھولک لیکن اس زمانے میں اسپینی نہیں تھا کیونکہ تخت انگلستان کے لئے میری ملکہ اسکاٹ لینڈ زوجہ فرانسس دوم کی حمایت کرنے اور اِن تینوں ممالک کو ایک طاقتور سلطنت میں متحد کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے جو آسٹریا اور اسپین کی قوت کے ساتھ توازن قائم رکھنے کے قابل ہو جاتا۔

اگرچہ ان متضاد اختلافات میں سے کوئی بھی براہ راست ان سے متعلق نہیں تھا تاہم ملکہ مادر کیتھرائن ڈی میڈیسی اِن سب پر قائم رکھنے کی جستجو میں تھی۔ ہنری چہارم نے بعد میں اس کی نسبت کہا، ”ایک بیچاری عورت اپنے شوہر کو کھو چکنے کے بعد اپنے ساتھ پانچ بچے اور دو خاندان (ہمارا اور گینر کا) لئے ہوئے جو تخت و تاج اپنے لئے حاصل کرنے کی تجویز کر رہے تھے، کیا کر سکتی تھی۔ مجھے حیرت ہے کہ اس نے اس سے بدتر افعال ادا نہیں کئے“ اس بدنام عورت کے مسلک کا سراغ اس کے

کیتھرائن ڈی میڈیسی

اجنبی نسل اور اُس کی سابقہ زندگی میں ملتا ہے۔ فلارنسی اور میڈیسی ہونے کی حیثیت سے وہ فرانس میں غیر معروف تھی اور اپنے

شوہر ہنری دوم کی محبت حاصل کرنے سے قاصر رہی اور یہ دیکھتی رہی کہ اس کی محبوبہ پائٹیئرس کی ڈیانا نے
اس کے اثر کو مسحور کر لیا ہے۔ تمام اثرات سے محروم ہونے کے باعث اس کی رشک و حسد والی جبلت
نے اس میں حکومت و فرمانروائی کا جذبہ پیدا کر دیا اگر براہ راست حکومت کرنا اس کے لیے ممکن ہوتا تو وہ
اس سے اچھی طرح حکومت کرتی۔ کیونکہ اگرچہ وہ اخلاقی نصب العین سے محروم تھی لیکن غلط کار نہیں تھی
بڑی محنتی اور جفاکش تھی اور دوسروں کو خوش کرنے کی دھن میں لگی رہتی تھی وہ متمنی تھی کہ اسپین کے
منشاء کے خلاف ملک کی خود مختاری کو برقرار رکھے۔ نیز داخلی سازشوں سے تخت و تاج کے اقتدار کو
محفوظ و مصئون رکھے۔ اگر وہ کیتھولک تھی تو یقیناً متعصب نہیں تھی اور ممکن تھا کہ ہیوگیناٹوں کے
ساتھ کم از کم تحقیر آمیز رواداری سے دریغ نہیں کرتی لیکن اس کو اقتدار دینے سے جب انکار کر دیا گیا
اور اس کی حیثیت کو صدمہ پہنچنے لگا تو اس نے ایک حقیقی ڈیسی کی طرح سازش شروع کر دی (جو عموماً
کمزوروں کا وسیلہ ہے) اور توازن کا مسلک اختیار کیا جو ناکام رہنے کی بدولت زیادہ
مہلک ثابت ہوا۔

چونکہ فرانسس کی عمر پندرہ سال سے زیادہ تھی اس لئے ریجنسی کی ضرورت نہیں تھی
تاہم یہ ایک قدرتی امر تھا کہ ناوار کے ہنری کو جو ذکور میں سب سے قریبی رشتہ دار اور

خاندان گینز کا اقتدار

بڑی عمر کا تھا برسر اقتدار کیا جائے۔ لیکن خاندان گینز کے ارکان
نے اس میں مزاحمت کی۔ ملکہ کے چچا ہونے کی حیثیت سے وہ
کم عمر بادشاہ پر کامل اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے
اور کیتھرائن نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس قدر طاقتور ہیں کہ اُن کی مخالفت نہیں کی
جا سکتی، نیز ناوار کے حسد اور موموزانسی کی نفرت کے باعث، کیونکہ اس نے
اسکے شوہر کے حین حیات اس کی توہین کی تھی، ان کی تائید کی طلبگار ہوئی موموزانسی
کو برطرف کر دیا گیا۔ اور وہ اپنے طبقات کو جو چنٹلی میں واقع تھے چلا گیا۔ کالنی
کو پیکارڈی کی گورنری سے محروم کر دیا گیا، اور تقریباً وہ تمام گورنر ہٹا دیے گئے
جن پر خاندان گینز کو اعتماد نہیں ہو سکتا تھا اور جہاں ڈیوک نے فوج پر اپنا اقتدار
جما لیا۔ وہاں لارین کا کارڈینل سول نظم و نسق کا صدر بن بیٹھا۔ اس طرح سلطنت
کی حکومت کے اجارہ دار بن کر ارکان گینز نے پارلیمان کے سرکش اور نافرمان ارکان
کے خلاف تدابیر اختیار کرنا شروع کر دیں۔ جو ہنری دوم کے انتقال کے بعد سے

برخاست ہوگئی تھی۔ اینی دے بورج کو ایک خاص کمیشن سے سزائے موت ملی حالانکہ وہ جواز عدالت کے خلاف مرافعہ پیش کرتا ہی رہ گیا اور دیگر ارکان کو یا تو معطل کر دیا گیا یا مقید۔

لیکن خاندان گیز کی کامیابی پرسش کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی، اور ایک زبردست مخالفت چونک اٹھی جس میں اُن کے سیاسی اور مذہبی معاندین شریک ہو گئے۔ طبقۂ امراء گورنری سے محروم ہو جانے کی بدولت غضبناک ہو گیا تھا اور ان نوخیز اجنبیوں کے خلاف خوں کا رشتہ رکھنے والے رؤساء کے حقوق کی تصدیق کرنے لگے۔ گراں محاصل، اور اسکاٹ لینڈ کی ادنیٰ کامیابی نے جہاں گیز کی میری اپنے بھائیوں کی مدد سے "لارڈس آف دی کانگریگیشن" کے خلاف غیر مساوی جد و جہد میں مصروف تھی، شکایات میں اور اضافہ کر دیا۔ جو لوگ مجلس طبقات کے اختیارات کی تجدید کرنا چاہتے تھے انھیں گیز کی استبدادانہ حکومت پر حملہ کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آگیا۔ اور مذہبی بے اطمینانی نے نقطۂ آغاز حملہ کا کام دیا۔ ۱۵۶۰ء کی بہار میں، ڈی لارنیاڈی نامی پریگوڈ کے ایک امیر نے بادشاہ کو جو اس وقت امبواز میں تھا گیز دون کے ہاتھوں سے چھڑا لینے، رئیس کونڈی کو حکومت کا صدر بنانے کے لئے ایک منصوبہ کیا۔ لیکن اس منصوبہ کا انکشاف ہو گیا۔ ایک جھڑپ میں ڈے لارنیاڈی مارا گیا اور دوسرے سازشیوں کو بے رحمانہ سزائیں دی گئیں۔ بعضوں کو گڑھی کی شہ نشین سے ٹکایا گیا۔

امبواز میں شورش ۱۷ مارچ ۱۵۶۰ء

اگرچہ "شورش امبواز" بالکلیہ پراٹسٹنٹوں کی حد تک منحصر نہیں تھی لیکن یہ وہ نقطہ ہے جہاں سے بالآخر ایک سیاسی اور جارحانہ جماعت بنتی ہے اور جب سے صوبہ جات کے کمتر درجے کے امرا اُس میں آملتے ہیں۔ اور ادھر حکومت کو یہ بہانہ مل گیا کہ شاہی اور کیتھولک جماعت کے اغراض و مفاد کو باہم ایک قرار دے۔ سردست تو گیزوں نے اپنے مسلک میں کچھ رد و بدل کرنے کا بہانہ کیا منصوبے سے پہلی مرتبہ آگاہی ہو لینے کے بعد انھوں نے بادشاہ کے نام سے ایک فرمان جاری کیا جس میں سابقہ افعال کی معافی دینے کا وعدہ کیا اور اگرچہ فرمان رورومینٹن کی

رو سے جو متخالف سئی ۱۵۶۰ء میں جاری کیا گیا تھا ضمیر سے تعلق رکھنے والے امور پر مذہبی عدالتوں کو کامل اختیارات دئے گئے لیکن اس میں اس امر پر بھی اصرار کیا گیا کہ اِن معاملات میں نرمی برتی جائے ان گیزوں نے حتی کہ کالنی کے ان مطالبات کی سماعت کی جن کی حمایت کیتھرائن اور میشل لے اوپتال نے کی جنھیں ابھی ابھی چانسلر بنایا گیا تھا، کہ اسٹیٹ جنرل کو طلب کر لیا جائے نیز مذہبی اور سیاسی شکایات پر بحث کرنے کے لئے اعلیٰ طبقہ کے پادریوں کی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ لیکن انھوں نے ان تجاویز کو اس یقین کی بنا پر منظور کیا تھا کہ وہ اس مذہبی مجلس کو اس حیلے سے ملتوی کر دے سکیں گے کہ کونسل ٹرنٹ کا عنقریب دوبارہ افتتاح ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ انتخابات میں اثر اندازی کر کے اور ان ارکان کو خارج یا مقید کر کے جو جو کیتھولک مذہب کے شرائط کو تسلیم نہ کریں اسٹیٹ جنرل میں مفید مطلب اکثریت حاصل کر سکیں گے۔

میری ریجنٹ انگلستان کی موت (۱۰ر جون ۱۵۶۰ء) اور عہد نامہ لیتھ (۶ر جولائی) جس کی رو سے فرانسیسیوں کو اسکاٹ لینڈ کا تخلیہ کرنا اور شاہ فرانسس اور اس کی بیوی میری اسٹوارٹ کو تخت و تاج انگلستان کے حقوق سے دست بردار ہونا پڑا، فلپ کے خطرات دور ہو گئے۔ لہٰذا اس نے ارکان گیز کو اپنا اقتدار حاصل کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ پوپ اور سیوائے کے ڈیوک کو وادؤا کی بیچ کنی اور جنیوا پر حملہ آور ہونے کے لئے فوج روانہ کرنا تھا۔ اور ادھر فلپ ناوار پر چڑھائی کرنے والا تھا۔ کونڈے اور شاہ ناوار کو آرلیانس آنے کے لئے جہاں اسٹیٹ جنرل کے اجلاس کے لئے کورٹ جمع ہوا تھا، ایک حکم نامہ کا سختی کے ساتھ جواب دینے کے باعث گرفتار کر لیا گیا۔ ناوار کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی اور کونڈے پر ایک خاص کمیشن کے ذریعہ اس الزام میں مقدمہ چلایا گیا کہ گزشتہ سازش میں اس کی بھی شرکت تھی اور اس کو سزائے موت دی گئی گیزوں کی کامیابی یقینی اور محفوظ نظر آتی تھی اور عین ایسے موقع پر مرض گوش سے بادشاہ کے انتقال

فرانسس دوم کی موت کی بدولت گیز خاندان کی کامیابی رک جاتی ہے۔ ۵ر دسمبر ۱۵۶۰ء

(۵ر دسمبر ۱۵۶۰ء) کی بدولت اُن سے چھن گئی۔

۴۔ چارلس نہم۔ دسمبر ۱۵۶۰ء تا مئی ۱۵۷۴ء

ارکان گیز ابتداءً اپنے تنکار سے مایوس ہو کر جان کے خوف سے ایسے بھاگے کہ خود کو اپنے اپنے محلوں میں بند کر دیا، اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ بالآخر کیتھرائن کو حکومت کا موقع مل گیا۔ چونکہ چارلس نہم صرف دس سالہ تھا لہذا نائب السلطنت مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی اور بے چون وچرا اس کا مستحق نلوار کا انٹونی تھا لیکن وہ لفٹنٹ جنرل کی خدمت اپنے لئے محفوظ کر کے اپنے حق کو ملکہ مادر کے تفویض کر دینے پر راضی ہوگیا۔

کیتھرائن چارلس نہم کے نام سے حکومت کرتی ہے

کیتھرائن بڑی خوش ہوئی "وہ اتنا تابع فرمان رہے" اس لئے اپنی بیٹی ملکہ اسپین کو لکھا، "کہ میں جس طرح چاہوں اُس کے ساتھ سلوک کر سکتی ہوں،" اس کو اب امید بندھ گئی کہ دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین ثالث کی حیثیت سے کام کرے گی اور خاندان بوربان سے ارکان گیز کو لڑا کر حکومت کر سکے گی۔ اُس کی پہلی مشکل اسٹیٹ جنرل سے متعلق تھی۔ اس کا اجلاس بتاریخ ۱۵ر دسمبر ۱۵۶۰ء آرلیان میں طلب کیا گیا، جہاں اس کو آئندہ اگست تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا اور ازاں بعد اس کا اجلاس پونتواز میں منعقد ہوا۔

ستتر سال کے بعد اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کا یہ پہلا اجلاس اس لئے قابل غور ہے کہ وہ ہیوگیناٹوں کے سیاسی خیالات کا آئینہ ہے جن کی اس میں کثرت تھی، نیز ان کی مجوزہ عظیم الشان اصلاحات کے لئے جو اگر بروئے عمل لائے جاتے تو غالباً فرانس کو خانہ جنگی سے بچا لیتے اور اُس کی آئندہ تاریخ کو بدل دیتے۔ امرا جہاں اپنے امتیازی حقوق پر اصرار کر رہے تھے وہاں عدالتی نظام کی اصلاح اور ایک ایسی میجسٹریٹی کے عوض جو فروخت جائداد کے نظام کی بدولت سرعت کے ساتھ موروثی بنتی چلی جارہی تھی، ایک انتخابی میجسٹریٹی پر بھی مُصر تھے۔ انھوں نے مذہبی عدالتوں کی چالبازیوں اور تعددیت اور عدم قیام کی خرابیوں کو مردود ٹھیرایا،

انھوں نے مطالبہ کیا کہ جو امرا کالون کے مقرر کردہ طرز عبادت کو ترجیح دیتے ہیں انھیں ادائے صلوٰۃ کے لئے کلیسائیں استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔

"دو سہ طبقات" (Tiers state) کے مطالبات اور بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ مخصوص اختیارات کو طبقات اور ایک کونسل کے انتخاب سے جس سے علمائے مذہب خارج کردیے جائیں سہ سالہ اجلاسوں کی جانب سے محدود کردیا جائے۔ انھوں نے استدعا کی کہ کلیسا کی زمینیں فروخت کی جائیں اس سے جو سرمایہ حاصل ہو اس کے سود سے مذہبی علما کو مقررہ مشاہرہ دیا جائے۔ اور بقیہ رقم تخت و تاج کے قرضے کی ادائی میں اور شہروں کی تجارت کی ترقی کے لئے ان کو قرضے دینے میں صرف کی جائے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ ظلم و تشدد کا خاتمہ کردیا جائے، "کیونکہ دو لوگوں کو ایسے کام کے لئے مجبور کرنا جس کو وہ اپنے دل سے غلط جانتے ہوں غیر معقول ہے" اور یہ کہ ایک قومی مجلس جس میں عوام اور علما کو رائے دہی کا حق حاصل رہے اور جس میں کلام الٰہی واحد رہنما رہے، مذہبی مسائل کے آخری فیصلے کے لئے طلب کی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ فرانس میں اصلاح یافتہ خیالات جڑ پکڑ لیتے، اور اس کے لئے کیتھرین تیار نہیں تھی کیونکہ ہیوگنیاٹس آخر ساری قوم کے تیسویں حصے پر مشتمل تھے اور اسی کی نمائندگی کررہے تھے۔

پوائیسی کی گفت و شنید

"پوائیسی کی گفت و شنید" کے نتائج نے بھی جو اسی زمانے کے قریب عمل میں آئی تھی سمجھوتے کے امکان کی کوئی بہتر توقعات پیش نہیں کیں۔ اس کانفرنس میں گیارہ وزرا (جن میں تھیوڈور بیزا، کالون کا چیلا، اور پیٹر مارٹر اطالوی بھی شامل تھے) اور بائیس غیر سرکاری اشخاص موجود تھے۔ لیکن، جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے، اس کوشش کی بدولت دونوں مذاہب کے نقاط اختلاف میں اور شدت ہوگئی۔ اس گفت و شنید کا واحد نتیجہ یہ نکلا کہ اسقفوں نے کلیسا کی جائداد کی نسبت تیسرے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے خود کو اس امر کا ضامن بنایا کہ اُن اراضی تاج کی واگذاشت کے لئے مطلوبہ رقم بالاقساط ادا کی جائے گی جو خانگی قرضخواہوں کے مطالبات کی تکمیل میں ہاتھ سے نکل گئی تھیں۔

سمجھوتہ بظاہر ناممکن تھا۔ اب یہ دیکھنا باقی رہ گیا تھا کہ آیا رواداری قابل عمل ہے۔ اس کی کوشش فرمان بابت جنوری ۱۵۶۲ء سے کی گئی جس میں ہیوگیناٹوں سے اس مطالبے کے باوجود کہ وہ اپنے مقبوضہ کلیساؤں کو حوالہ کر دیں انھیں ایک مجلس عمومی کے فیصلے تک عبادت کے لئے شہر کی فصیلوں کے باہر کسی ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت دی گئی۔ اس طرح لے اوپتال کا مسلک کامیاب ہوتا نظر آنے لگا۔ ہیوگیناٹوں کو قانوناً تسلیم کر لیا گیا اور اب وہ حفاظت قانون سے خارج نہیں رہے۔

فرمان بابت جنوری ۱۵۶۲ء

خود لے اوپتال نے مجلس طبقات (اسٹیٹ جنرل) کے افتتاح کے موقع پر اقرار کیا کہ مختلف مذاہب کے اشخاص کے مابین صلح کی توقع کرنا غلطی ہے "ایک فرانسیسی اور ایک انگریز ہیں" اس نے کہا، "جو ایک ہی مذہب کے ہوں آپس میں ایک ہی شہر کے اُن دو آدمیوں یا ایک ہی آقا کے دو ماتحتوں سے زیادہ محبت و غمخواری ہوتی ہے جن کے مذاہب مختلف ہوتے ہیں"۔ یہی نہیں بلکہ شخصی رقابت، خود غرضی، اور سیاسی تعصبات کی وجہ سے اکثر صورتوں میں مذہبی اختلافات اور ناگوار ہو گئے تھے، اور ان سب میں تیسرے طبقے کے مطالبات کے باعث اور شدت پیدا ہو گئی تھی۔ اگر یہ مطالبات عطا کئے جاتے تو ملک میں انقلاب بپا کر دیتے، اور وہ اُسی صورت میں کامیاب ہو سکتے جبکہ قوم ان کی حمایت پر ہوتی۔ لیکن تیسرا طبقہ جو زیادہ تر بلدیاتی عہدیداروں کی جانب سے نامزد کیا گیا تھا نہ تو دیہاتی اضلاع کے مزارعین کی نمائندگی کرتا تھا اور نہ شہروں کے کمتر طبقوں کی جو عموماً کیتھولک تھے ان کی اغراض و مفاد اور اُن کے تعصبات پر جو لوگ حملہ کرتے تھے وہ قوم کی کثرتِ غالب پر مشتمل تھے، لہذا یہ ہیوگیناٹوں کو اب سے اپنا جانی دشمن تصور کرنے لگے۔ اعلیٰ طبقہ، امراء جس کے قبضے میں تاج کی اراضیات تھیں ان کی واگذاشت کے مطالبے سے گھبرا اٹھے، کلیسا برخاست او قاف کے شور و غوغا کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگا، وکلاء اپنے امتیازی حقوق پر حملہ ہونے کی وجہ سے برافروختہ ہو گئے اور ملک کی حکومت کی نسبت اسٹیٹ جنرل کے دعاوی پر ہمیشہ کی طرح حسد کرنے لگے۔ درحقیقت اسی وقت سے ہمیں ان تین طاقتور جماعتوں (امراء، پادری، اور وکلاء) کے مصلحین کی ناقابل مفاہمت مخاصمت کو شمار کرنا چاہیے، جن میں سے اکثر اس وقت تک

ہیوگیناٹوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے سے ناراض نہیں تھے۔ ہوگیناٹوں کے لئے
اب صرف ایک موقع یہ باقی رہ گیا تھا کہ صلح و امن قایم رکھیں۔ اگرچہ اُن کی تمام
خواہشات پوری نہیں ہوئیں اور اگرچہ فرمان کو صرف عارضی حیثیت بخشی گئی تھی اُن
کے حامی و طرفدار اس سرعت کے ساتھ پھیلتے چلے تھے کہ ایک قلیل مدت کے
اندر ہی اندر اُن کے عزت و احترام حاصل کر لینے کا امکان تھا۔ کہا جاتا تھا کہ
ایک صدر اسقف (ریمس کا) اور چھ اسقف، شاتیون کے کارڈنیل سے قطع نظر
کرتے ہوئے ان جدید خیالات کے حامی تھے۔ تھراگمارٹن نے ملکہ انگلستان کو آگاہ
کیا کہ خود چارلس نہم کی حالت متزلزل ہے۔ کیتھراین اپنی سہیلیوں اور ساتھ والی
خواتین کے جدید انجیل پڑھنے اور ہیوگیناٹ مارو کا گیت گانے پر معترض نہیں
ہوتی تھی، اور اگر اس کو رواداری سے اقتدار حاصل ہو سکتا تو وہ رواداری
کے مسلک کو جاری رکھنے میں ہرگز پس و پیش نہ کرتی۔ بدقسمتی سے نظم و نسق میں انفاذ قانون
کی کافی قوت نہیں تھی، اور مذہبی اور سیاسی بغض و عناد بہت گہرا تھا۔
ہیوگیناٹ قائد زیادہ جوشیلے اور سرکش لوگوں پر کامل قابو نہیں رکھ سکے، اور خصوصاً
جنوب میں قدیم خیالات کی بیخ کنی شروع ہو گئی اور اودھر کیتھولک مصمم ارادہ
کر چکے تھے کہ اس فرمان کو جلد سے جلد منسوخ کر دیں۔

اپریل ۱۵۶۱ء ہی میں مونمورانسی خاندان گیز سے مصالحت کر چکا تھا
انھوں نے اب جزیرہ سارڈینیا اور افریقہ میں ایک سلطنت کی پیش کشی کی
بدولت، یا غالباً اس کی پراٹسٹنٹ بیوی جین دی البرٹ کے خلاف طلاق حاصل
کرنے، میری ملکہ اسکاٹس سے عقد کرا دینے اور اسکاٹ لینڈ کا تخت ملکہ کسی دن
انگلستان کا تخت بھی دلانے کے مواعید سے اس متزلزل شاہ نادار کو اپنی
طرف کر لیا۔ جنوب میں قتل عام اور شورش برپا ہوتی رہی، اور بالآخر نواریکم مارچ
کو گیز کا ڈیوک بعض ایسے ہیوگیناٹوں پر سے ہو گزرا جو بمقام واسی ایک خرمن گاہ

واسی کا قتل عام یکم مارچ ۱۵۶۲ء

میں عبادت کر رہے تھے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اس
جلسے کو برخاست کر دیا جائے اس لئے کہ وہ خلاف قانون
تھا۔ ہیوگیناٹ اگرچہ غیر مسلح تھے لیکن غالباً انھوں نے

کچھ مزاحمت کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی پچاس ساٹھ مردوں عورتوں کو قتل عام کر دیا گیا۔ اور دو سو یا اُس سے زاید اشخاص شدید مجروح ہوئے۔ چونکہ شہر واسی بظاہر بے فصیل تھا، ہیوگیناٹ غالباً اپنے حقوق پر قائم تھے۔ بہر حال ڈیوک کو کوئی اقتدار نہیں حاصل تھا کہ قانون کی تکمیل اپنے ہاتھ میں لے۔ ممکن ہے یہ درست ہو کہ وہ اس امر کا خواہاں نہیں تھا کہ اس کے ہمراہی انتہائی دراز دستیاں کریں، لیکن کم سے کم اس نے اس کا ارتکاب کرنے والوں کو نہ تو مردود ٹھیرایا اور نہ انھیں سزا دی۔ بائی اور جیشت سے اجرائے فرمان کے بعد سے واسی کا ہی ایک قتل عام نہیں ہوا تھا۔ اور اس کو اگر اہمیت حاصل ہے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ ایک اہم ترین قاید کی رضامندی سے صورت پذیر ہوا تھا اور نیز اس لئے کہ اس نے جھگڑے فساد کو ملک سے شاہی دربار میں منتقل کر دیا اور اب جنگ ناگزیر تھی۔ سوال یہ تھا کہ بادشاہ کو کون حاصل کرے؟ ڈیوک کیتھرائن کے احکام کے خلاف عجلت کے ساتھ پیش قدمی کر کے پیرس میں داخل ہوا (۱۶ مارچ)۔ ملکہ کم عمر بادشاہ کے ساتھ فانٹین بلو روانہ ہو گئی تو اُس نے اُن کا تعاقب کیا اور راج ماتا نے جب کوئی دوسری راہ نہ دیکھی تو پیرس واپس ہونے پر رضامند ہو گئی (۶ اپریل) اور چارلس چیختا ہی رہ گیا کہ "گویا وہ اُس کو اسیر بنانے کے لئے جا رہے ہیں"۔ کیتھرائن نے زیادہ کمزور جماعت کی حمایت کرنے کی کوشش کے بعد اپنی خوئے مستمرہ کے بموجب زیادہ طاقتور جماعت کی طرفدار بن گئی۔

گیز کا ڈیوک پیرس میں داخل ہوتا ہے اور بادشاہ کو حاصل کرتا ہے۔ ۱۶ اپریل

اسی اثناء میں کونڈے پیرس سے آرلیان کو پسپا ہو گیا (۲۳ مارچ)، یہاں کولنی اور داندیلو کے ساتھ مل کر اس نے ایک اعلان شایع کیا جس میں اس نے خود کو ہتیار اٹھانے پر حق بجانب قرار دیا اور اعلان کیا کہ اُس نے اقتدار مملکت (گیز، مونمورانسی اور سینٹ آندرے) کی جانب سے بادشاہ کے ناجائز طور پر روک رکھے جانے کے خلاف ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے۔ اس طرح اگر کیتھولک فرقہ واسی میں سب سے

کونڈے کا اعلان مارچ

پہلے نقض امن کا باعث ہوا تو ہیوگیناٹس اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے میں سب سے
پیش پیش رہے۔ اکثر لوگوں نے اُن پر بے صبری کا الزام عاید کیا ہے اور بیان کیا
ہے کہ اگر وہ علم بغاوت بلند کرنے سے احتراز کرتے تو رفتہ رفتہ اُن کے ساتھ
رواداری برتی جاتی۔ کاتون ہمیشہ سے جنگ کا مخالف تھا۔ اور کاتھرین نے طویل
پس وپیش کے بعد، اور جیسا کہ کہا جاتا ہے اپنی بیوی کی اسند عاؤں سے متاثر
ہو کر رضامندی ظاہر کی لیکن یہ انتہا درجہ مشتبہ ہے کہ آیا وہ
اس طرح ظلم وتعدی کو دور کرتے، کیتھولک جماعت الحاد کی سرکوبی کا مصمم ارادہ
کر چکی تھی، اور واقعہ یہ ہے کہ ۱۵۶۲ء میں جو لوگ جور وظلم کا شکار ہوئے اُن کی
تعداد سینٹ برتھلومیو کے قتل عام سے زیادہ تھی۔ اس سے زیادہ سخت الزام یہ
ہے کہ ہیوگیناٹ مذہب کے بھیس میں سیاسی اغراض کا تعاقب کر رہے ہیں۔ لیکن
یہ الزام مساوی حق گوئی کے ساتھ اُن تمام جماعتوں پر، اور اس صدی کی تمام
مذہبی جد وجہد کے خلاف عائد کیا جا سکتا ہے۔ فرانس میں بھی دیگر مقامات کی طرح
مذہبی بدگمانی نے ملک کی بے اطمینانی کی سلگتی ہوئی آگ کے حق میں ایک مرکز اور
ایک اصول کا کام کیا بعض لوگوں کے لئے مذہبی، بعض کے لئے سیاسی، اور
حتیٰ کہ بعض کے لئے ذاتی عنصر سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ "امراء نے" ایک
ہمنشین مشاہد کہتا ہے، "اصلاح کو حرص وآز کے لئے اختیار کیا، متوسط طبقے
نے کلیسا کی جائداد کے لئے اور ادنیٰ طبقات نے بہشت کے لئے۔" مزید برآں
کیتھولک فرقے پر بھی یہ الزام مساوی طور پر عاید ہوتا ہے۔ اگر کونڈے حکومت پر
قبضہ کرنے کے لئے لڑ رہا تھا تو اس کے لئے وہ نیم اجنبی گیزوں سے زیادہ مستحق تھا۔
ہیوگیناٹوں کے سیاسی مقاصد جن کا اظہار آرنیبس میں کیا گیا، گیزوں کے انتہا پسند
خیالات کے مقابلے میں بہت زیادہ قابل تائید تھے۔ اگر ہیوگیناٹوں پر یہ الزام عاید
کیا جائے کہ وہ ایک لمحے میں جاگیریت کی تجدید کرتے تھے اور دوسرے لمحے میں
جمہوریت پسند بن جاتے تھے تو گیزوں نے بھی ابتدائً سیاسی ومذہبی ظلم وتعدی کے لئے
جنگ کی۔ اور اس کے بعد خالص عمومیہ کے حامیوں کے بھیس میں نمودار ہوئے۔
بالآخر ہیوگیناٹوں کا مقصد اگرچہ اقلیت کا مقصد تھا اور اس امر کا اعتراف

کرنا چاہئے کہ بدنام اقلیت کا) تاہم قومی خود مختاری کا مقصد تھا جس کو اسپین کے فلپ کے ساتھ گیزوں کے روز افزوں تعلقات سے خطرہ لاحق ہوتا جارہا تھا۔ لیکن یہ نہ باور کرنا چاہئے کہ دونو جانب کوئی گہرا مقصد مفقود تھا، حقیقت حال یہ ہے کہ مذہبی تیقنات ہی کی موجودگی تھی جس نے اس کش مکش میں بیک وقت خلوص نیت اور تیزی وتندی پیدا کی۔

دونوں جماعتوں کی جغرافی اور معاشری تقسیم۔

ان دونوں جماعتوں کی جغرافی تقسیم اس خیال کی تائید نہیں کرتی کہ پراٹسٹنٹ مذہب اور نیوتانی نسلوں میں اور کلٹک اور رومانی اقوام اور کیتھولک مذہب میں کوئی فطری تعلق ہے۔ یہ سچ ہے کہ کلٹک برٹینی کے پست طبقات سختی کے ساتھ کیتھولک مذہب کے پابند تھے، لیکن شمال مشرقی فرانس کی بھی یہی حالت تھی جس میں نیوتانی عنصر غالب تھا، اور ہیوگیناٹوں کو اہم تائید پہنچی تو جنوب مغربی علاقے سے جو رومانی تھا، ہیوگیناٹوں کے استحکام کو ایک مربع سے تعبیر کیا جاسکتا تھا، جو شمال مشرق میں لائیرے، سیئونے اور رھون سے گھرا ہوا تھا، اور جنوب مغرب میں بحیرہ روم، پیرنیز، اور خلیج بسکے سے۔ اور ڈافنی اور نارمنڈی اس کے بیرونی علاقے کی نگرانی چوکیاں تھیں۔ تاہم اس علاقے میں بھی صرف مشرقی لانگیڈرک اور ڈافنی میں، اور سنٹانج لاروشیلی میں ان کو کامل استحکام حاصل تھا، یا یہ کہ ان کی حمایت کثرت آبادی کی جانب سے کیجارہی تھی خواہ امراء ہوں یا غیر۔ دیگر مقامات میں جہاں امراء پراٹسٹنٹ مذہب کی طرف مائل تھے کاشتکار عموماً کیتھولک ہی رہے۔ اگرچہ باستغنائے کونڈے۔ اور اس کے اقارب امراء میں ان کے متبعین کی تعداد بہت تھوڑی تھی، ان کو بڑی تائید کمتر درجے کے امراء اور شہروں کے تجارت پیشہ طبقات سے حاصل ہوتی تھی۔ ان میں سے طبقہ امراء نے اپنے ذاتی مصارف سے ایک انتہا درجہ حیرت ناک لائیٹ کیولری قائم کی، اور وہ ادنی درجہ کے اسلحہ کے باوجود متعدد محاربات میں زرہ پوش مسلح سپاہیوں کے مقابلے میں ہرطرح بہتر ثابت ہوئی۔ بدقسمتی سے ان کا افلاس، قواعد وتربیت سے ان کی نفرت، اور ان کے مقامی اغراض ومقاصد نے انھیں طول طویل جنگ کے ناقابل بنادیا،

اور اس واقعے کی یہی توجیہ ہے کہ کبھی کبھی اُن کی فتوحات سے نہایت ادنی نتائج مترتب ہوئے۔

کیتھولک فرقے کی طرف اعلیٰ ترطبقہ کے اُمرا، کلیسا، اور مجسٹریسی اور دفاتر کے حکام کا طبقہ، باستثنائے سیوئینس وڈافنی دیگر تمام دیہاتی اضلاع کے مزارعین اور شہروں کے پست طبقات خصوصاً پیرس کے اور بعد میں آرلیان اور روئن کے شامل تھے۔ ان شہروں اور دیگر شہروں کی کٹر مذہبیت، مذہبی خاندانوں کے اثر ونفوذ کی وجہ سے قائم تھی اور پیرس میں جامعہ کا اثر قائم تھا جو اپنے پینسٹھ کالجوں کی وجہ سے ایک اچھا خاصہ شہر بن گیا تھا، اور جو خانقاہوں کے ساتھ مل کر شہر اور مضافات کے ایک بڑے حصے کا مالک بن گیا تھا۔ کیتھولک مذہب کی اخلاقی قوت لوگوں کی قدامت پسند جبلت اور اُن کی مذہبی روایات پر منحصر تھی، جو اس قدر معاملات ونشاط زندگی سے منسلک ورشتہ دوز تھیں اور جن کو ہیوگیناٹوں کے انہدام خیالات قدیمہ نے بے حد صدمہ پہنچایا تھا۔ اور خود ہیوگیناٹوں میں بیک وقت جاگیرداری، انفصالی اور جمہوری میلانات نے اُن میں یکسانی پیدا نہ ہونے دی۔ اور اُنھیں مورد الزام بنا دیا کہ وہ اتحاد ومرکزیت کے دشمن ہیں، جن سے فرانسیسی دماغوں کو بڑی اُنسیت تھی۔ نیز کیتھولک جماعت ذات شاہانہ اور حکومت وکلیسا کے ذرائع مالی پر بھی قابض تھی اور فلپ دوم کی امدادی رقوم سے بھی مدد حاصل کر رہی تھی۔ آخر کار کیتھولک اس قابل ہو گئے کہ نہ صرف جرمنی کی کیتھولک ریاستوں سے بلکہ پیروان لوتھر میں سے بھی جو کالدنی بھائیوں کو ادنیٰ مدد دیتے تھے اجورہ دار سپاہی فراہم کریں۔ ان حالات میں اور ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہیوگیناٹوں کی تعداد کل آبادی کے دسویں حصے سے ہرگز زیادہ نہیں تھی اُن کا اِس طویل مدت کے لئے جنگ جاری رکھنا زیادہ تر اُن میں سے اکثروں کے جوش وایثار، (خصوصاً وزراء کا) طبقہ متوسط کی خودسری اور ضد، ان کی سوارہ فوج کی افضلیت، اور اُن کے قائدین خصوصاً کونڈے اور کولنی کی قابلیت پر لازماً محمول کرنا چاہیے۔

اگست میں فتح پائنیسر ہو کے سانحہ جنگ کا آغاز ہوا۔ اور ساتھ ہی سینٹ آندرے

نے پائیسرس کو فتح کر لیا، اور بوربس کی جوانگی نے کیتھولک جماعت کو آرلیان کے کے دروازوں تک فرانس کے مرکز پر قابض کر دیا۔ ستمبر میں ہیوگیناٹوں نے انگلستان کی ایلزبتھ سے مدد حاصل کی، جس کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ گینزوں کی کامیابی کے یہ معنی ہوں گے کہ میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کو انگلستان کے تخت پر بٹھانے کے لئے فرانس کے تمام وسایل و ذرایع کو استعمال کیا جائے گا۔ تاہم اپنی معمولی احتیاط اور ہوشیاری سے کام لے کر اُس نے مطالبہ کیا کہ ڈیپی اور ہاور امداد کی قیمت کے طور پر اس کے ملک سے ملحق کر دئے جائیں۔ ملکہ نے پراٹسٹنٹوں کو جو بخیلانہ مدد دی وہ ان شہروں کے الحاق سے پیدا شدہ غیظ و غضب میں توازن نہ پیدا کر سکی۔ اور ۲۸ اکتوبر کو کیتھولک جماعت کو تسخیر روئن کی بدولت جو نارمنڈی کا دارالسلطنت تھا درخشاں کامیابی حاصل ہوئی جو اس کے بعد سے کیتھولک جماعت کی آنکھ بن گیا۔ لیکن اس شہر کے ہاتھ سے نکل جانے کی کافی تلافی متلون مزاج ہنری ناوار کی موت سے ہوئی جس کے تسخیر کے موقع پر ایک زخم لگا تھا، کیونکہ اب اُس کے خاندان کی صدارت کونڈے اور اُس کے حقیقی بیٹے کو ملی جو بعد میں ہنری چہارم ہونے والا تھا۔ یہ ایک دس سالہ لڑکا تھا۔ دسمبر میں کونڈے کی یہ کوشش کہ نارمنڈی پر حملہ آور ہو کر روئن کی شکست کا ازالہ و معاوضہ کرے دریائے اور پر ڈریو کی جنگ کا باعث ہوئی، جو حقیقت میں کیتھولک فتح تھی۔ لیکن اُن کے نقصانات البتہ زیادہ تھے۔ مارشل سینٹ آندرے مارا گیا اور کانسٹبل مومورانسی اسیر بنا لیا گیا۔ تاہم خود کونڈے دشمن کے ہاتھوں میں چلا گیا اور کالگنی کو آرلیبنس تک پسپا ہونے پر مجبور کیا گیا۔

پہلی خانہ جنگی۔ اگست سنہ ۱۵۶۲ء تا مارچ سنہ ۱۵۶۳ء

روئن پر کیتھولک جماعت کا قبضہ۔ ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۵۶۲ء

جنگ ڈریو۔ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۵۶۲ء

اگلے سال فروری میں کالگنی پھر واپس ہوا اور نارمنڈی میں متعدد اہم شہر چھین لئے۔ گینز کے ڈیوک کو اس کی غیر موجودگی سے آرلیبنس کے محاصرے کا موقع مل گیا۔ ۵ فروری ۲۶ اور یہ شہر ہاتھ سے جاتا نظر آ رہا تھا لیکن اس موقع پر ایک سودائی مسمی پول ٹراٹ نے ڈیوک کو قتل کر دیا، جو یہ مانتا تھا

گینز کے ڈیوک فرانسس کا قتل ۱۸ فروری سنہ ۱۵۶۲ء

کہ خدا کا منشا ہی ایسا تھا کہ دنیا کو ”واسی کے قصاب“ سے پاک کر دیا جائے۔
کیتھولک جماعت کے قاید کی موت نے کیتھرائن کے ان توقعات کو تازہ
کر دیا کہ وہ دونوں جماعتوں میں توازن قائم رکھنے میں کامیاب رہے گی۔ لہذا
۱۲ / مارچ کو امبائز کے سمجھوتے پر دستخط ہوئے اس عہد نامہ کی رو سے کوندے اور

امبائز کا سمجھوتا ۱۲ / مارچ سنہ ۱۵۶۳ء

نائٹرنسی کا تبادلہ عمل میں آیا، امراء کو اجازت دی گئی کہ اپنے اپنے
مکانوں میں پراٹسٹنٹ طریقے سے نماز ادا کریں، ہر سینی شنو[1] سے
میں ایک شہر عطا کیا جائے جس کے مضافات میں ہیوگیناٹ عبادت
کر سکیں، اور ہر اس شہر میں جہاں سابق مارچ کو پراٹسٹنٹ طریقے سے نماز ادا کی جاتی
تھی بادشاہ کی جانب سے ایک یا دو مقامات معین کر دیے جائیں جہاں ان کی نماز
اندرون فصیل جاری رہے۔ لیکن ان شرائط سے پیرس کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ اس
عہد نامہ کے بعد ہاور پر ایک متفقہ حملہ کیا گیا اور وہاں سے ۲۵ / جولائی کو انگریزوں
کو نکال دیا گیا، اور ایلزبیتھ کو کیلے کی واپسی کے مطالبہ سے دست بردار ہونے پر
مجبور کیا گیا۔ کولنی اس عہد نامہ کے خلاف تھا۔ اس کے خیال میں اس سے پراٹسٹنٹوں
کو کافی ضمانت نہیں حاصل ہوئی، لیکن کوندے جو صلح کرنے میں اتنا ہی بے دھڑک
اور عجلت پسند تھا جتنا کہ اعلان جنگ میں، کیتھرائن کی سہیلیوں میں سے ایک خاتون
میڈی سل ڈی لیموئل کے مہلک اثر میں آگیا اور اس وعدے سے دھوکہ کھا گیا کہ اس کو
لفٹنٹ جنرل مقرر کیا جائے گا جس پر قائم رہ کر وہ اپنی جماعت کے اغراض و مقاصد
کی نگرانی کر سکتا ہے۔ اس میں اُسے مایوسی اور ناکامی ہوئی، کیونکہ کیتھرائن
نے ایفائے وعدہ سے بچنے کے لئے چارلس کے (جو تیرہ سال کا تھا) بالغ ہونے کا
اعلان کروا دیا، اور اگرچہ وہ آئندہ مخاصمتوں کو روک رکھنے کے لئے متردد تھی لیکن
خاندان گیز کے پوپ فلپ کا ایسا خیال نہیں تھا۔

ایک کانفرنس میں جو ماہ جون سنہ ۱۵۶۵ء بایون میں منعقد کی گئی آلوا نے اپنے آقا
کی طرف سے ملکہ سے اصرار کیا کہ ل'اوپتال کو برطرف کر دیا جائے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ وہ

[1] اس کے معنی کے لئے دیکھو ضمیمہ (۱)

ایک نیک کیتھولک ہے اور ہیوگیناٹوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کرے۔ اگر فلپ اپنے بیٹے ڈان کارلوز کے لیے اس کی دوسری بیٹی مانگتا اور اپنی بہن بیوہ ملکہ پرتگال کو اس کے لاڈلے بیٹے انجو کے ہنری کو دے کر اس کے شاہی خاندان کے مقاصد کی توسیع پر اظہار رضامندی کرتا تو بہت ممکن تھا کہ وہ اس کی تکمیل کر دیتی، لیکن فلپ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور کیتھرائن نے اس کے مشورے پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ تاہم پراٹسٹنٹوں کا خطرہ قدرۃً پیدا ہو گیا تھا یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ ایک جمعیت قایم کی گئی ہے اور پراٹسٹنٹوں کے قتل عام کا فیصلہ کر لیا گیا ہے، اور بالآخر سوئٹزرلینڈ کے کیتھولک سپاہیوں کا حاصل کیا جانا بظاہر اس لیے کہ آلوا کی پیش قدمی پر جو ان سے نیدرستان تک کی نقل و حرکت پر نگرانی رکھے (دیکھو صفحہ ۳۹۸) ستمبر ۱۵۶۷ء میں مو کی سازش کا باعث ہوا۔ پراٹسٹنٹ قایدین نے تجویز کی بادشاہ کو اسیر بنا لیا جائے، لارین کے کارڈینل کی برطرفی کے لیے

مو کی سازش اور دوسری خانہ جنگی۔ ستمبر ۱۵۶۷ء تا مارچ ۱۵۶۸ء

اصرار کیا جائے، اور مطالبہ کیا جائے کہ ضمیر کی غیر مشروط آزادی عطا کی جائے۔ ارکان شاہی کو خطرے کے آخری لمحے میں اس کی اطلاع ملی اور وہ سوئٹزرلینڈ کی سپاہ کے ساتھ پیرس کو بچ نکلے۔ اور کارڈینل بال بال بچ گیا اور ریمس کو فرار ہو گیا۔ بعد ازاں کونڈے نے سینٹ ڈینس پر پیش قدمی کی جہاں کانستبل ایک زبردست فوج کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوا (۱۰ نومبر ۱۵۶۷ء) لیکن ہیوگیناٹ اس قدر ضد کے ساتھ جمے رہے اور ادھر پیرس کے فراہم شدہ سپاہی اس بری طرح سے لڑے کہ جنگ فیصلہ کن نہ ہو سکی۔ ہیوگیناٹوں کی طرف بہت سے

سینٹ ڈینس کی لڑائی ۱۰ نومبر ۱۵۶۷ء

قابل ذکر لوگ کام آئے، تاہم کیتھولکوں کی طرف خود کانستبل مونموزانسی مہلک طور پر زخمی ہوا۔ مونموزانسی کی موت نے ایک لمحے کے لیے کیتھرائن کے ہاتھوں کو اور لے اوپتال کے اثر و نفوذ کو تقویت بخشی لہٰذا مارچ ۱۵۶۸ء میں لانگ جومو کے فرمان نے عہد نامہ امبواز کی تصدیق کر دی اور اس کو اس وقت کے لیے نافذ کر دیا تھا جب تک کہ خدا کے فضل و کرم سے بادشاہ کی تمام رعایا ایک مذہب قبول کر کے باہم متحد و متفق ہو جائے۔"

فرمان لانگ جومو مارچ ۱۵۶۸ء

کیتھرائن کو توقع تھی کہ مونموزانسی کے انتقال سے کیتھولک جماعت کمزور پڑ جائے گی، اس نے کانستبل کے عہدے کو خالی رکھا اور انجو کے ڈیوک برادر شاہ کو لفٹننٹ جنرل کا خطاب کیا جس سے کوئی عالی وقاری نہیں ظاہر ہوتی تھی لیکن قیام

صلح و امن کی توقعات کو پورا ہونا نہ تھا۔ پارلیمان نے فرانس کے طول و عرض میں فرمان لانگ جومو کی مخالفت کی اور حتیٰ کہ ٹولوسی کی پارلیمان نے یہاں تک کیا کہ بادشاہ کے قاصد کو الحاد کے الزام میں قتل کر دیا۔ ہیوگیناٹوں نے قلعہ نا گمنام شہروں کو حوالے کرنے سے انکار کر دیا جس کا انہوں نے عہد نامے میں وعدہ کیا تھا۔ لارین کا کارڈینل واپس ہوا اور اگست ۱۵۶۸ء میں کونڈے اور شاتیلیوں کو گرفتار کرنے کے لئے ایک منصوبہ کیا گیا لیکن یہ محض دریائے لائر میں اچانک طغیانی آجانے کے باعث لاروشیلی کو راہ گریز اختیار کرنے میں کامیاب ہوسے لے آدنیال مایوس ہو کر واپس ہوا اور کیتھرائین دوبارہ خاندان گائیز کا مسلک اختیار کرنے پر مجبور ہوئی۔ فرامین رواداری کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور "نام نہاد صلح (جس نام سے کہ اس کو پکارا جاتا تھا) کا خاتمہ ہو گیا۔ اس تیسری

تیسری خانہ جنگی ستمبر ۱۵۶۸ء تا اگست ۱۵۷۰ء

خانہ جنگی میں آرلینس جو پچھلے التوائے جنگ میں حوالے کر دیا گیا تھا اب کیتھولک جماعت کی سرحدی چوکی کا کام دینے لگا، اور صرف لاروشل جس نے فروری ۱۵۶۸ء میں ہیوگیناٹوں کے حق میں اعلان کیا تھا سب سے بڑا پراٹسٹنٹ استحکام تھا۔ لیکن ۱۵۶۹ء سے پیشتر کوئی اہم لڑائی نہیں لڑی گئی۔ اس کے بعد انجو کے ڈیوک نے جو ایک اٹھارہ سال کا نوجوان تھا شارانت پر جارنیک کی لڑائی میں فتح پائی (۱۳ مارچ)

جارنیک کی لڑائی ۱۳ مارچ ۱۵۶۹ء

جس میں کونڈے کو اس کی حوالگی کے بعد قتل کر دیا گیا۔ کونڈے کی وفات کو ہیوگیناٹوں کے مقاصد کے حق میں ایک شدید ضرب سے تعبیر کیا جانے لگا۔ لیکن یہ مشتبہ ہے کہ آیا اس سے اُن کا کوئی بھاری نقصان ہوا یا نہیں۔ کیونکہ اگرچہ وہ ہر دلعزیز تھا اور اس نے اپنے بھائی کی طرح ذاتی اغراض کو مذہبی یقین پر قربان نہیں کیا تھا لیکن وہ آرزو پرست اور حریص واقع ہوا تھا۔ اور اس کے اغراض زیادہ تر سیاسی تھے۔ مزید برآں اس کی اخلاقی سیرت کمزور تھی اور اگرچہ وہ ایک بہادر سپاہی تھا لیکن درجہ اول کا سپہ سالار نہیں تھا۔ اور ایک مدبر و سیاس کی حیثیت سے اس کا کردار اکثر ابلہی کی طرف مائل رہتا تھا۔

کیتھولک جماعت کی یہ توقعات کہ فتح جارنیک جنگ کا خاتمہ کر دے گی پوری

نہیں ہوئیں۔ اس لڑائی کو ایک سوارہ فوج کی جھڑپ سے زیادہ وقعت نہیں حاصل تھی۔ کونڈے کی موت نے قیادت اعلیٰ کولنی کے ہاتھوں میں دے دی اور جیسا کہ ایک ہمعصر کہتا ہے "اس امیر البحر کے تمام فضایل اور خوبیوں کی عظمت و شوکت کو بے نقاب کردیا" جو بجز سیاسی نکتہ رسی کے ہر طرح سے اپنے پیشرو سے افضل تھا۔ یہاں تک کہ ڈی اینڈلاٹ کے انتقال کی بدولت جو بخار سے واقع ہوا ہیوگیناٹوں کو شروع میں قابل قدر کامیابیوں سے کوئی چیز روک نہیں سکی۔

مئی ۱۵۶۹ء میں زوی برکن (ڈیوپان) کا ڈیوک والف گانگ زیرین جرمنی کے ریٹرس (Reiters) اور بالائی جرمنی کے لینڈسکینٹس (Landskents) اپنی سرکردگی میں آرنج کے ولیم اور ناساؤ کے لوئی کے تحت فرانسیسی اور فلمش سپاہ کی جمعیت لئے ہوئے فرانس میں داخل ہوا۔ اور سرعت کے ساتھ لائر پہنچکر انھوں نے لاشار شئے پر قبضہ کرلیا۔ اس مقام کو اس وجہ سے بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی کہ وہ برگنڈی اور شیمپین سے اس دریا کے راستے کی حفاظت و نگرانی وہاں سے اچھی طرح ہو سکتی تھی۔ اور باوجود اسکے کہ والف گانگ خود بد وران جنگ بخار سے مرگیا اس کی فوج نے لیموجس کے قریب کالگنی کے ساتھ اتحاد قائم کرلیا (۱۲ر جون) بد قسمتی سے بجائے ساؤمر پر حملہ آور ہونے کے جہاں سے انجو اور برٹینی کے راستے کی حفاظت ہوسکتی تھی اس نے جنوب میں پواتئے کا رخ کیا۔ گائیز کے ڈیوک ہنری نے جو فرانسس کا کم عمر بیٹا تھا شہر کی نہایت بہادری کے ساتھ حفاظت کی جہاں اس نے سب سے پہلی مرتبہ اپنی فوجی صلاحیت و ہوشیاری کا اظہار کیا۔ اور سات ہفتوں کے بعد انجو کے ڈیوک کی پیشقدمی کی وجہ سے کولنی کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہونا پڑا کولنی لڑائی سے بچنے کے لئے متردد تھا کیونکہ آرنیج کا ولیم نئی سپاہ بھرتی کرنے کے لئے جرمنی چلا گیا تھا۔ پائیشرس کے سامنے اس کو بھاری نقصانات برداشت کرنے پڑے تھے اور ہمیشہ کی طرح وہ اپنی افواج زیادہ عرصے تک میدان جنگ میں رکھنے کی دشواری محسوس کرتا تھا لیکن جرمن سپاہ مطالبہ کرنے لگی کہ یا تو تنخواہ ادا کی جائے یا دشمن کے مقابلے کا حکم دیا جائے۔ وہ تو تنخواہ ادا کرنے سے قاصر تھا، اسی لئے کولنی کو

زوی برکن کے ڈیوک اور آرنیج کے ولیم کی مہم مئی ۱۵۶۹ء

مانکنٹور کی لڑائی
۳ر اکتوبر ۱۵۶۹ء

چاروناچار انجو کے چیلنج کو ایسی صورت میں قبول کرنا پڑا جب کہ فوج ادنی درجے کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مانکنٹور میں اس کو بھاری شکست سے دوچار ہونا پڑا (۳ر اکتوبر) اور خود وہ بھی سخت مجروح ہوا۔ اگر انجو فوراً تعاقب کرتا تو ہیوگیناٹوں کا کامل طور پر صفایا ہو جاتا۔ خوش قسمتی سے انجو کی کامیابی پر گائیزوں کے حسد کے باعث یا کسی اور وجہ سے بہرحال فیصلہ یہ کیا گیا کہ سب سے پہلے سینٹ جین ڈی اینجیلی کو مسخر کیا جائے۔ یہ شہر مسخر تو ہوا لیکن سات ہفتوں کے محاصرے کے بعد۔ لیکن جس طرح ہیوگیناٹوں کا ستارۂ اقبال محاصرہ پائیٹرس سے ڈھلنے لگا تھا اسی طرح سینٹ جین ڈی اینجیلی کا محاصرہ کیتھولک جماعت کی دولت کے اسراف کا باعث ثابت ہوا۔ لاروشیلی اب تک محفوظ رہا۔ سرما کا موسم شروع ہو گیا۔ انجو کا ڈیوک قیادت سے مستعفی ہو گیا اور اس کا جانشین مانٹ پنسیئر انگرس کو روانہ ہو گیا۔

کولنی کی مہم اکتوبر ۱۵۶۹ء
تا جون ۱۵۷۰ء

اسی اثنا میں ماہ اکتوبر کولنی نے جراحت سے صحت پا کر ایک شاندار مہم شروع کر دی اس نے جنوبی فرانس کو عبور کیا اور اس کی فوج برف کے گولے کی طرح دم بدم بڑھتی گئی اور وہ رہون کو آپہنچا۔ وہاں سے سیئون کے سیدھے کنارے ہوتے ہوئے جانب شمال آرنیلی ڈک پر پیشقدمی کی، جہاں مارشل دے کوسے کے ساتھ ایک غیر تصفیہ کن لڑائی (۲۵ر جون) نے اسے لاشاریتے کو پسپا کر دیا۔ اور وہ وہاں سے اپنی ذاتی گڑھی ساتیوُن سر لوار کو واپس ہوا۔ کولنی درحقیقت آرنج کے ولیم کے ساتھ جو جرمن سرحد پر ایک جمعیت فراہم کر رہا تھا، جا ملنے اور وہاں سے پیرس پر پیشقدمی کرنے کی تجویز میں کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن اس لڑائی نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ ہیوگیناٹ ابھی دبے نہیں ہیں

فلپ دوم کیتھولک جماعت سے صرف وعدے کرتا رہا، ملکہ ایلیزبتھ جو ہیوگیناٹوں کو ملیامیٹ ہوتے دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھی ان کو مدد دینے کے مسئلے پر غور کر رہی تھی۔ چارلس اپنے بھائی انجو کی فوجی کامیابی پر حسد کرنے لگا تھا اور کیتھرائن بوڑھے کانسٹبل کے سب سے بڑے بیٹے موموزنسی کے فرانسس کے مشورے پر عمل کرنے

بارِ دیگر صلح کرنے سے ناخوش نہیں تھی۔

صلح سینٹ جرمین ۸ر اگست ۱۵۷۰ء

سینٹ جرمین کی صلح (۸ر اگست ۱۵۷۰ء) کی رو سے، جس سے تیسری خانہ جنگی کا خاتمہ ہوا، ہیوگیناٹوں نے صرف اُن چیزوں کو دوبارہ حاصل کرلیا جو فرمان لانگ جومو سے انھیں حاصل ہوئی تھی، بلکہ فرانس کے بارہ صوبہ جات میں سے ہر صوبے کے دو شہروں میں انھیں نماز ادا کرنے کی بھی اجازت مل گئی، اور ضمانت کے طور پر چار شہر لاروشل، مونتاباں، کونیاگ اور لاشار تے حوالے کئے گئے جن پر انھیں دو سال تک قابض رہنے کی اجازت تھی۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ ان کی تمام جائداد، اعزاز، اور خدمات واپس کردے جائیں، نیز انھیں یہ حق بھی دیا گیا کہ، پارلیمانوں میں ایک معین تعداد میں ججوں کے خدمات کا مطالبہ کریں اور تولوسی سے جو نہایت سخت گیر تھا مرافعہ کریں۔ اس طرح ہیوگیناٹوں نے بالآخر ضمیر کی آزادی اور ادائے نماز کی نسبت شرائط حاصل کرلئے، جو اگرچہ بالکلیہ اطمینان بخش نہیں تھے پھر بھی غالباً ان کے توقعات کے مطابق ضرور تھے۔ مزید براں وہ بجا طور پر توقع کرسکتے تھے کہ اس مرتبہ شرائط کی پابندی کی جائے گی کیونکہ سینٹ جرمین کے عہد نامہ کے بعد دربار شاہی کی خارجہ پالیسی میں کامل تغیر واقع ہوگیا تھا۔

دربار فرانس کی حکمت عملی میں تغیر

کیتھرائین نے اسوقت تک دو جداگانہ طریقہ ہائے عمل اختیار کئے تھے، ایک دفعہ تو اس نے دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین ثالث کی حیثیت سے کام کرنے کی کوشش کی اور دوسری دفعہ کمزور جماعتوں کی تائید کرکے توازن قائم رکھنے کی۔ لیکن یہ دونوں صورتیں ناکارہ ثابت ہوئیں: تاج پہلی صورت کے لئے کافی طاقتور نہیں تھا، اور دوسری کوشش میں کامیابی کے باوجود ملکہ کو زورآور جماعت کی حمایت پر مجبور ہونا پڑا۔ ایک تیسرا استبدال باقی رہ گیا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اسپین کے خلاف قومی مخالفت کو ازسرنو تازہ کیا جائے، بیرونی جنگ میں مذہبی اختلافات کو دبا یا جائے۔ نیدرستان کو انگلستان اور آرنیج کے ولیم کے ساتھ مل کر تقسیم کرلیا جائے، اور ملک میں تاج کا اقتدار قائم کیا جائے؟ کولنی کے دل میں ایسے خیالات جاگزیں تھے جن پر بادشاہ

اور کیتھرائن کو عمل کرتا تھا۔ چارلس نہم اگرچہ کمزور تھا۔ لیکن بہتر چیزوں کے آثار اس میں یکسر مفقود نہیں تھے۔ وہ ہمیشہ خانہ جنگی کا مخالف تھا، اور یہ جانتا تھا کہ فرانس کے اختلافات سے اسپین کو زیادہ فائدہ پہنچتا تھا، کیونکہ، جیسا کہ مارشل ویئی ویل نے ایک مدت دراز پیشتر کہا تھا، وہ ایک جنگ میں اتنے بہادر معززین مارے گئے تھے جتنے کہ اسپینیوں کو فلینڈرس سے نکال باہر کرنے کے لئے کافی تھے۔" لیپانٹو میں ترکوں پر اسپینیوں کی فتح نے چارلس کو فلپ سے اور زیادہ خائف کر دیا۔ مزید برآں ہم نے دیکھا ہے کہ اس کے بھائی انجو کے ڈیوک نے جو اپنی ماں کا چہیتا بیٹا تھا، گزشتہ جنگ میں جو شہرت و ناموری پیدا کی اس سے اس کو حسد تھا، اور وہ متوقع تھا کہ اسپینیوں کے خلاف ایک قومی جنگ چھیڑ کر اس کو ماند کر دے گا۔ لیکن بادشاہ کی تائید اس صورت میں بے قدر و قیمت ہوتی جبکہ کیتھرائین بادشاہ کے ارادوں کی حامی نہ ہوتی۔ فلپ نے بیئوں کی کانفرنس میں جو بماہ جون ۱۵۶۵ء (دیکھو صفحہ ۴۸۷) منعقد ہوئی تھی ملکہ کے شاہی خاندان کے اغراض و مفاد میں وسعت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کی تیسری بیوی فرانس کی ایلیزبیتھ کا انتقال ۱۵۶۸ء میں ہوا۔ اس لئے اب کیتھرائین کی دوسری بیٹی والوا کی مارگریٹ کے ساتھ شادی کرنے یا نوجوان بادشاہ پرتگال سے اس خاتون کے حقوق کے لئے اصرار کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا کیتھرائین کی یہ خواہش ہوئی کہ اپنی بیٹی کی ناوار کے بادشاہ[1] کے ساتھ جو اس خاندان کا سب سے پہلا رئیس تھا، شادی کر دے، جس کے مقبوضات پائیرنیز سے گارون کے دوسرے کنارے تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور جس کی دوستی سے، خواہ اس نے مذہب بدل دیا ہو یا نہیں۔ اس کو زبردست مدد ملے گی۔ لیکن اس کی ماں وی البرٹ اپنے بیٹے پر فرانس کے ابتر خاندان شاہی کے اثرات سے گھبراتی تھی، اور بجا طور پر شہزادی کی سیرت سے

[1] ۔ ہنری استحقاقاً زیرین ناوار اور بیرن کی سرداری پر قابض تھا، اور جاگیردار کی حیثیت سے وندوم پوماٹ اور آلبرٹ کی ڈچیوں پر، بیز نگورے، اور گے، پیری گورڈ، اور مالے کی کونٹیوں پر اور لیموجس اور دوسری امیریوں کی کونٹیوں پر۔ دیکھو نقشہ فرانس۔

بدظن تھی، اور کیتھرائین امیر البحر کی مدد حاصل کرنے کے اشتیاق میں، کیونکہ یہی ایک ایسا شخص تھا جو ملکہ پرتگال کے تامل اور پس وپیش پر غالب آسکتا تھا، اس کے مشوروں کو سننے لگی اور آرینج کے ولیم اور انگلستان کے ساتھ گفت وشنید شروع ہوگئی۔ اس رئیس نے نہایت اشتیاق کے ساتھ ان تجاویز کا خیر مقدم کیا۔ وہ مدت سے یہ محسوس کر رہا تھا کہ اگر صرف مذہبی نقطۂ نظر سے اسپین کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے تو ہندرستان کی بغاوت کامیاب نہیں ہوسکتی۔ پراٹسٹنٹ بہت ہی منتشر تھے اور اسی وجہ سے آپس میں متفرق بھی تھے، اور یہی ایک موقع رہ گیا تھا کہ خارجی دول کے ساتھ اتحاد قائم کرکے اسپین کے ظلم استبداد کے خلاف ایک سیاسی جنگ کی جائے۔ لہذا ناساؤ کے لوئی کو گفت وشنید کے لئے روانہ کیا گیا، اور فرانس، انگلستان، اور سلطنت کے اتحاد اور آپس میں ہندرستان کی تقسیم کی گفتگو ہوئی۔ اس تجویز کی متابعت میں انگلستان کی ایلیزبتھ تک رسائی کی گئی، لیکن باوجود اس کے کہ وہ اس وقت اسپینی سمندروں میں "بحری کتوں" کی مہموں کی نسبت فلپ کے ساتھ جھگڑ رہی تھی اور سازش رڈالفی بابت ۱۵۷۱ء میں اس کی تائید پر برافروختہ تھی، اس کو اینٹورپ اور سلٹ فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں دینے پر ناقابل حل اعتراض تھا۔ لہذا تجویز یہ پیش کی گئی کہ وہ انجو کے ڈیوک سے عقد کرلے اور اس کو ہندرستان کا فرمانروا بنا دیا جائے (دیکھو صفحہ ۴۰۴) ایلیزبتھ اس تجویز کی طرف بہت مائل نظر آنے لگی، اور اس نے واشنگٹن سے جو فرانس میں اس کا کارندہ تھا ڈیوک کی شکل وشباہت کی نسبت بہت سی باتیں دریافت کیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنوری ۱۵۷۲ء میں گفت وشنید منقطع ہوگئی۔ اس لئے کہ انجو گائیزوں کے زیر اثر آکر میری ملکۂ اسکاٹ لینڈ کے ہاتھ کو جو انگلستان کی جائز ملکہ تھی، ترجیح دینے لگا، اس پر انجو کے چھوٹے بھائی النکن کا نام تجویز کیا گیا، اور اس مسئلے میں کم سے کم ایلیزبتھ کی طرف سے وقت حاصل کرنے کی غرض سے مراسلت شروع کی گئی جو سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام تک جاری رہی۔

ادھر تو ایلیزبتھ زمانہ سازی کر رہی تھی، اور ادھر حالات وواقعات سرعت کے ساتھ پیش آنے لگے۔ یکم اپریل ۱۵۷۲ء کو ایک فلیمش پناہ گزین کونٹ دے لا مارک

نے جس کو ملکہ انگلستان کے حکم سے اُس کے جہازوں سمیت اس لئے ڈوور سے نکال دیا گیا تھا کہ ملکہ فلپ کے ساتھ کھلم کھلا عداوت مول لینے کے لئے اب تیار نہیں تھی۔ بریل اور فلشنگ پر قبضہ کر لیا اور ہالینڈ اور زیلینڈ نے بغاوت کر دی۔ مئی میں ناساؤ کے لوئی نے، جس نے چارلس کی سہل انگاری سے فرانس میں ایک جمعیت فراہم کر لی تھی جو زیادہ تر ہیوگیناٹوں پر مشتمل تھی ہینالٹ کے پائے تخت مانس پر قبضہ کر لیا، اور ایلیزبیتھ نے دوسروں کو فوقیت کا موقع نہ دینے کی غرض سے انگریز رضاکاروں کو فلشنگ عبور کرنے کی اجازت دے دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب کولنی کا خواب پورا ہوگا، اور چارلس اسپین کے ساتھ اعلان جنگ پر تیار معلوم ہوتا تھا۔

لامارک بریل پر قبضہ کر لیتا ہے یکم اپریل سنہ ۱۵۷۲ء

بدقسمتی سے اسی اثناء میں کیتھرائن کے خطرات چونک اُٹھے۔ اس نے سینٹ جرمین کے عہدنامہ کو اس لئے قبول کیا تھا کہ وہ گائیزوں سے خائف تھی۔ اب وہ کولنی کے زیادہ غیر مطبوع غلبہ سے گھبرا رہی تھی جس نے، اگر ہم تاواں پر یقین کریں تو، چارلس کو مشورہ دیا کہ وہ حقیقی معنوں میں بادشاہ نہیں بن سکتا تاوقتیکہ وہ ابھی ماں کے قبضہ و اقتدار سے خود کو آزاد نہ کر لے۔ لہذا وہ اس خیال پر عود کر آئی جس کو وہ عموماً اپنے دماغ میں جگہ دیتی تھی اور جس کی نسبت اُس سے اصرار کیا جاتا تھا، کہ ہیوگیناٹ لیڈروں سے نجات حاصل کی جائے۔ اُس نے یہ فیصلہ کس وقت کیا، یقین کے ساتھ کہنا ناممکن ہے، لیکن اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ اس تجویز نے فروری سنہ ۱۵۷۲ء ہی میں عملی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس پر بھی اگر ہندوستان کی تحریک کامل طور پر کامیاب ہوتی تو شاہ چارلس اسپین کے خلاف اعلان جنگ کرنے کا ارادہ کر لیتا، اور جرمنی کے بعض پراٹسٹنٹ روساء اُس کے ساتھ اتحاد قایم کر لیتے۔ اس صورت میں کولنی کی حیثیت اس قدر قوی ہو جاتی کہ کیتھرائن اس کے خلاف دم نہیں مار سکتی۔ اور جیسا کہ سابق میں اس نے عموماً کیا تھا ناگزیر حالات کی اطاعت اختیار کر لیتی، اور برلے اور والسنگھام کی یہ توقعات کہ آلپس اور پیرنیز کے پیچھے کیتھرائن کو شکست دی جائے پوری ہو جائیں بدقسمتی سے ڈی لانوئی کو ویلنسینس سے نکال دیا گیا۔ آلوا کے بیٹے نے مانس کو نجات

کولنی کے بڑھتے ہوئے اثر سے کیتھرائن خائف ہوتی ہے

گنلس کی شکست اور اسیری ۱۹ر جولائی ۱۵۷۲ء

دلانے کی کوشش میں ایک فوجی دستے کو جو گنلس کے کونٹ کی سرکردگی میں تھا پارہ پارہ کردیا (۱۹ر جولائی) اور خود گنلس اسیر بنا لیا گیا۔ اب کیتھرائین کو فرصت ملی اور اس نے آنجو کے ڈیوک اور گائیز کے ہنری سے مل کر کالگنی کے قتل کی کوشش کی۔ یہ کوشش ناوار کے ہنری اور مارگیرٹ کی شادی کی رنگ رلیاں منانے وقت عمل میں آئی۔ لیکن یہ کہنا ممکن ہے کہ اگر اس میں کامیابی ہوتی تو کیتھرائین کو تسلی ہو جاتی یا اُس کو یہ توقع تھی کہ اس کا قتل پراٹسٹنٹوں کی شورش کا باعث ہوگا اور اس طرح

کولنی کے قتل کی کوشش ۲۲ر اگست ۱۵۷۲ء

کیتھولک فرقے کو آگے قدم بڑھانے کا بہانہ مل جائے گا بہر حال قاتل کا نشانہ غلط نکلا، کولنی کو شدید زخم آیا اور وہ بچ نکلا۔ اور مزید انتہائی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہوگیا۔ انجو کا ڈیوک، ایک میلانی مسمی بیراگو (بحیثیت چانسلر لے اوپتال کا جانشیں) اور دیگر افراد کی معیت میں ملکہ نے بادشاہ سے ملاقات کی اور اُسے دھمکیاں دے کر اور یہ الزام لگا کر کہ اس میں کچھ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ آخر اس کو ہموار کر لیا۔ ”موت کی قسم ہے“ اس نے کہا، ”چونکہ آپ اصرار کر رہی ہیں کہ امیر البحر کا قتل لازمی ہے، میں اپنی رضامندی کا اظہار کر رہا ہوں، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ فرانس میں ہیوگیناٹوں کو بھی موت کے گھاٹ اُتار اجائے تاکہ اس کی موت پر مجھے ملامت کرنے والا کوئی نہ رہے۔ اور آپ جو کچھ کرنا

سینٹ بارتھلومیو کا قتل عام ۲۴ر اگست ۱۵۷۲ء

چاہتی ہیں اُس کا فوری انتظام کر لیجئے“۔ بادشاہ کی رضامندی حاصل ہوتے ہی کیتھرائین، انجو، گائیز کے ہنری اور پیرس کے ”ملک التجار“ اور شیرن نے آپس میں مل کر عجلت کے ساتھ تمام کارروائی کر لی۔ اس کے باوجود یہ مشتبہ ہے کہ آیا بعض لیڈروں کے سوا دوسروں کا بھی صفایا کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا، لیکن ایک مرتبہ امن و امان اور قاعدہ ضابطہ اُٹھ جانے کے بعد پیرس کے بلوائیوں کا پرجوش اور سودائی مجمع رد کے سے نہ رُک سکا۔ اتوار کی صبح ۲۴ر اگست کو قتل عام شروع ہوا اور بعد میں صوبہ جات میں بھی شروع ہوگیا۔

اس افسوسناک داستان الم کے اسباب و علل کی نسبت حقیقت یہی

معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سینٹ جرمین کے عہد نامہ ہی کے زمانے میں اس کی تجویز ہو چکی تھی۔ لیکن تمام راست اور بلا واسطہ شہادت کو تباہ کر دیا گیا ہے، اور طرفدار فریق نے حقائق کی اشکل و صورت کو اس طرح مسنح کر دیا ہے کہ یقین کے ساتھ کوئی بات کہنا ناممکن ہو گیا ہے۔ مقتولین کی تعداد میں بے حد اختلاف ہے لیکن کمترین تخمینہ کی رو سے بھی پیرس میں ایک ہزار اور دیگر مقامات میں دس ہزار آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار اگیا۔ مقتولین میں کولنی کے علاوہ اس کا داماد تیلنی اور لاورنش فی کالڈ نامی۔ پواتیئے کا ایک امیر بھی تھا۔ نادار اور کم عمر کونڈے کو چھوڑ دیا گیا لیکن وہ پراٹسٹنٹ مذہب ترک کرنے پر مجبور کئے گئے اور کیتھرائین اور گیزوں کے ہاتھوں میں عملاً مقید تھے۔ آئندہ مسلک کی بابتہ دربار شاہی نے اب تک کوئی مصمم ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کیتھرائین کو توقع تھی کہ اگر وہ سرداری خاندان گیز کے سر تھوپی جائے تو ہیوگیناٹ مسلح ہو کر اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور کشمکش زیادہ دیر تک جاری نہ رہے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں فریق کمزور پڑ جائیں گے؛ اور قیام امن کے لئے بادشاہ کی مخالفت حق بجانب ہو جائے گی۔ اس طرح دونوں جماعتیں تباہ ہو جائیں گی اور وہ اور اس کا عزیز بیٹا انجو خطرناک حریفوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔ لہذا بادشاہ نے ابتداءً اعلان کیا کہ یہ واقعہ گیز اور شاتیوں خاندانوں کی طویل پیکار کا نتیجہ تھا، جس کو دبانے کے لئے حکومت نے اپنی بہترین کوشش صرف کر دی۔ لیکن چونکہ گائیزوں نے ذمہ داری کو اپنے سر نہیں لیا اس لئے بادشاہ نے اپنا لہجہ بدل دیا، اس جرم کو اس بنا پر حق بجانب قرار دیا کہ ہیوگیناٹ تاج کے خلاف سازش کر رہے تھے اور حیرتناک کمینگی سے آکو اسے اصرار کیا کہ مانس کے سامنے جن ہیوگیناٹوں کو اسیر بنالیا گیا تھا انھیں قتل کر دیا جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ کیتھرائین اس امر

خارجی مسلک میں رد و بدل پر غور و خوض نہیں کیا گیا

کے لئے بھی متردد تھی کہ پراٹسٹنٹوں کو بیرونی ممالک نہ بھیجا جائے۔ وہ قتل عام کے اثر کو اندرون ملک تک محدود سمجھتی تھی۔ اور اب جبکہ کولنی باقی نہیں رہا تھا اس کے مسلک کو جاری رکھنے سے ناخوش نہیں تھی۔ وہ اس کی زیادہ مشتاق اس لئے تھی کہ اب اس کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا تھا کہ پولینڈ کے آخری موروثی بادشاہ جیگلینس

کے انتقال سے وہاں کا تخت جو خالی ہو گیا تھا اُس کو اپنے عزیز بیٹے انجو کے لئے حاصل کرلے۔ لہذا اعلان کیا گیا کہ فرمان امبائیز کو برقرار رکھا جائے گا، اور ادھر پراٹسٹنٹ سلطنتوں کے ساتھ گفت وشنید شروع کردی گئی۔ اس مسلک کو ایک حد تک کامیابی نصیب ہوئی فرمانروایان یورپ نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق اظہار خوشنودی یا ناپسندیدگی کیا،

یورپ کی سلطنتوں کا رجحان

لیکن ذاتی اغراض ومقاصد کے لحاظ سے اپنی اپنی حکمت عملی پر قائم رہے فلپ شروع میں مارے خوشی کے دیوانہ ہو گیا۔ وہ سمجھنے لگا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ نیدرستان کے ساتھ فرانسیسیوں کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن آلوا نے اسے متنبہ کیا کہ ہیوگیناٹوں کی بیخ کنی فرانس کو بہت زیادہ طاقتور بنا دے گی۔ ایلیزبیتھ نے اپنی بیزاری کا اعلان کیا، لیکن فرانس سے جنگ کرنے کی گنجایش نہیں تھی۔ اور خصوصاً ۱۹ ستمبر کو مونس دشمن کے قبضے میں چلے جانے کے بعد ولیم خاموش اس قابل نہ رہا تھا کہ فرانس کی مدد کے توقعات سے دست بردار ہو جائے۔ جرمنی کے پراٹسٹنٹ رؤسا اول اول غیظ وغضب

انجو پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہوتا ہے ۹ رمئی ۱۵۷۳ء

کا اظہار کرتے رہے، لیکن انجو کے ڈیوک کی امیدواری میں مداخلت کرنے کی کوشش نہ کی جو پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہو گیا (۹ رمئی ۱۵۷۳ء)۔

فرانس پر قتل عام کے اثرات

لیکن اپنے ملک میں کیتھراین اتنی کامیاب نہیں رہی، اور سلی کہتا ہے "فرانس نے قتل عام کا کفارہ چھبیس سال کی تباہی وبربادی قتل وخونریزی اور وحشت ونفرت سے ادا کیا۔" قتل عام کی خبر پاکر بقیۃ السیف ہاتھ میں شمشیر برہنہ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے لیکن

چوتھی خانہ جنگی اگست ۱۵۷۲ء تا جون ۱۵۷۳ء

کھلے میدان میں اپنے دشمن کے مقابلے کی تاب وطاقت اُن میں نہ تھی، لہذا مدافعت صرف چند شہروں تک محدود رہی جن میں سے نیم اور مونتابان جنوب میں اور سینکرے اور لاروشیل مغرب میں سب سے اہم تھے۔ حکومت نے اُن کے تسخیر کی ناکام کوشش کی لاروشیل کے محاصرے میں بیس ہزار سے زاید جانیں تلف ہوئیں جن میں امتیاز رکھنے والے افسروں کی تعداد تین ہزار سے اوپر تھی۔ سانسیر اس قدر مفلوک تنگ حال ہو گیا کہ بلیاں چھوٹے بڑے چوہے اور حتیٰ کہ کتے کھائے گئے۔ جین ڈی لیری، جس کی

روایت کو نا واجب طور پر محصورین کے باورچی خانے کی کتاب سے موسوم کیا گیا ہے کہتا ہے کہ آخر الذکر کا ذائقہ کسی قدر میٹھا اور پھیکا تھا۔ بالآخر جون ۱۵۷۳ء کو حکومت کامیابی سے مایوس ہونے اور اس امر پر تیار نہ ہونے کی وجہ سے کہ پولینڈ کے ایلچی اپنے بادشاہ انجو کے ڈیوک کو جو ایک لشکر کی سرکردگی کرتے ہوئے ایک پراٹسٹنٹ شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہیں دیکھ نہ پائیں، لاروشیل کا عہد نامہ طے کیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے فرانس کے طول و عرض میں ہیوگیناٹوں کو ضمیر کی آزادی اور لاروشیل، نیم اور مونتابان میں

عہد نامہ لاروشیل ۲۴ جون ۱۵۷۳ء

جماعت سے نماز ادا کرنے کا حق دینے کا وعدہ کیا گیا۔ نیز یہ کہ ان شہروں میں شاہی فوج متعین نہ رہے گی۔ اگست میں سفیر پولینڈ کی ثالثی سے سانسیر کو بھی ان ہی شرائط میں داخل کر لیا گیا۔ لیکن عہد نامہ قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ امر مشتبہ تھا کہ آیا حکومت اس میں نیک نیت تھی، اور اس کا امکان نہ تھا کہ حکومت حقوق عبادت سے دست بردار ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں "پولیٹک" (politiques) یا جس نام سے کہ وہ خود کو موسوم کرتے تھے، "صلح پسند کیتھولک"، جماعت کی شورش سے اُن کے اغراض کو تقویت

پولیٹک کی شورش

پہنچ رہی تھی۔ یہ جماعت جو خانہ جنگی کی دہشت و بیزاری کا نتیجہ تھی باہمی رواداری کے اساس پر قیام صلح و امن کے لئے مضطرب تھی۔ اُس کے قائد قایم کانستبل کے دو بیٹے فرانسس، مارشل فرانس و گورنر پیرس اور ہنری دانمویل گورنر لانگے ڈاک تھے۔ خاندان گائیز کے ساتھ رشک و حسد انھوں نے اپنے باپ سے ورثے میں پایا تھا، تاہم ان کی رواداری کے خیالات اُس کے حق میں حد درجہ غیر مطبوع ہوتے اور اس سے بھی زیادہ اس کے دونوں چھوٹے بیٹوں ولیم (تھیورے) اور چارلس (میرو) کے خیالات جنھوں نے ہیوگیناٹ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ پولیٹک، جنوب میں سب سے زیادہ طاقتور تھے، جہاں دونوں مذاہب کے پیروؤں میں زیادہ مساویانہ توازن قائم تھا اور جہاں کشمکش بہت سخت تھی۔ بحیثیت مجموعی کوئی اعلیٰ اصول اُن کے محرک نہیں تھے۔ اگر انھوں نے آپتال کے خیالات کو اختیار کیا تھا تو مذہب سے تنگ نظرانہ لاپروائی کے باعث، نہ کہ اس لئے کہ انھیں رواداری کی قدر و قیمت کا

یقین تھا، اور یہ قائد زیادہ حرص و آز اور ذاتی محرکات سے متاثر تھے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کے بعد فرانس کے طول و عرض میں طاقت و توانائی اور اخلاقی حالت میں پستی پیدا ہو گئی۔

ناوآر اور کونڈے کے ہنری کو بوربنک کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ جنہیں اپنے مذہب سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا گیا تھا اور وہ عملاً بادشاہ اور اس کے بھائی ڈیوک والسنوں کے ہاتھوں میں اسیر تھے۔ آخر الذکر خود غرضی سے ہیوگیناٹوں کا اس توقع میں طرفدار رہا کہ چارلس نہم کے انتقال کے بعد تاج فرانس اس کے زیب سر ہوگا۔ اس موقع پر بھی قتل عام کے نتائج اس طرح ظاہر ہوئے کہ ہیوگیناٹوں کے خیالات میں مکمل تغیر واقع ہو گیا تھا۔ اس وقت تک اس جماعت میں اعلیٰ اور کمتر درجہ کے امراء کو غلبہ حاصل تھا، جو اس تحریک پر جاگیرداری کا رنگ چڑھانے کے باوجود اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ تاج کے خلاف نہیں لڑ رہے ہیں، بلکہ اجنبی اور غیر معروف وزرا کو نکالنے کے لئے، اور تیسرے طبقے نے اپنے مطالبات اسٹیٹ جنرل کے اقتدار کی توسیع تک محدود رکھا تھا۔ لیکن اب بہت سے امرا قتل اور اکثر اپنے مذہب سے روگرداں ہو گئے تھے طبقہ متوسط اور وزرا کی اہمیت بڑھ گئی تھی اور ان کے زیر اثر جمہوری خیالات سب سے نمایاں ہو گئے تھے اور جاگیرداری عنصر، جس کی نمایندگی اس وقت تک بھی کمتر درجے کے مقامی امراء کر رہے تھے انتشار پسند میلانات کو تقویت پہنچانے لگا۔ اس تغیر کے ساتھ متعدد سیاسی رسایل بھی نمودار ہوئے جن کے منجملہ سب سے زیادہ قابل ذکر ہاٹمن کا "فرانکو گیلیا"، اور "وِنڈیشیا کانٹرا ٹائیرانوس"، جو لینگوے بانا وار کے ہنری کے وفادار مشیر۔ ڈیوپلیسس مورنے کے قلم سے نکلا تھا۔

ہیوگیناٹ جماعت کی سیرت اور خیالات میں تغیر

فرانکو گیلیا، تاریخی نہج اختیار کرتے ہوئے اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ ٹیوٹانی اقوام نے فرانس کو روما کے جور و ظلم سے بچایا، گال (Gauls) کے آزاد اداروں کی تجدید کی اور ایک انتخابی شاہی قایم کی جو رعایا کے ذریعے سے اور رعایا ہی کے لئے حکومت کرتی تھی جو بالآخر فرمانروائی کی موقوف ہے۔ اس ادارہ آزاد کا زوال کیا پیشین

فرانکو گیلیا اور وِنڈیشیا کانٹرا ٹائیرانوس

شاہوں سے شروع ہوا، جنھوں نے رفتہ رفتہ طبقات کے امتیازی حقوق کا خاتمہ کر دیا اور بادشاہ اور، پارلیمان، کی استبدادی حکومت قائم کی۔ مصنف تاریخ فرانس سے عورتوں کی حکومت کے قبیح نتائج کو پیش کرتا ہے، اور استدلال کرتا ہے کہ تخت سے ان کی علیحدگی کے یہی اسباب ہیں نہ کہ سالک لا کی طرح کوئی اصولی قانون، جو آزاد انتخاب کے قدیمی حق کے ساتھ متصادم ہوتا ہے۔

دوسری تصنیف کا مصنف ایک متضاد طریقہ اختیار کرتا ہے اور اپنے دعوے کو استخراجی طریقے سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بادشاہ اور رعایا دونوں نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے؛ بادشاہ اس امر کا کہ وہ ملک پر بطریق احسن حکومت کرے گا اور رعایا نے اس بات کا کہ اگر وہ اس میں قاصر رہے تو اس کو معزول کر دے۔ لہذا جور و ظلم کی مدافعت فرض ہے۔ تاہم مدافعت کا حق افراد کو حاصل نہیں ہے بجز اس صورت کے کہ وہ حملہ آور، غاصب، یا ایک عورت کے خلاف ہو، اگر وہ قانون کے خلاف ملک میں حکومت کرنے کی کوشش کریں۔ دیگر حالات میں افراد نہیں بلکہ ان کی نمایندہ جماعت یا "مجسٹریسی" عہد شکنی کا فیصلہ کرنے والی ہوگی۔ اس طرح اگرچہ اصول مدافعت کو نہایت صفائی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے لیکن اس کا اظہار باقاعدہ حکام کی جانب سے ہوگا۔ اور مصنف ہر اس چیز پر معترض ہے جس میں انابپٹزم یا دیگر انتہا پسند خیالات کی بو آتی ہے۔

ہیوگیناٹوں کی سیاسی تنظیم

ہیوگیناٹوں نے خود کو نظریہ تک ہی محدود نہ رکھا۔ ۲۴ اگست ۱۵۷۳ء کو جو سینٹ بارتھو میو کی یادگار کا دن تھا لنگیڈاگ اور اپر گینی کی دو جاگیری جمہوریتیں قائم کیں۔ ان میں سے ہر جمہوریت کئی اسقفی علاقوں پر مشتمل تھی اور ہر علاقے میں غور و تامل اور عملی تدابیر کے لئے مجالس قائم کی گئی تھیں جن کا فرض تھا کہ نیم اور مونتوبان کی مرکزی مجالس میں اپنے نائبین روانہ کریں۔ ان کو ایک انتخابی گورنر کے ساتھ سپاہ فراہم کرنے اور پراٹسٹنٹوں نیز کیتھولکوں پر محاصل عاید کرنے کا اقتدار حاصل تھا۔ یہ جمہوری طریق حکومت جس میں کلیسائی حکومت کے پرسبیٹیرین خیالات کو دنیاوی سیاسیات پر محمول ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، فرانس کے ان تمام حصص میں توسیع پانے والی تھی جن کو پراٹسٹنٹ بعد میں فتح کرنا چاہتے تھے۔ جنوب کی حکومت

کا اس طرح تصفیہ کرنے کے بعد ہیوگیناٹوں نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عرضداشت روانہ کی، جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ساری سلطنت میں کامل آزادئ ضمیر و عبادت عطا کی جائے، اور ضمانت کے طور پر ہر صوبے میں دو قلعے حوالے کئے جائیں۔ پولیٹنگ نے اسی موقع پر ایک اعلان شائع کرکے رواداری کا مطالبہ کیا۔ کیتھرائن نے کہا، "اگر کونڈے زندہ ہوتا اور پیرس پر قابض ہوتا تو وہ بھی اتنے مطالبات نہ کرتا"، اور

پانچویں خانہ جنگی۔ فروری ۱۵۷۴ء تا مئی ۱۵۷۶ء

فروری ۱۵۷۴ء میں پانچویں خانہ جنگی شروع ہوئی بینٹ جرمین سے ناوار اور النسون کے فرار کی ناکام کوشش مارشل مومورانسی اور ایک اور پولیٹیک، مارشل دے کوسے کی اسیری کا باعث ہوئی۔ کونڈے کا ہنری بچ نکلا اور امداد کے لئے جرمن روسا کے ساتھ گفت و شنید شروع کردی۔ لیکن کوئی اہم واقعہ پیش آنے سے پیشتر بد قسمت

چارلس نہم کا انتقال ۳۰ مارچ ۱۵۷۴ء

بادشاہ چارلس نہم کا انتقال ہوگیا (۳۰ مارچ ۱۵۷۴ء)، جس کو آخری دم تک رنج و تاسف کی سخت تکلیف اور اس قتل عام کے خیالات کی ہیبت و وحشت رہی جس پر اس نے ایک منحوس ساعت میں رضامندی کا اظہار کیا تھا۔

۵۔ ہنری سوم کا دورِ حکومت۔ مارچ ۱۵۷۴ء تا جولائی ۱۵۸۹ء

چارلس کے انتقال کی وجہ سے ہنری کو عجلت کے ساتھ پولینڈ سے روانہ ہونے کا بہانہ ہاتھ آگیا۔ لیکن وہ اپنی سلطنت کو پہنچنے کے لئے مضطرب نظر نہ آتا تھا۔ چونکہ اس کی

ہنری سوم پولینڈ سے روانہ ہوکر فرانس پہنچتا ہے۔ ستمبر ۱۵۷۴ء

ماں نے اسے متنبہ کیا تھا کہ جرمن روساء کے پاس فرانس کے ساتھ جھگڑا مول لینے کے بہت سے اسباب موجود تھے، اس لئے وہ آسٹریا اور اٹلی کی راہ سے گزرا۔ وینس میں اس نے عیاشی اور اوباش مزاجی میں دو ماہ خراب گئے، اور کہا جاتا ہے کہ اس شہر کی بداعتدالیوں نے اس کو بگاڑ ڈالا۔ فرانس میں وارد ہونے (ستمبر ۱۵۷۴ء) کے بعد اس نے کچھ دیر تک مفاہمت آمیز

مسلک کی طرف اپنے رجحان کا اظہار کیا لیکن اس کی ماں اب جبکہ اس کا عزیز بیٹا تاجدار بن گیا تھا، متوقع تھی کہ اگر وہ ہیوگیناٹوں پر فتح حاصل کرلے تو اس کا اثر سب پر غالب ہو جائے گا اور اس کو جارنیک اور مانکنٹور کے ہیرو سے ہر چیز کی توقع تھی۔ لہٰذا بادشاہ نے اعلان کیا کہ وہ آزادی ضمیر کو تسلیم کریگا لیکن جو مذہبی رسوم کیتھولک مذہب سے جداگانہ ہوں ان کے ساتھ رواداری نہ برتی جائیگی اور یہ کہ وہ صلح کی نسبت اس وقت گفتگو کرے گا جبکہ اس کی گڑھیاں اور شہر واپس کر دیے جائیں۔

اس طرح جنگ طول کھینچنے لگی۔ اگرچہ کوئی فیصلہ کن لڑائی نہیں ہوئی اور ہنری سوم بہت جلد صلح کے لئے مضطرب ہو گیا تاکہ اسے عیش و عشرت کا موقع ہاتھ آئے۔ جنوب میں ہیوگیناٹوں کے ساتھ، پولیٹیک کے قطعی اتحاد نے جو دسمبر میں ہوا تھا، شورشیوں کو اپنی اپنی بات پر قائم رہنے کا موقع دے دیا۔ ستمبر ۱۵۷۵ء میں النسون اور اگلے فروری میں ناوار فرار ہوگئے۔ اسی اثناء میں ڈیوک کا سیمیر نے جو الکڑ پیالیٹن کا بیٹا تھا اور جو یورپ میں ایک جارحانہ کالوینی جماعت کی قیادت کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا، فرانس پر چڑھائی کی، برگنڈی اور بوربانیوں کو تاخت و تاراج کیا اور مارچ میں بمقام سوزے النکن سے آملا۔ بالآخر مارشل مونمورانسی کی مساعی سے جس کو

صلح موسیو مئی ۱۵۷۶ء

بادشاہ نے رہا کر دیا تھا صلح موسیو (مئی ۱۵۷۶ء) نے ہیوگیناٹوں کو وہ شرائط عطا کئے جو اُن کو اب تک حاصل نہیں ہوئے تھے۔ انھیں اجازت دی گئی کہ جہاں چاہیں عبادت کریں البتہ پیرس سے تین فرسنگ کے اندر ایسے لارڈ کے علاقے کے اندر جو اجازت نہ دے اس کی ممانعت تھی۔ یہ بھی طے ہوا کہ پراٹسٹنٹوں کے مقدمات کی تحقیقات ہر پارلیمنٹ میں چیمبرس می پارٹیز (Chambres-mi-parties) کی جانب سے عمل میں لائی جائے۔ یعنی ایسی عدالتوں میں، جہاں دونوں مذاہب کے ججوں کی تعداد مساوی تھی۔ مجلس طبقات کو بلوا ایس منعقد کیا جائے اور تکمیل عہد نامہ کی ضمانت کے طور پر آٹھ شہر ہیوگیناٹوں کے قبضے میں رہیں النسون۔ یا انجو کے ڈیوک کو جبکہ انجو کے ہنری کی تخت نشینی کی وجہ سے انجو کی ڈچی بھی اسی کو ملی تھی، بیری، تورین، اور انجو کی ڈچیاں بھی ملیں۔ لیکن فرمانروائی کے حقوق تاج کے حق میں محفوظ رہے۔ ناوار کے ہنری کو گینی کی گورنری اور کونڈے کو ہنری کو پیکارڈی کی گورنری دی گئی اور آخرالذکر کا مقام سکونت

پیروی مقرر کیا گیا۔ سب سے آخری رعایت کو اہمیت حاصل تھی کیونکہ لیکارڈی اپنی ہمدردیوں میں اس وقت تک سختی کے ساتھ کیتھولک تھی اور ہوگیناٹوں کو ہندوستان کے اتحادیوں سے جدا کر رہی تھی۔ فرانس کی کیتھولک جماعت نے اس عہد نامہ کا غیظ و غضب کے ساتھ خیر مقدم کیا اور ایک ایسی شورش برپا ہوئی جو اتنی ہی تاج کے خلاف تھی جتنی کہ ہوگیناٹوں کے خلاف۔

بہتر کیتھولکوں کی انجمنیں قائم کرنے کے خیال میں اب کوئی جدت باقی نہیں رہی تھی۔ فرمان امبواز کے کچھ ہی دن بعد ۱۵۶۳ء میں ہم متعدد انجمنوں مثلاً برگنڈی میں فریٹرنٹی آف ہولی گھوسٹ" (روح القدس کی برادری) اور شمپین کی "عیسائی اور شاہی جماعت" کا ذکر سنتے ہیں۔ سینٹ بارتھلمیو کے قتل عام کے بعد ان انجمنوں کی طرف سے بے التفاتی برتی جانے لگی، لہٰذا زیادہ اہم پیمانہ پر اب ان کی تجدید کی ضرورت ہوئی۔ ان میں سب سے پہلی جمعیت پیروں کی تھی جس کی تنظیم قدیم گورنر

کیتھولک مبلغین

ہیومیئرس کی جانب سے عمل میں لائی گئی تھی جس نے قلعہ کونڈے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا (۱۵۷۶ء)۔ اور مقامات میں اس مثال کی سرعت کے ساتھ تقلید کی گئی، اور جنوب میں ہوگیناٹی وفاق کا جواب ہو گیا۔ (دیکھو صفحہ ۴۹۱) ان جمعیتوں کی تنظیم فوجی نوعیت کی تھی۔ اُن کے مقاصد کا ان الفاظ میں اعلان کیا گیا، "رومن کیتھولک اپاسٹالک کلیسا کی مدافعت"، "رعایا کی فرمانبرداری میں ہنری سوم کی اور اس کے بعد خاندان والوا کی تمام آئندہ نسل کا تحفظ مجلس طبقات، جو عنقریب منعقد ہونے والی تھی، کی جانب سے پیش کردہ قراردادوں کی تعمیل"، اور قدیم الایام آزادیوں کی بحالی جو سب سے پہلے عیسائی بادشاہ کلاوس کے زمانے میں تھیں۔ اس اعلان سے خاندان گیز کے

گیز جمہوری خیالات اختیار کرتے ہیں۔

تغیر مسلک کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت تک وہ تاج کے اعلیٰ ترین وزراء کی حیثیت سے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن ہنری سوم اُن کے اثر سے آزاد ہو جانے کی دھمکی دینے لگا، اور اپنے منظور نظر "دومنوں" کی طرف اظہار رغبت کرنے لگا۔ لہٰذا گائیز کے ہنری نے جو ۱۵۷۴ء میں اپنے چچا کارڈنیل کے

انتقال کے باعث بلاشبہ اپنے خاندان کا قائد بن بیٹھا تھا تاج کے مخالف کی حیثیت اختیار کرنے لگا، اور ایک نہ ایک دن خود اپنے لئے تخت حاصل کرنے کا خواب دیکھنے لگا۔ صلح موسیو اور احمقانہ غلطیوں کے ارتکاب کی بدولت ہنری سوم کی بدنامی نے ڈیوک کو عوام کی تائید کی طرف مائل کر دیا اور متعدد کیتھولک امراء پولیٹیک بن جائے۔ اس طرح گیزوں کی جماعت اعلیٰ طبقات سے بالکلیہ قطع تعلق کئے بغیر کمتر درجے کے لوگوں" کا سہارا ڈھونڈنے لگی۔

یہ تغیر نہ صرف کیتھولک جمعیتوں کی شرائط میں پایا جاتا ہے بلکہ اس زمانے کے رسائل میں بھی جو، فرینکو گیلیا، اور دیگر ہیوگناٹی تحریرات کے مشہور اصول سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اس امر سے انکار کرتے ہوئے کہ "سالک" قانون فرانس پر عاید ہوتا تھا، وہ دعویٰ کرنے لگے کہ خاندان لارین کے حظاب کو خاندان بوربان بلکہ خود خاندان والوا پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ اول الذکر کا سلسلۂ نسب چارلس اعظم کی آل سے ہوتے ہوئے خود اس تک پہنچتا ہے۔ جب یہ جدید حالات رونما ہوئے تو ہنری سوم کچھ عرصے تک ایک بے قیام مسلک پر کاربند رہا۔ ابتداءً

ہنری سوم مجلس طبقات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے

اس نے تمام انجمنوں کو ممنوع قرار دیا۔ اس کے بعد اس خیال سے باز آگیا، اور مجلس طبقات کے انتخابات پر جو بلوا میں ہونے والے تھے اثر ڈالنے کی غرض سے اُن سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی توقع یہ تھی کہ اس طرح کیتھولک اکثریت حاصل ہوگی تو اس سے گیزوں اور ہیوگناٹوں کو زیر کیا جائے گا۔ اس میں اسے صرف جزئی کامیابی حاصل ہوئی۔ ہیوگیناٹ جمعیت کی سازش و وحشت انگیزی کی وجہ سے کامیابی سے مایوس ہو کر اُن بلاد و اضلاع سے بھی نائبین کو روانہ کرنے سے انکار کر دیا جو اُن کے قبضے میں تھے، اور کیتھولک ارکان نے اپنی اکثریت سے استفادہ کر کے مطالبہ کیا کہ فرانس میں صرف ایک مذہب ہونا چاہیے۔ تاہم سلسلہ جنگ جاری رکھنے سے اس قدر نفرت و بیزاری تھی کہ انھوں نے ضروری فراہمیوں سے انکار کر دیا اور آہنی مطالبات پیش کئے جن سے ہنری سوم نہایت مسرت کے ساتھ سبکدوش ہوگیا (مارچ ۱۵۷۷ء)۔

اسی اثناء میں جو جنگ چھڑ گئی تھی اُس میں بادشاہ کو کسی قدر زیادہ کامیابی ہوئی۔ انجو (النسون) کے ڈیوک نے جو ہیوگیناٹوں کا ساتھ چھوڑ چکا تھا شاہی فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی طبقۂ امراء کے تعصبات اور "پولیتیک" کی مذہبی سرد مہری کی جمہوریت پسندوں

چھٹی خانہ جنگی سنہ ۱۵۷۶ء

اور کالوینی برگروں کی سرگرمی و گرم جوشی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی تھی اور دامویل نے جو اپنے بھائی کے انتقال کی وجہ سے مومونرانسی کا ڈیوک اور فرانس کا مارشل بن گیا تھا، بہت جلد اتحاد سے دست بردار ہو گیا اور دربار کے ساتھ صلح کر لی (مئی سنہ ۱۵۷۷ء) ان حالات و واقعات میں ہیوگیناٹوں کو ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ ماہ مئی میں لاشارتے واقع دریائے لوار ہاتھ سے نکل گیا، اور خود کیتھولک فرقے میں اتحاد کے فقدان اور ملک کی انتہائی بیزاری کی بدولت ہیوگیناٹ اس قدر موافق شرائط حاصل کر سکے، جس قدر عہد نامۂ برگراک میں طے ہوئے تھے (۱۷ ستمبر سنہ ۱۵۷۷ء) اُن کے حقوق عبادت امراء کے

عہد نامہ برجراک ۱۷ ستمبر سنہ ۱۵۷۷ء

دائرے تک اور اُن تمام شہروں تک جہاں تاریخ عہد نامہ کی عبادت کی جاتی تھی، اور دیگر مقامات میں بھی حدود عدالت کے اندر ر شہر یا اس کے مضافات تک محدود کر دئے گئے، اور پیرس کو بطور خاص مستثنیٰ کر دیا گیا۔ اور چیمبرس می پارٹیز "(Chambres-mi-parties)" بھی صرف چار جنوبی پارلیمانوں تک منحصر کر دے گئے جہاں ہیوگیناٹوں کو زبردست قوت حاصل تھی۔ لیکن وہ آٹھ شہر ابھی تک انھیں کے قبضے میں تھے جو چھ سال کے لئے ضمانت میں دئے گئے تھے، اور کوندے کو پیروں کے بجائے سینٹ ژان دانجلی دیا گیا۔ غالباً بادشاہ صلح برگراک کو قایم رکھنے کا دل سے متمنی تھا۔ کیونکہ وہ فکرمند تھا کہ اگر ممکن ہو تو خاندان گائیز کی غلامی و تابعداری سے نجات پائے۔ اور اس عہد نامہ کی بے احترامی صوبہ جات کے گورنروں کی نافرمانبرداری، عوام کے مذہبی جنون اور قانونی عدالتوں کی خودسرانہ بداندیشیوں کا باعث ہوئی۔

ساتویں خانہ جنگی۔ اپریل سنہ ۱۵۸۰ء تا صلح فلیکس۔ نومبر سنہ ۱۵۸۰ء

سنہ ۱۵۸۰ء میں "جنگ عشاق" کا آغاز ہوا۔ لیکن اس کی ابتداء مارگیرٹ کے مہر کی بابت بادشاہ اور ناوار کے ہنری کے جھگڑوں سے ہوئی، اور یہ ظاہر ہے کہ پراٹسٹنٹوں کے

قائداعظم ڈے لانو نے اس کو ناپسند کیا اور اس میں لارڈ ونیشل نے حصہ لیا نہ جنوبی بلاد نے۔ اس کا خاتمہ صلح فلیکس (Fleix) واقع ہرگیورڈ سے ہوا (۲۶ نومبر ۱۵۸۰ء) جس نے عہدنامہ برگراک کی توثیق کی اور ساتویں خانہ جنگی کو ختم کیا۔

صلح فلیکس کے بعد پانچ سال تک اضطراب انگیز صلح قائم رہی، جس نے

فرانس کی بدنظمی

ملک کی کامل بدنظمی اور تمام جماعتوں کی بداخلاقی کو نمایاں کرنے کا کام دیا۔ اگرچہ ان میں مذہبی جنون کام کر رہا تھا لیکن دونوں مذاہب کے پرخلوص پیرووں کی کمی نہیں تھی اور ان کی اقلیت روز بروز گھٹتی جا رہی تھی، اور اکثر موقعوں پر جیسا کہ ایک قابل مشاہدہ کرنے والے کا بیان ہے وہ لوگ مذہب اور مسیح کے لئے نہیں بلکہ حکومت کے لئے برسرپیکار تھے"۔ اگر بڑے لوگوں میں خاندان گیز کے ارکان تاج اپنے لئے حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے تو کم ازکم اس کو خائف تو ضرور کرنا چاہتے تھے، اور بقیہ لوگ جیسے ہنری دے مومونرانسی، مارشل، اور مرکور کے ڈیوک ان صوبوں کے خودمختار حاکم بن بیٹھنا چاہتے تھے جن کے وہ گورنر تھے۔ کمتر درجے کے امراء بھی کمتر شاندار پیمانے پر یہی کھیل کھیل رہے تھے اور بعض صورتوں میں انکی بداخلاقی رہزنی اور قزاقی کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ اور اکثر امراء خواہ بڑے درجے کے ہوں یا چھوٹے قتال وجدال میں بسر کرتے تھے جو عموماً شرمناک سازشوں کا نتیجہ تھی۔ حتیٰ کہ عورتیں ایک تکلیف دہ عاشق سے نجات حاصل کرنے یا اس کی کسی بیوفائی کا انتقام لینے کے لئے خنجر سے چارہ جوئی کرتی تھیں۔ ادھر اعلیٰ طبقات اپنی امنگوں اور برائیوں سے ملک کو پریشان کر رہے تھے اور ادھر ادنیٰ طبقات اپنی معاشری شکایات کا دکھڑا رو رہے تھے اور معاشری (اجتماعی) جنگ کی دھمکی دے رہے تھے۔ اس شرارت بھری جمہور اور سیاسی، معاشری اور اخلاقی بدنظمی پر ایک زنانہ اور تلون مزاج بادشاہ اور ایک سازش پسند ملکہ حکمراں تھے۔

ہنری سوم نے ابتدائی زمانے میں بعض اچھے اوصاف کا اظہار کیا تھا۔ وہ اپنے بھائیوں اور بدقسمت چارلس نہم یا انجو (النسون) کے ڈیوک سے بہت زیادہ قابل تھا اور جارناک اور مونکونتور کی لڑائیوں میں امتیاز اور شہرت وناموری حاصل کر چکا تھا۔ عیش پسندی اور بےلگامی نے اُس کے فطری اوصاف کا گلا گھونٹ

دیا تھا اور اپنی تخت نشینی کے زمانہ سے وہ بد سے بدتر ہوتا گیا۔ وہ ایسا لباس پہنتا تھا کہ بہ نسبت مرد کے عورت معلوم ہوتا تھا، اپنے یار آشنا اور چھوٹے کتوں میں گھرا رہتا تھا اور اپنی اوباشی سے جب تھک جاتا تو مضحکہ خیز طور پر توبہ استغفار اور دینی رسوم کی حد سے زیادہ پابندی کرنے لگتا تھا، جس سے کوئی شخص دھوکے میں نہیں آتا تھا۔ بلاشبہ قدیم امراء کی امنگوں میں توازن قایم رکھنے کے لئے نئے آدمیوں کو برسر اقتدار لانے کا خیال بالکلیہ احمقانہ نہیں تھا، اور اس کے گہرے دوستوں میں سے بعض مثلاً ایپرنن، جوائیز، اور مارشل دے بائیرون قابل افراد تھے۔ لیکن دوسرے دوست جیسے و کے اور دواہیر دربار کے لئے باعث ذلت تھے، لیکن سب کے سب کمینے اور نازیبا اغراض رکھتے تھے۔ ملکہ بھی بادشاہ کی حمایت میں رہتی تھی، اور حصول اقتدار کے لئے اب بھی سازشوں میں مصروف تھی، حالانکہ خود چراغ سحری تھی۔ اور اپنے مخالفین کو اپنا ہمنوا بنانے کی غرض سے اس نے دلالہ پن شروع کر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جب تک اس عزت باختہ نسل دالوا کا آخری فرد بھی باقی رہے، فرانس کے بہبود کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ ملک میں بحالت موجودہ جیسے کچھ صلح و امن تھا اس کو قائم رکھنے کی ایک ہی ممکن صورت زبردست خارجی مسلک پر منحصر تھی، جو مفسدہ پرداز جذبات میں ہم آہنگی پیدا کرے اور بادشاہ کو ایک متحدہ قوم کا والی بنائے۔

انجو نیدرستان کی فرمانروائی قبول کرتا ہے ستمبر ۱۵۸۰ء تا فروری ۱۵۸۲ء

چونکہ ستمبر ۱۵۸۰ء میں انجو کے ڈیوک کو نیدرستان کی فرمانروائی کی پیش کش نے کیتھرائین کے لئے جو فلپ کی جانب سے حالیہ قبضۂ پرتگال پر برافروختہ ہو گئی تھی، ایک موقع پیدا کر دیا تھا جس سے اس نے نہایت شوق کے ساتھ فائدہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے بھی اس کو منظور کر لیا اور ادھر ایلزبتھ انجو کے مطالبۂ عقد کو مہربانی کے ساتھ سننے لگی۔

ازورس کو ایک مہم کی روانگی جون ۱۵۸۲ء

بالآخر فروری ۱۵۸۲ء میں فرمانروائی ڈیوک کو عطا کی گئی۔ اسی سال کے ماہ جون میں کیتھرائن نے پرتگال کے جھوٹے دعویدار ڈونٹونیو کی تائید کے لئے ازورس کو ایک مہم روانہ کی۔ آرینج کے ولیم کو یہ

توقع ہو سکتی تھی کہ فرانس کولنی کے مسلک پر عود کرے گا اور انگلستان کی پراٹسٹنٹ ملکہ اور نیدرستان کے ساتھ اتحاد قائم کر کے بالآخر کیتھولک ردعمل کے نمایندہ سے متحد ہو جائے گا۔ لیکن اُس کی توقع کو پورا ہونا نہ تھا۔ ہنری سوم اتنی زبردست راہ عمل اختیار کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور اپنے بھائی سے نیم حسد کرتا تھا۔ ایلزبتھ صرف یہ تجویز کر رہی تھی کہ نیدرستان کسی طرح فرانس میں داخل ہونے نہ پائے اور اگر ممکن ہو تو فرانس کو فلپ کے ساتھ اُلجھاوے اور اپنے تمام اظہار محبت کے باوجود انجو سے شادی کرنے کا اُس کا ارادہ نہ تھا۔ از بس

فرانس کا غیظ و غضب۔ ۱۶ر جنوری سنہ ۱۵۸۳ء انجو کی نیدرستان سے روانگی۔ ۷ر جون سنہ ۱۵۸۳ء اور اس کا انتقال۔ آرنج کے ولیم کا قتل ۱۰ر جولائی سنہ ۱۵۸۴ء

کی مہم کہ، اور ایک اور مہم کو جو جون سنہ ۱۵۸۳ء میں روانہ کی گئی تھی ایک اسپینی بیڑے نے جو مارکوئیس دے سنٹا کروز کی سرکردگی میں روانہ ہوا تھا، تباہ و برباد کر دیا۔ انجو نے مشروط اقتدار سے غیر مطمئن ہو کر جون سنہ ۱۵۸۳ء میں بروجیس اور اینٹورپ پر قبضہ کر کے ایک زیادہ خود مختار حیثیت حاصل کرنے کی والہانہ کوشش کی۔ یہ کوشش ناکام رہی اور انجو نیدرستان سے واپس ہو گیا لیکن اگلے جون میں نذر اجل ہونے کے لئے۔ ایک مہینہ کے بعد ۱۰ جولائی سنہ ۱۵۸۴ء ولیم خاموش بلتھازر جرار کے تفنگچہ کا شکار بنا۔

انجو اور ولیم خاموش، دونوں کے انتقال سے عظیم ترین نتائج و عواقب مترتب ہوئے اول الذکر کی موت نے ناوار کے ہنری کو جو پراٹسٹنٹ تھا تخت و تاج کا دعویدار بنا دیا اور خانہ جنگی کی تجدید تقریباً لازمی کر دی، آخر الذکر کے انتقال کے بعد نیدرستان کی فرمانروائی ہنری سوم کو پیش کی گئی۔ یہ کسی طرح ناممکن معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہنری سوم اپنے ملحد وارث کے ساتھ مفاہمت کرے گا، اور اس پیش کش کو قبول کرے گا۔ فرانسیسی

نیدرستان کی فرمانروائی ہنری سوم کو پیش کی جاتی ہے اکتوبر سنہ ۱۵۸۴ء

کیتھولک ارکان گیز، اور فلپ کے خطرات فوراً چونک اُٹھے اور اس کا نتیجہ کیتھولک جمعیت کی صورت میں نمودار ہوا۔ یہ جمعیت سنہ ۱۵۷۶ء کی کیتھولک انجمنوں کے نمونے پر پیرس میں قائم ہوئی۔

کیتھولک جمعیت

شہر کو پانچ اضلاع میں منقسم کیا گیا۔ اِن میں سے ہر ضلع کا

ایک صدر مقرر ہوا اور ان میں مدد کے لئے گیارہ انتخابی ارکان کی ایک مجلس مقرر ہوئی اور اس طرح معروف "سولہ" کی تعداد قائم ہوئی۔ اس کونسل میں اختیار کردہ کارروائیوں پر غور و خوض کیا جاتا تھا اور اس کے فیصلوں کو وفاداروں تک پیشہ ور اور تجارتی انجمنوں کے توسط سے پہنچایا جاتا تھا۔ صوبہ جاتی شہروں نے پیرس کے نمونے پر فوراً عمل کیا، اور فرانس اور اس کی ملحقہ انجمنوں کے جور و ظلم سے دوچار ہونا پڑا۔ ان انجمنوں کا اقتدار کچھ تو مظالم کی بدولت اور کچھ کٹر قسم کے ارباب مذہب کی وجہ سے جو درویشوں اور یسوعی فرقے والوں کے واعظوں کے ہاتھ میں تھا۔

اگرچہ گیز کے ہنری نے کیتھولک جمعیت کے اختیار کردہ اصول کو بالکلیہ منظور نہ کیا تھا تاہم اس کے اغراض و مقاصد اس کے متقاضی تھے کہ خود اس تحریک کی قیادت کرے لیکن ارکان گیز کے مسلک میں بھی ایک اہم تغیر نہ ہوا تھا۔ ابتداً اس خاندان کی شہرت اسپین کے خلاف فرانس کی مدافعت کی بدولت ہوئی تھی۔ اور گیز کے ڈیوک فرانسس کے خیالات ہمیشہ اسپین کے خلاف ہوتے تھے۔ اور ادھر فلپ، اس کی رشتہ دار میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کو انگلستان میں کامیاب نہ بنانے سے سخت ناراض تھا اور اسکاٹ لینڈ کے باغیوں کے خلاف امداد روانہ کی تھی۔ لیکن کچھ مدت سے فرانسیسیوں کو ولندیزیوں کی امداد سے یا نیدرستان کے کسی حصے کو فرانس میں شامل کرنے سے باز رکھنے کی ناگزیر ضرورت نے فلپ کے خیالات میں تغیر پیدا کردیا تھا۔ لہذا ۱۵۸۱ء کے اواخر ہی میں گائیز کے ہنری کے ساتھ گفت و شنید کا آغاز کیا گیا اور فلپ، میری اسٹوارٹ کی تائید میں، جو اب الزبتھ کے ہاتھوں میں اسیر تھی اس خاندان کی ہمدردیوں کی طرف داری کا بہانہ کرنے لگا۔ انجو کی موت اور ہنری سوم اور ناوار کے ملحد ہنری کے مابین مفاہمت کے خطرے نے فلپ کے اندیشہ کو اور چونکا دیا۔ لہذا اس نے تنظیم جمعیت کی منظوری دے دی اور جنوری ۱۵۸۵ء میں گائیز کے ساتھ عہدنامہ جوان ویل کی تکمیل کی۔ متحدین نے خود کو اس امر کا پابند گردانا کہ الحاد کی بیخ کنی کی جائے، اور ہنری سوم کے انتقال کی صورت میں ناوار کے ہنری کے کیتھولک عم بوربان

عہدنامہ جوان ویل جنوری ۱۵۸۵ء

کے کارڈینل کو بادشاہ بنایا جائے۔ اور بیرن کی نوابی، اور فرینچ نادار کا علاقہ اس کی امداد کے صلے میں فلپ کو دے دئے جائیں۔ مارچ ۱۵۸۵ء میں ارکان جمعیت نے ایک اعلان جاری کیا جس میں انھوں نے تاج کی عظمت و وحدت کو بحال کرنے، امراء کے قدیم امتیازی حقوق حاصل کرنے، نالائق دوستوں کو دربار شاہی سے نکال دینے، ملک کو جدید محاصل سے نجات دلانے اور ایک کیتھولک بادشاہ کی جانشینی کا تصفیہ کرنے نیز مجلس طبقات کے باقاعدہ اجلاسوں کا انتظام عمل میں لاکر آئندہ فسادات کا سدباب کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسی اثناء میں اپنے خیالات کے نفاذ کی غرض سے انھوں نے میٹز، ٹول اور ورڈن کی تینوں اسقفیوں پر، پیکارڈی کے اکثر و بیشتر شہروں پر، تمام شیامپین اور برگنڈی، نارمنڈی اور برٹینی کے بڑے حصے پر قبضہ کرلیا؛ اور جون میں بادشاہ کو ایک اعلان جنگ پیش کیا جس میں اصرار کیا گیا کہ حال کے فرمان رواداری کو واپس لے لیا جائے۔ یہ زبردست تحریک جو اس طرح شروع کی گئی، تین فوتوں کے اتحاد کا نتیجہ تھی:-

۱۔ ملحد وارث کے استحقاقات کی مخالفت کے لئے کیتھولک جماعت کا عزم صمیم۔

۲۔ بادشاہ کے منظور نظروں سے ارکان گائیز کا حسد۔

۳۔ فلپ دوم کا یورپی مسلک، جو نہ صرف نیدرستان کے ساتھ فرانس کے اتحاد سے خائف تھا بلکہ اس کو یہ خوف بھی لاحق تھا کہ ممکن ہے کہ یہ انگلستان کی پراٹسٹنٹ ملکہ کے ساتھ قطعی اتحاد کا باعث ہو اور اس طرح دوبارہ اُس کے اقتدار اور کیتھولک کلیسا کے قیام کی امیدوں پر پانی پھر جائے۔

یہ دیکھنا باقی تھا کہ اس زبردست سازش کے مقابلے میں ہنری سوم کیا طرز عمل اختیار کرتا ہے سکسٹس پنجم نے جو ابھی ابھی پوپ گریگوری سیزدہم کا جانشین بنا تھا۔ (۲۶ اگست ۱۵۸۵ء)، جمعیت کو پوری طرح پسند نہیں کیا۔ "مجھے خوف ہے" اس نے کہا، "یہ معاملات اتنا طول کھینچیں گے کہ بادشاہ خواہ وہ کیتھولک ہی کیوں نہ ہو، کیتھولک فرقے کے ظلم و تشدد سے خود کو نجات دلانے کے لئے ملحدین سے امداد طلب کرنے پر مجبور ہو جائے گا" اور یہ سر دست ناممکن نظر نہیں آتا تھا۔

ہنری سوم نے ناوار کے ہنری کو جایز جانشین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا۔ اور کارڈینل کے دعاوی پر "بڈھے احمق" کے دعاوی کہہ کر خندہ زنی کرنے لگا۔ اس نے تمام جمعیتوں اور انجمنوں کو ممنوع قرار دیا، حتی کہ ٹیئرز میں گیز کے ڈیوک کو گرفتار کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن ایک ایسے بادشاہ سے اتنے زبردست مسلک پر کاربند رہنے کی مشکل ہی سے توقع کی جا سکتی تھی۔ ایلیزبتھ اگرچہ ہنری کو سرزنش کر سکتی تھی کہ اس نے خود اپنی سلطنت کے اندر باغیوں کی اطاعت قبول کر لی، لیکن مخدوش بجبر جانبداری سے دست بردار نہ ہوئی۔ ناوار کا ہنری گو "ہدایت" سے رضامند ہونے کا اعلان کرتا رہا، تاہم کیتھولک ہونے کا اعلان کرنے سے انکار کر دیا، اور کیتھرائن جو اپنی بیٹی کلاڈ اور اس کے شوہر لارین کے ڈیوک کو جانشین بنانے کی متوقع تھی بادشاہ کو زبردست اتحاد و اشتراک کی مخالفت کے خطرے سے متنبہ کیا۔

ہنری سوم جمعیت کی اطاعت قبول کر لیتا ہے ۵ر جولائی ۱۵۸۵ء اور سکسٹس ناوار کے ہنری کو مذہب سے خارج کر دیتا ہے ۹ر ستمبر ۱۵۸۵ء

ہنری نے اپنی تباہی و بربادی کے لئے اپنی ماں کا مشورہ سنا، اور اس کو اس امر کی اجازت دی کہ کانفرنس نیمورس (۵ر جولائی ۱۵۸۵ء) میں ارکان جمعیت کے مطالبات کو اس کی طرف سے منظور کر لے۔ فرامین رواداری منسوخ کر دیئے گئے، اور ہیوگیناٹ مذہب کے وہ لوگ جن کو اس سے اتفاق نہ ہو ملک سے نکل جائیں۔ سکسٹس نے جس کو اندیشوں سے اب ایک حد تک نجات نصیب ہوئی تھی، ناوار کے ہنری کو خارج از مذہب کرنے کا فرمان جاری کیا۔

جمعیت کے آگے ہنری سوم سر تسلیم خم کرنے کی بدولت ناوار کا ہنری اور زیادہ مد مقابل ہو گیا، اور اس کو مزید تقویت حاصل ہو گئی۔ وہ جنگ عشاق ہی میں اپنی جنگی قابلیتوں کا اظہار کر چکا تھا اور ۱۵۸۱ء میں وہ "کلیساؤں کا محافظ" منتخب کیا گیا تھا۔ اب وہ ان سب کا نمائندہ بن گیا جن کے اندھا دھند جوش یا جن کے اغراض و مفاد نے اپنی حب وطن کو تباہ نہیں کر دیا تھا۔ یہ غور کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہے کہ ان دونوں جماعتوں میں کس قدر مکمل تغیر واقع ہو گیا تھا۔ جائز جانشین کی مخالفت کرنے،

کیتھولک اور ہیوگیناٹ فرقوں کی تغیر یافتہ حیثیت۔

جمہوری اصول کے پابند ہونے اور جنیوں سے اتحاد قائم کرنے کے جو الزامات ایک وقت ہیوگیناٹوں کے خلاف عاید کئے گئے تھے وہی اب کیتھولک جماعت پر لگائے جا سکتے تھے، اور ادھر ہیوگیناٹ یہ دعویٰ کر سکتے تھے کہ وہ جواز و استحقاق اور قومی خود مختاری کے اصول پر برسر پیکار ہیں۔ لہٰذا ناوآر کو پولیٹیک اور مومونرانسی کے ہنری کانسٹبل کی جانب سے تائید ملنے لگی، آخرالذکر زیادہ تر خاندان گیز کے شخصی رشک و حسد سے متاثر تھا۔ حتیٰ کہ پیرس کی 'پارلیمان' نے بھی فرمان کی عدم رواداری اور پاپائی فرمان کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اگرچہ اس کے ارکان حسب سابق پراٹسٹنٹ فرقے کی عبادت کے مخالف تھے تاہم وہ آزادی ضمیر کے حامی تھے اور ہمیشہ کی طرح فرانس کے داخلی امور میں پاپائی مداخلت کے دعوے پر برافروختگی کا اظہار کرنے لگے۔ اس طرح ہیوگیناٹ جماعت قابل حقارت نہیں تھی۔ ان کے موقف کا مرکز ناوار کے ہنری کے مقبوضہ علاقوں یا اس کے تحتانی علاقوں میں واقع تھا۔ یہ علاقے جو اسپینی سرحد سے ڈارڈوگنے تک اور خلیج بسکے سے لانگڈاک تک پھیلے ہوئے تھے، زیرین ناورا اور بیئرن پر مشتمل تھے اور ان سب پر ہنری استحقاقاً قابض تھا اور ان کے علاوہ شاہ فرانس کے سات جاگیرات بشرط خدمات جنگی اس کے زیر تصرف تھے۔ نیز وہ گنی کا گورنر بھی تھا اور نارمنڈی اور برٹینی میں اس کے متبعین تھے اور لانگڈاک، کانسٹبل کے زیر حکومت تھا۔ بریں ہمہ ہیوگیناٹوں کی حیثیت کافی ہمت شکن تھی۔ اگر ان کی جماعت اپنے ہی مذہب والوں پر مشتمل نہ ہوتی تو نفاق و شقاق میں اس سے اور اضافہ ہو جاتا، جو انھیں ہمیشہ کمزور بناتا رہا۔ کیتھولک فریق فرانس کے بہت بڑے حصے پر قابض تھا، نیدرستان میں پارما کے الکزینڈر نے اینٹورپ حاصل کر لیا تھا (اگست ۱۵۸۵ء) اور سارا ملک فتح کر لینے کی دھمکی دے رہا تھا، اور اگر نیدرستان میں اس کا یہ دشوار کام تکمیل کو پہنچ جاتا تو یہ لوگ جمعیت اور فلپ دوم کی متحدہ افواج کا کس طرح مقابلہ کر سکتے؟ اور اگر بہت سوں نے انحراف کیا یا راہ گریز اختیار کی اور فکر و پریشانی سے ناوار کے ہنری کی ریش سفید ہو گئی تو کیا تعجب۔ فلپ پہلے ہی سے انگلستان کی الزبتھ کو زیر کرنے اور

ہنری ملکہ اسکاٹ لینڈ کو تخت انگلستان پر بٹھانے اور اپنے لفٹنٹ، گائیز کے ڈیوک کے تحت فرانس کو اپنے ماتحت لانے کا خواب گراں دیکھ رہا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے شاہ اسپین نے حسب معمول تاخیر کی اور بجائے اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے کے سیاسی چالبازی اور رشوت دہی سے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کو ترجیح دی۔ ارکان گیز بالکلیہ اُس کے موافق نہیں تھے اور خود ہنری سوم بار حکومت سے روز بروز بے تحمل ہونے لگا۔ فرانس کی نجات کو ان اسباب و علل اور ناوار کے ہنری کی ذاتی قابلیت پر محمول کرنا چاہیے۔

آٹھویں خانہ جنگی۔ تین ہنریوں کی جنگ ۱۵۸۵ء تا اپریل ۱۵۸۹ء

اس جنگ میں جو پھر چھڑ گئی تھی ہنری سوم کو توقع تھی کہ ہیوگیناٹوں کو عاجز کیا جائے گا۔ اور گیزوں کی حرص و آز کا سد باب کیا جائے گا۔ لہذا اس نے اپنے بے تکلف دوست جایوز کے ڈیوک کو اپنی فوج کا جو ہیوگیناٹوں کے خلاف روانہ ہونے والی تھی سپہ سالار مقرر کیا، اور خود جرمن "ریٹروں" (Reiters) کی مزاحمت کی جس کو الیکٹر پیالٹین کے بھائی کیا سیمیر نے پراٹسٹنٹوں کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا۔ بادشاہ کی بدقسمتی سے جایوز کو دریائے آئل پر کوٹراز میں ناوار کے ہنری کے ہاتھوں شکست ہوئی اور وہ مارا گیا (۲۰ راکتوبر ۱۵۸۷ء)، اور اگرچہ ریٹروں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا گیا لیکن اُن کی پسپائی سے فائدہ اٹھانے میں گیز کامیاب ہوئے۔ پیرس کے سودائی شور مچانے لگے۔

جنگ کوٹراز ۲۰ راکتوبر ۱۵۸۷ء

فلپ اس موقع پر مضطرب تھا کہ اُس کے بحری بیڑے کی تجویز میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔ لہذا اس کے سفیر منڈوزا نے گیز کے ڈیوک کو مجبور کیا کہ بادشاہ سے مزید مطالبات کرے، اور ان مطالبات کی تکمیل میں بادشاہ کا پس وپیش کرنا ہی تھا کہ ڈیوک شاہی حکم کی خلاف ورزی کرکے پیرس میں داخل ہوگیا (۱۲ رمئی)۔ بادشاہ نے اپنے اقتدار کو از سر نو برقرار کرنے کی کوشش میں بلدیہ کے محافظ دستہ اور سوئٹزرلینڈ والوں کے دستے کو حکم دیا کہ شہر کے اہم نقاط پر قبضہ کرلیں، جس کا جواب اُسے عارضی مورچہ بندیوں سے دیا گیا، اور ہنری سوم یہ دیکھ کر کہ اب اپنے تخت کا

مالک نہیں رہا ہے، شارتر کو روانہ ہوگیا، اور پھر پیرس کو واپس آنا اس کی قسمت میں نہ تھا۔ فی الحال جمعیت کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو کر اس کمزور بادشاہ

ناکہ بندی ۱۲ر اگست ۱۵۸۸ء

نے اس کے بعد یہ کوشش کی کہ اسٹیٹ جنرل کے نائبین کی مدد سے جو ۱۶ر ستمبر ۱۵۸۸ء میں بمقام بلوا منعقد ہوا تھا، ارکان گیز کو شکست دے۔ لیکن جمعیت نے اس موقع پر اس قدر انتہاپسند خیالات اختیار کئے تھے کہ ناممکن ثابت ہوئی۔ لہذا بادشاہ نے ایک نامرد کا آخری حربہ استعمال کیا اور بلوا کے قصر شاہی میں اس کے مالک گیز کے ہنری کے قتل کا حکم دیا۔ دوسرے روز ڈیوک کے بھائی گیز کے کارڈینل کو قتل کیا گیا اور بوربان کے کارڈینل کو اسیر بنا لیا گیا۔ "آخر کار میں اب بادشاہ ہوں"

گائیز کے ہنری کا قتل ۲۳ر دسمبر ۱۵۸۸ء

ہنری نے کہا۔ لیکن یہ نمود بے بود تھا اور یہ طلسم بہت جلد ٹوٹنے والا تھا، کیونکہ ڈیوک کا قتل جمعیت کی کھلم کھلا شورش کا باعث ہوا۔ سوربون کے فیصلے کی تائید سے اس نے اعلان کر دیا کہ تاج انتخابی ہے، اور جب "پارلیمان" نے اس کی مزاحمت کی تو اس کے زیادہ سرکش اور ضدی ارکان کو قید کر دیا گیا۔ ماین کے ڈیوک کو جو مقتول ڈیوک کا سب سے بڑا بھائی تھا، سلطنت کا لفٹننٹ جنرل بنا دیا گیا، اور وہ چالیس ارکان کی ایک مجلس کی مدد سے پیرس پر حکومت کرنے لگا۔ یہ مجلس جمعیت کی ملحقہ انجمنوں کے نائبین پر مشتمل تھی۔ اور مقامات میں بھی پیرس کی مثال کی تقلید کی گئی، اور جمعیت نے وسطی اور جنوبی فرانس کے اکثر و بیشتر شہروں کو حاصل کر لیا۔ اس اثنا میں گیئینی میں شاہی فوج کی ناکامی نے خود مختارانہ انداز قائم رکھنے کے آخری امکان کو بھی برباد کر دیا، اور بادشاہ نے بالآخر وہی کیا جو وہ چار سال پیشتر بھی کر سکتا تھا، اور خود کو ناوار کے ہنری کے تفویض کر دیا۔ دونوں ہنریوں کے مابین ایک سال تک التوائے جنگ کا تصفیہ ہوا، (۳۰ر اپریل ۱۵۸۹ء) بادشاہ نے وعدہ کیا کہ ہیوگیناٹوں کو کوئی تکلف

دس سالہ التوائے جنگ ۳۰ر اپریل ۱۵۸۹ء

نہیں پہنچائے گا اور ناوار نے وعدہ کیا کہ وہ ماین کے ڈیوک کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اس کے قلیل عرصے بعد ان دونوں بادشاہوں کی افواج نے پیرس پر پیشقدمی کی

اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس کا فیصلہ ہو جائے گا، لیکن عین اسی موقع پر ایک ڈامینکن

کیتھرائن کا انتقال ۵ر جنوری - ہنری سوم کا قتل - ۳۱ر جولائی ۱۵۸۹ء

جیکس کلیمنٹ، سفیر جمعیت کے خنجر انتقام نے گائیز کے ڈیوک کے خون کا بدلہ لیا (۳۱ر جولائی) خاندان والوا کے آخری تاجدار ہنری سوم کی موت اس کی ماں کیتھرائن ڈی میڈیسی کے انتقال سے صرف چند ماہ پیشتر واقع ہوئی۔ کیتھرائن کا انتقال ایسے وقت میں ہوا جبکہ بوربان کے کارڈینل کے یہ الفاظ اس کے کان میں گونج رہے تھے، "اگر تم ہمیں دھوکہ نہ دیتیں اور ہمیں بہکا پھسلا کر یہاں (بلوا) نہ لاتیں تو دونوں گیز بھائیوں کی اجل نہ آتی اور میں آزاد ہوتا"۔

۶۔ ہنری چہارم اور جمعیت۔ جولائی ۱۵۸۹ء تا مئی ۱۵۹۸ء

ہنری سوم کے قتل کے بعد ناوار کا ہنری فرانس کا جائز بادشاہ بن گیا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ کیا وہ اپنے دعوی میں کامیاب رہے گا۔ اگر وہ اس موقع پر خود کے رومن کیتھولک ہونے کا اعلان کرتا تو زیادہ قدامت پسند لوگوں کو فوراً اپنا طرفدار بنا لیتا، کیونکہ جمعیت روز بروز نمراجی ہو چکی تھی۔ بوربان کا کارڈینل جس کو اس نے شاہ چارلس دہم کی حیثیت سے تسلیم کر لیا تھا، اسپین کے ہاتھوں میں ایک کٹ پتلی بنا ہوا تھا، اور اسپینی اتحاد لحظہ بہ لحظہ بدنام ہوتا جا رہا تھا، لیکن اگر ہنری مذہب بدل دیتا تو ہیوگیناٹوں کی حمایت سے محروم ہو جاتا، اور اس کے علاوہ اس طریقے سے جمعیت کے زیادہ پرجوش ارکان بھی موافق نہ بنتے۔ لہذا اُس نے تبدیل مذہب سے انکار کر دیا۔ اس نے یہ شرط پیش کی کہ کیتھولک مذہب کو اختیار کر لے گا، اور ہیوگیناٹوں نے اس وقت تک جو مراعات حاصل کئے تھے، اُن سے زیادہ نہیں دے گا، اور ایک قومی یا ایک عام مجلس کے "ہدایات پر چلے گا"۔ اس طرز عمل میں اس کے مسلک نے رہبری کی تھی نہ کہ یقین نے؛ اور اس کے "ہدایات کی تعمیل" کے منظور نظر فقرے سے وہ کیا مراد لے گا اُس کی جنگی کامیابی پر منحصر تھا۔

براہِ راست پیرس پر حملہ آور ہونے کے قابل نہ پا کر ہنری نے عزم کر لیا کہ

نویں اور آخری خانہ جنگی سنہ ۱۵۸۹ تا سنہ ۱۵۹۵

پیکارڈی، شیمپین اور نارمنڈی پر قبضہ کرے کیونکہ پایۂ تخت کو یہیں سے سامان رسد فراہم ہوتا تھا۔ لہذا یوناٹ ویل کے ڈیوک کو پیکارڈی روانہ کیا گیا، مارشل دوموں کو شیمپین، اور خود ہنری نارمنڈی کی طرف چل کھڑا ہوا اور ڈیئپ کو مسخر کر لیا، جو نارمنڈی کی بندرگاہوں میں سب سے زیادہ اہم تھا اور انگلستان سے نہایت قریب ہونے کی وجہ سے اس کی بڑی قدر و قیمت تھی۔ ماین کے ڈیوک نے اس کو نکال باہر کرنے کی کوشش کی لیکن آرک کی لڑائی (۲۱ ستمبر) میں اس کی توقعات پر پانی پھر گیا۔ دوسرے سال مارچ ۱۵۹۰ء

آرکوپیس کی لڑائی ۵ ستمبر سنہ ۱۵۸۹ آیوری کی لڑائی۔ مارچ سنہ ۱۵۹۰

میں ڈریو کے قریب آیوری کی اس سے زیادہ شاندار کامیابی نے اپنے حریف پر ہنری شاید وہ حد درجہ جوانمردانہ غلطی کا مرتکب ہوا" جو ہمیشہ ایک ہی لڑائی میں سلطنت کے مقدر کا فیصلہ کرنے والی ہوتی ہے کیونکہ اس لڑائی میں اس کی افواج کہیں ادنیٰ درجے کی تھیں لیکن کم از کم اس کی بے باکی و جوانمردی نے اپنے ہموطنوں سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اگر وہ فوراً پیرس کی طرف پیشقدمی کرتا تو ممکن تھا کہ اسے مسخر کر لیتا، لیکن ہنری میں فتح سے فایدہ اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی، لہذا اس نے اس شہر کو فاقہ کشی کرا کے مطیع کرنے کی زیادہ محتاط مسلک کو ترجیح دی۔ اس نے کوربی لانی اور کربیل کو مسخر کر لیا جو بالائی سئین، مارن اور آواز دریاؤں کی محافظت کرتے تھے، اور اواخر اگست تک فاقہ کشی سے پیرس کی خطرناک حالت

پیرس کا محاصرہ

ہو گئی۔ "وہ سوائے مواعظ کے کوئی چیز ارزاں نہیں تھی"۔ جیسا کہ سانسیر میں ہوا تھا کئی بلیاں، کتے اور چھوٹے بڑے چوہے نہایت اشتیاق کے ساتھ کھائے گئے، اور کہا جاتا ہے کہ بعضوں نے تو بچوں کا گوشت تک کھانے میں دریغ نہ کیا۔ اور لوگ صلح یا روٹی کے لئے بے تاب ہو گئے تھے، اور اس حالت میں نیدرستان سے پارما کے الگزنیڈر کی آمد نے ہنری کو اپنے شکار سے محروم کر دیا اور وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا (۱۰ ستمبر)۔ سنہ ۱۵۹۲ میں پارما دوبارہ فرانس میں داخل ہوا اور رواں کو ہنری کے چنگل سے چھڑا لیا۔ دسمبر میں اس اولوالعزم سپہ سالار کی موت نے بادشاہ کو فوری اندیشے سے مصئون کر دیا اور اب جمعیت

پارما کے الگزینڈر کا انتقال۔ دسمبر ۱۵۹۲ء

کو کوئی ایسا قائد میسر نہیں تھا جو میدان کارزار میں اس کا مقابلہ کر سکے۔ تاہم معلوم ایسا ہوتا تھا کہ جنگ غیر معین طور پر طول کھینچے گی جمعیت کی جماعت ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ تائین اسپینی اثر ونفوذ سے بیچین ہو گیا تھا اور پیرس بھی جمعیت کی بے اعتدالیوں سے روز بروز بیزار ہوتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ نومبر میں "سولہ" نے پارلیمنٹ کے صدر بریسن کو اور دو اور ججوں کو جنھوں نے ان کی مخالفت کی تھی قتل کرنے کی جرات کی، اور خوف و ہراس کا دور دورہ ہو گیا۔ لہٰذا مائین شہر میں داخل ہوا "سولہ" میں سے چار کو سزائے موت دی اور اپنا اقتدار دوبارہ قائم کیا۔ لیکن چونکہ والہانہ جوش والے لوگ اس کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اس لئے وہ اسپین کی مدد کے بغیر جنگ جاری رکھنے سے قاصر تھا۔ وہ اس مدد کے بغیر ہی لڑنا چاہتا تھا۔

ہنری بھی مقبولیت حاصل کر رہا تھا۔ اگرچہ اس کی عیاشی حقیقی اور پختہ یقین کا فقدان اس کی طنز آمیز سرد مہری شاہ نادار، کو ایک ہیرو کی حیثیت دینے سے ہمیں قاصر رکھتی ہے تاہم اس کی عظیم الشان شجاعت، اس کی صاف دلی و بے ریائی، خوش خلقی اور حقیقی انسانیت نے اس کی شرر بار جودت طبع کے ساتھ مل کر اس کو اپنے ہموطنوں میں ہر دلعزیز بنا دیا تھا پھر بھی اس میں اپنے ملک کو بزور شمشیر فتح کرنے کی قوت نہیں تھی۔ کیتھولک لوگ ایک ملحد کے تخت فرانس پر متمکن ہونے کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔

اعلان مانٹ جولائی ۱۵۹۱ء

اعلان مانٹ سے (جولائی ۱۵۹۱ء) جس میں کیتھولک مذہب کو مملکت کا مذہب تسلیم کیا گیا تھا جبکہ وہ خود پراٹسٹنٹ رہا مذہبی دشواریوں کے فیصلے کی کوشش نے کسی جماعت کو خوش نہیں کیا۔ مارشل بائرن اور دےاد کے سے بہت سے لوگ جن کو مالیات پر اقتدار تھا، جنگ متصل جاری رکھنے میں اپنا فائدہ پاتے تھے، کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیام صلح و امن انھیں ان کے قدمات یا مواقع دولت اندوزی سے محروم کر دے۔

اسی اثنا میں تباہی و تاراجی فرانس کو آنکھیں دکھا رہی تھی۔ تجارت یک لخت معطل ہو گئی تھی۔ حتیٰ کہ زیادہ وطن پرست امرا خواہ کیتھولک ہوں یا پراٹسٹنٹ صلح سے مایوس ہو کر اپنی اپنی خود مختاری کی فکر کر رہے تھے اور فرانس کے دشمن اس کی کمزوری

سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ فلپ دوم کو اپنے نامزد شخص کو تخت فرانس پر بٹھانے اور برتری حاصل کرنے کی توقع تھی۔ سیوائے کا ڈیوک اس کی جنوب مشرقی سرحد میں گھس آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ انگلستان کی الزبتھ امداد کے معاوضے میں کیلے یا کسی اور مقام کا مطالبہ کر رہی تھی، اگرچہ یہ امداد نہایت کنجوسی اور وقفے کے ساتھ دی گئی۔ لہذا فرانس کے تمام اعتدال پسند کیتھولک اشخاص کی جو فلپ کے ہاتھ نہ بک چکے تھے یہ دلی خواہش کہ ہنری "نماز ادا کرنے کو جائے گا"۔ تعجب خیز نہ تھی۔ ۱۵۹۳ء کے موسم بہار میں مسئلۂ جانشینی کے تصفیے کے لئے مجلس طبقات کی طلبی نے صورت حال کو انتہا درجہ

مجلس طبقات ۶ جنوری ۱۵۹۳ء

نازک بنا دیا۔ بوربان کے کارڈینل کا ۱۵۹۰ء میں انتقال ہو گیا تھا اور کیتھولک نقطہ نظر سے تخت تین سال سے خالی تھا۔ لہذا فلپ دوم نے اپنے نمائندہ فیریا کے ڈیوک کو ہدایت دی کہ یہ تجویز پیش کرے کہ تاج انفنٹا کے زیب سر کیا جائے (جو اپنی ماں کی طرف سے بسلسلۂ اناث خاندان ویلائے کی نمائندہ تھی)، لیکن اگر "سالک قانون" کی بے احترامی نہیں کی جا سکتی تو وہ تجویز پیش کرے کہ آرچ ڈیوک آرنسٹ، گورنر نیدرستان و برادر شاہ روڈالف بادشاہ منتخب کیا جائے، ورنہ بصورت دیگر گیز کا کم عمر ڈیوک، جو انفنٹا کو اپنی ملکہ بنا لے۔ قوی قیاس یہی ہے کہ اگر فیریا کا ڈیوک تخت کے لئے گائیز کے ڈیوک کا نام فوراً پیش کرتا تو اس کو بادشاہ کی حیثیت سے قبول کر لیا جاتا۔ لیکن ہنری چہارم کی خوش قسمتی سے اس نے پہلے پہل انفنٹا کا مشورہ دیا اور اس طرح "پارلیمان" اور دیگر ان سب کے غیظ و غضب کو مشتعل کر دیا جو ملک کے بنیادی قوانین کو قائم رکھنا چاہتے تھے اور بالکلیہ اسپین کے ہاتھ فروخت نہیں ہو چکے تھے۔ اس کا یقین کر گئے کہ تاخیر حد درجہ خطرناک اور مہلک

ہنری چہارم "ہدایت" حاصل کرتا ہے ۲۳ جولائی ۱۵۹۳ء

ہے۔ ہنری نے اسٹیٹ جنرل کے ایک وفد کے شرائط کو قبول کر لیا جو اس کے ساتھ کانفرنس منعقد کرنے کے لئے سورین روانہ کیا گیا تھا، اور دو ماہ کے اندر ہی اندر "ہدایات" حاصل کرنے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ دریو کو فتح کر کے اس نے اپنی حیثیت کو تقویت پہنچا لی۔ ۲۳ جولائی کو ہنری چہارم نے کیتھولک، اپاسٹلک اور رومی کلیسا کو سچے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور اطاعت کیشی کا وعدہ کیا۔

اگلے فروری کی ستائیسویں تاریخ کو چارٹرس کے بڑے کلیسا میں راج تلک کیا گیا، کیونکہ رئیمس جہاں یہ رسم ادا ہونی چاہیئے تھی، ابھی تک جمعیت کے ہاتھوں میں تھا۔

ہنری کے تبدیل مذہب کے حق بجانب ہونے یا نہ ہونے کی نسبت بحث کرنے سے پیشتر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ کسی طرح اس کو بے ایمان نہیں کہا جا سکتا تاہم کیتھولک مذہب اور کالوینی مذہب کے اضافی محاسن کا اسے پختہ یقین نہ تھا اور وہ ایک ایسا آدمی تھا جس پر مذہبی نکات کا اثر بہت کم ہوتا تھا۔ اور اس کے حق میں مذہبی سوال لازماً وہ تھا جس کا فیصلہ سیاسی ضرورت کی بناء پر عمل میں آ سکے لیکن بعض لوگ یہ خیال کرنے کی طرف مائل ہوں گے کہ اگر ہنری کو ہیوگی ناٹ مذہب کی افضلیت پر یقین ہوتا تبھی تو اس کا فرض تھا کہ انھیں خیالات کی مناسبت سے اپنے مسلک کی رہنمائی کرتا۔ کہا گیا ہے کہ جو شخص اس کی حیثیت میں ہوتا کیتھولک مذہب کو مملکت کے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کرنے میں حق بجانب ہوتا، بشرطیکہ ان باتوں کے یقین کے لئے اس کے پاس خاطر خواہ وجوہ موجود ہوتے۔ اول یہ کہ اپنے ملک میں صلح و امن قائم رکھنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی ہو۔ دوسرے یہ کہ سرکاری طور پر کیتھولک مذہب کو تسلیم کرتے ہوئے ہیوگیناٹوں کے لئے مکمل اور دیرپا رواداری حاصل کی جا سکے۔ پہلی وجہ کی نسبت یقین کرنا اس کے لئے دشوار نہیں تھا۔ اس نے فرانس کو بزور اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا نیز ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہیوگیناٹ آخر قوم کی ایک صغیر اقلیت کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اور کیتھولک جماعت کی ایک کثیر تعداد ایک ملحد بادشاہ پر ایک اسپینی بیوی کے ساتھ گیز کے ڈیوک کو ترجیح دیتی تھی۔ اور نہ یہ باور کرنا آسان ہے کہ اگر ہنری خود کو فراموش کرنے اور اپنے نام پر قلم پھیرنے کے لئے رضامند تھا تو جس نصفے کو ہیوگیناٹ منظور کرتے وہ تکمیل کو پہنچ چکتا۔ غالباً دوسرے امر میں خیالات ہمیشہ مختلف فیہ رہتے۔ خطرہ یہ تھا کہ کیتھولک مذہب قبول کرتے ہوئے وہ فرانس میں کلیسا اور مملکت کے مابین قریبی تعلق کے خیال کو از سر نو

تازہ کر دے گا جس کی وجہ سے لوگ الحاد کو بدخواہی نہ بغاوت سمجھنے لگیں۔ ہم جانتے ہیں کہ فرمان نانٹ باقی نہیں رہا۔ لیکن آیا تبدیل مذہب ناگزیر تھا اور اگر تھا تو آیا ہنری کو پہلے ہی سے معلوم کرنا چاہیئے تھا، کافی طور پر قابل اعتراض ہیں۔

اس طرح بالآخر ناوار کے بادشاہ کو بادشاہ فرانس کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ اس کے تبدیل مذہب سے تمام کیتھولک اس کے حامی و طرفدار ہو گئے۔ بجز جمعیت کے انتہا درجہ سودائی اور پرجوش ارکان کے اور ان کے جو ماین کے ڈیوک اور مرکور کے ڈیوک کی طرح اپنے ذاتی اغراض پہ تلے ہوئے تھے۔ اگرچہ ہنری نے حتی الامکان مخالفانہ کارروائیوں سے احتراز کیا لیکن جن جن سے ابھی خطرہ لاحق تھا ان کی طرفداری خریدنے کے مسلک پر حسب عادت قدیم سختی کے ساتھ کاربند رہا۔ صوبجات کے گورنروں کو گورنری پر مستقل کیا گیا یا وظائف پر علیحدہ کیا گیا۔ کمتر درجے کے امرا کو تحتانی عہدوں اور رقوم کی طمع دلائی گئی۔ شہروں کو غیر معمولی محاصل سے مستثنیٰ کرنے اور ان کے فیصلوں کے اندر ہیوگیناٹوں کی عبادت ممنوع قرار دینے کا وعدہ کیا گیا۔ اس طریق عمل کی دانشمندی اور درحقیقت اس کی ضرورت متنازع فیہ رہی ہے اور یقیناً اس کے قبیح نتائج (امرا کی خود مختاری حکومت کی زرپرستی، مالیات کی سخت قلت) بادشاہ کے بعد بھی عرصے تک باقی رہے۔ بہرحال ہم کم از کم اتنا اعتراف کرنا چاہیئے کہ یہ مسلک کامیاب رہا۔ ۱۷ر مارچ کو روئن نے خود کو حوالے کر دیا اور اب ساری نارمنڈی ہنری کے قبضے میں آ گئی۔ چار دن کے بعد بریساک نے جو ابھی ابھی ماین کے ڈیوک کی جانب سے پیرس کا گورنر مقرر ہوا تھا ہنری کے شرائط کو منظور کر لیا پیرس کے مجسٹریٹوں کو ملا لیا اور شہر پناہ کے دروازے کھول دئے۔ خود ڈیوک روانہ ہو چکا تھا، اور اسپینی افواج کو زیادہ سربرآوردہ ارکان جمعیت میں سے کوئی ساتھ کے ساتھ تخلیہ شہر پر مجبور کیا گیا اور ہنری بالآخر اپنے پایۂ تخت کا مالک بن گیا۔

ہنری روین حاصل کرتا ہے ۱۷ر مارچ اور پیرس میں داخل ہوتا ہے۔ ۲۱ر مارچ ۱۵۹۴ء

"جو کچھ سیزر کا ہے وہ سیزر کو دیا گیا ہے" ایک شخص نے بادشاہ سے کہا۔ اس نے بریساک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "دیا گیا؟ نہیں بھاری قیمت پر فروخت کیا گیا ہے۔"

ہنری نے اپنی مشرقی سرحد حاصل کرنے کی فکر میں جس کو نیدرستان ہمیشہ دھمکی دیرہا تھا لاڈن کا محاصرہ کرلیا جو ۲۲ اگست ۱۵۹۴ء کو مسخر ہوگیا۔ دو ہفتوں کے بعد ایمنس اور پیکارڈی کے دیگر شہروں نے اسی کی تقلید کی۔ ۱۵۹۵ء کے سرما میں ایک نہایت اہم واقعہ پیش آیا۔ ہنری لارین کے ڈیوک اور گائیز کے نوجوان ڈیوک کے ساتھ مفاہمت کرنے میں

لارین کے ڈیوک اور گیز کے ڈیوک کے ساتھ سمجھوتہ

کامیاب ہوگیا۔ اول الذکر نے ٹول اور وردن کے شہر حوالے کردیئے اور آخرالذکر نے پراونس کے معاوضے میں شمپین کی گورنری حوالے کردی، اور اس نے ہنری سوم کے ایک مگنن ''اے پرنن کو پراونس سے نکالکر'، جس نے ہنری چہارم سے آملنے کے بعد اس کو کھودیا تھا بہت جلد اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اہم امرا میں اب صرف مائین کا ڈیوک مرکور کا ڈیوک، جو خاندان گائیز کے ارکان تھے، اور نیمورس کا ڈیوک اپنی بات پر اڑے ہوئے تھے۔ اول الذکر دونوں اپنے خاندان کی حرص وہوس سے متنفر ہوگئے تھے اور متوقع تھے کہ اسپین کی مدد سے برگنڈی اور برٹینی کی اپنی اپنی گورنریوں کو موروثی ریاستوں میں منتقل کرلے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ نیمورس کا ڈیوک سیوائے کی تائید سے مضافات لیانس کو دھمکیاں دیرہا تھا۔ لہذا ہنری نے اسپین کے ساتھ کچھ عبث گفت وشنید کے بعد جس میں ہنری نے انفنٹا کے ساتھ شادی کرلنے کے خیال کو پیش کیا تھا۔ اسپین کے خلاف کھلم کھلا جنگ کرنے کا عزم صمیم کرلیا۔ اس نے کہا کہ درپردہ مخاصمت جاری رکھنے سے تو علانیہ جنگ کرنا قابل ترجیح ہے۔ اس اجنبی کے خلاف قومی جوش کو مشتعل کیا جاسکتا

یسوعی فرقہ کا اخراج۔ دسمبر ۱۵۹۴ء
اسپین کے خلاف اعلان جنگ ۱۷ جنوری ۱۵۹۵ء

ہے، وہ سب جنھوں نے مزاحمت جاری رکھی تھی اپنے ملک پر نمک حرامی کا الزام عائد کریں گے۔ الزبتھ اور ولندیزیوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ جنگ کے پیش خیمہ کے طور پر یسوعی فرقے کو ملک بدر کیا گیا۔ ہنری دوم نے ان لوگوں کو فرانس میں داخل کیا تھا، اسوقت سے انھوں نے بہت سے دشمن پیدا کرلئے تھے۔ پارلیمان، پاپائی تفوق کے اظہار میں ان کے حد سے زیادہ غلو اور تاج کے اختیارات خصوصی پر ان کی نکتہ چینیوں پر معترض تھی اسقف ان کے اس دعوے پر برافروختہ تھے کہ وہ پادریوں کے اقتدار سے باہر تھے، قدیم تر فرقے ان کی شہرت

کے در پے ہو گئے تھے اور جامعہ ان کی تعلیمی کامیابی پر ان کا مخالف ہو گیا تھا۔ اگرچہ یہ نظر نہیں آتا کہ یسوعی فرقے نے جمعیت کی تنظیم میں کوئی نمایاں حصہ لیا تھا، اور گو وہ درحقیقت اس وقت اسپین کی مہربانیوں سے محروم تھا، جہاں اس نے مذہبی عدالت کے ظلم و تشدد کی مخالفت کی تھی، تاہم ان کو فلپ کے آلات کاربراری سمجھ کر مردود ٹھیرایا جا رہا تھا۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک شخص نے ہنری چہارم کے قتل کی کوشش کی۔ اگرچہ بظاہر اس جماعت کی سازش نہیں معلوم ہوتی تاہم صورت حالات کو ایک نازک نقطے تک پہنچا دیا۔ پارلیمان نے ان پر ملک اور کلیسا کے قوانین کو تہ و بالا کرنے کی کوشش، بغاوت و شورش اور قتل و اغوا کا الزام عاید کیا اور انھیں سلطنت سے خارج کر دیا۔ (۲۹ دسمبر ۱۵۹۴ء)

اسپین کے خلاف اعلان جنگ ۱۷ جنوری ۱۵۹۵ء کو کیا گیا۔ نوجوان مارشل بائیرن جس کے تفویض برگنڈی کی گورنری کی گئی تھی، مائین کو اس صوبہ سے نکال باہر کرنے میں

مائین کا ڈیوک برگنڈی سے نکال دیا جاتا ہے۔

کامیاب ہوا۔ بادشاہ ایک اسپینی جمعیت کے خلاف جس کی سرکردگی کیسٹائیل کا کانسٹبل ڈان فرنن ڈی ویلاسکو کر رہا تھا، گورنر کی مدد کے لئے روانہ ہوا تو فونٹین فرانسیس کے پاس قریب تھا کہ اس پر اچانک حملہ کیا جاتا، لیکن اس نے اپنی بےجگری سے خود کو بچایا اور اسپینی سپہ سالار پسپا ہو گیا، جس سے مائین بہت ناخوش ہوا۔ ہنری اب فرانچ کونتے میں داخل ہوا، لیکن سوئس لوگوں نے جو اس ملک کی غیر جانبداری کے ضامن تھے اعتراض کیا۔ اور بادشاہ چونکہ ان سے دشمنی پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے واپس ہو گیا، حقیقت میں اس کی موجودگی اور مقامات میں درکار تھی لونگ ویل کا ڈیوک آرتوا میں کامیابی جنگ کے بعد اپریل کے مہینے میں انتقال کر گیا اور بوئیون کے ڈیوک تورین کو ڈولنس کا محاصرہ اٹھانے کی کوشش میں، فینٹس کے تحت اسپینول کے ہاتھوں شکست فاش نصیب ہوئی (۲۴ جولائی ۱۵۹۵ء) دولنس مسخر ہو گیا اور

فینٹس دولنس کو مسخر کرتا ہے جولائی ۱۵۹۵ء اور کمبرے کا محاصرہ کرلیتا ہے

فینٹس نے اب کمبرے کا محاصرہ کر لیا جو ۱۵۸۱ء میں انجو کے ڈیوک کی مہم کے زمانے سے فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں تھا (دیکھو صفحہ ۴۲۸) بادشاہ کمبرے کو بوئیون

کو وقت پر بچا نہیں سکا۔ اور وہ اکتوبر میں حوالہ ہوگیا۔ اس لئے اس نے لا فیرے کا محاصرہ کر لیا جو دریائے اواز پر ایک چھوٹا سا قلعہ تھا اور جس کو جمعیت نے اسپینیوں کے حوالے کر دیا تھا، یہ محاصرہ تمام موسم خزاں میں جاری رہا۔ میدان کارزار میں بادشاہ کو درخشاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ البتہ وہ سیاسی چال بازیوں میں زیادہ کامیاب رہا۔ ستمبر ۱۵۹۵ء میں کلیمنٹ ہشتم نے اس کو معافی دینے پر رضامندی ظاہر کی اور اگلے جنوری میں مائین کے ڈیوک نے بالآخر اس کے ساتھ صلح کر لی۔ اُس نے جن شرائط کو قبول کیا وہ بہت سخت تھیں، اس کے قرضے جو بہت بڑے تھے ادا کر دیئے گئے، وہ جزیرہ فرانس کا گورنر بنا دیا گیا اور مقامات ضمانت کی حیثیت سے تین قلعے حاصل کئے۔ ایپرنن نے بہت جلد مائین کی تقلید کی اور اس کو بھی اسی طرح سرفراز کیا گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہنری اپنی رعایا کو وہ بغاوت سکھا رہا تھا جس کو اگر طوالت دی جاتی تو شاہی مہربانیوں کا وسیلہ بن جاتی۔

مائین کے ڈیوک کی اطاعت کیشی جنوری ۱۵۹۶ء

اب بجز مارکور کے ڈیوک کے کوئی اہم امیر برسرپیکار نہ تھا، اور گیز کے نوجوان ڈیوک کی جانب سے ماہ جنوری میں مارسیلز کی فتح نے ہنری کی زبان سے یہ الفاظ نکالے۔ "خدا کو حقیقت میں فرانس پر رحم آ گیا تھا"، پھر بھی صورت حالات زیادہ موافق مرام نظر نہ آتی تھی۔ مالی مشکلات نہایت سخت تھیں، الیزبتھ کافی امداد دینے کے لئے تیار نہیں تھی اور ولندیزی دے نہیں سکتے تھے۔ ہیوگینانٹ نہایت تکلیف دہ بن گئے تھے۔ ہنری چہارم کی اس خواہش پر کہ اپنی بیوفا اور مکروہ عورت ویلوا کی مارگریٹ سے طلاق حاصل کر لی جائے تاکہ وہ اپنی محبوبہ گیبریلی دے اسٹرے سے شادی کر لے، اُن کو رسوا کیا گیا، اور اُن کے شکایات کا تصفیہ کرنے میں بادشاہ کی تاخیر کی بنا پر اُن کے ساتھ سخت برابر تاؤ کیا گیا، لیکن مفسدہ پرداز ارکان جمعیت کی تمام خواہشیں پوری ہو رہی تھیں، اور حتیٰ کہ اپنے حقوق منوانے کے لئے وہ اسلحہ تک کے استعمال کا چرچا کرنے لگے تھے۔

اپریل ۱۵۹۶ء میں نیدرستان کے جدید گورنر کارڈینل آرچ ڈیوک البرٹ نے فرانس پر چڑھائی کی اور کیلے فتح کر کے ہنری کی فوج کی شہرت و نیک نامی پر سخت

آرچ ڈیوک البرٹ کیلے مسخر کر لیتا ہے۔ اپریل سنہ ۱۵۹۶

داغ لگایا۔ اگر ایلیزبیتھ اپنی امداد کے صلہ میں کیلے کے قبضے کا مطالبہ نہ کرتی اور موقع ہاتھ سے جانے تک جیمس بیمس اور تکرار میں نہ گزارتی تو یہ شہر بچالیا جا سکتا۔ اگلے مہینے میں ہنری نے لافیری فتح کرلیا اور آرچ ڈیوک کو سرحد سے بھگا کر ایک حد تک اس نقصان کی تلافی کی۔ لیکن کیلے اور دولنس کی متعینہ افواج اسپین کو زیر کرنے سے قطعاً قاصر رہے۔ اگر جنگ کو زور کے ساتھ جاری رکھنا تھا تو کم از کم رقم کی فراہمی ناگزیر تھی اور اس مقصد کی طرف بیرن ڈی روسنی (سلے) نے جو حال ہی میں مالیات کا ناظم مقرر کیا گیا تھا، توجہ مبذول کی۔ جدید خدمات نکالے گئے اور سب سے زیادہ بولی لگانے والے کے ہاتھ فروخت کئے گئے۔ متمول لوگوں سے جبراً وقہراً قرضے حاصل کیے گئے۔ جن لوگوں نے سرکاری خزانے میں تغلب تصرف کر کے اپنی جیبیں بھر لی تھیں انھیں اس

سلے کے مالیاتی اصلاحات

ناجائز طور پر حاصل کردہ رقم کا ایک حصہ حوالے کرنے پر مجبور کیا گیا، اور آئندہ ان خرابیوں کے سدباب کی نسبت ایک حد تک کوشش عمل میں لائی گئی۔ نمک کے محاصل میں اضافہ کیا گیا[1]، اور موسم خزاں میں عمائدین کی ایک مجلس نے بادشاہ کو "پینکارست" یا فروخت شدنی اشیا پر پانچ فیصد محاصل پیش کیے۔

تاہم ہنری ایک ہاتھ سے جو کچھ حاصل کرتا تھا اپنی معمولی بے احتیاطی سے دوسرے ہاتھ سے خرچ کر دیتا تھا۔ اس طرح جو رقم حاصل کی گئی اس کا بیشتر حصہ پیرس میں

---

[1] سلی جس وقت اپنے مخالف شاہ ہنری کے خزانے کو معمور کرنے کے لئے کچھ کوشش کر رہا تھا فلپ نے ایک زیادہ مختصر طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔ ۲۰ رنومبر ۱۵۹۶ء کو اس نے سرکاری طور پر ان تمام مفوضات و مکفولات کو منسوخ کر دیا جن کے رو سے شاہی علاقے کے محاصل کو اس رقم کے معاوضے میں رہن کر دیا گیا تھا جو اس کو پیشگی دی گئی تھی۔ اس عام تنسیخ کے لئے اس نے یہ عذر تراشا کہ عیاشیت کے لئے اس کی ساعی نے اسے مفلس بنا دیا تھا، اور قرضہ دہندگان اس سے فائدہ اٹھا کر دولتمند بنتے جا رہے تھے۔ لیکن اس فعل نے ایک عظیم خوف وہراس پیدا کر دیا۔ بڑے بڑے سوداگروں اور بینکروں نے ادائیگی روک دی اور اسپین کی مالی نیک نامی کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ ان سے آسانی کے ساتھ نجات نہیں نصیب ہوئی

پورٹو کیریرو امینس کو مسخر کر لیتا ہے۔ ۱۱ مارچ ۱۵۹۷ء

رنگ رلیوں میں ٹالا گیا، جب کہ یک بیک یہ خبر پہنچی کہ دولنس کے گورنر پورٹو کیریرو نے دھاوا کر کے امینس کے اہم شہر پر قبضہ کر لیا ہے (۱۱ مارچ ۱۵۹۷ء)۔ ''ووبس''، ہنری نے کہا، ''ہم شاہ فرانس کا کھیل کھیل چکے، اب پھر ناوار کے بادشاہ بننے کا وقت آگیا ہے۔'' بائیرن کو روانہ کیا گیا کہ فوراً امینس کا محاصرہ کر لے۔ جون میں خود بادشاہ ایک لشکر لے کر روانہ ہوا جس میں مانٹمرنسی، مائین اور ایپرنن بھی موجود تھے، جس سے ظاہر تھا کہ قدیم مخاصمتیں تقریباً ختم ہو چکی تھیں۔ انگریزوں اور ولندیزیوں نے بھی پچھلے سال کے عہد نامہ اتحاد (اگست تا اکتوبر ۱۵۹۶ء) کے بموجب امدادی دستے روانہ کئے۔ ۳ ستمبر کو پورٹو کیریرو کا انتقال ہو گیا۔ آرچ ڈیوک البرٹ، فلپ کے حالیہ عمل انکاری کے باعث قرض سامان رسد فراہم نہ کر سکنے کی وجہ سے ۱۲ ستمبر تک متعینہ فوجی دستے کی امداد کے لئے روانہ ہونے سے قاصر رہا۔ اس کے بعد وہ خود کو ایک بہتر فوج کے بالمقابل پا کر ''ایک مُلّا کی طرح'' پسپا ہو گیا، اور آخر کار ۱۹ ستمبر ۱۵۹۷ء کو امینس واپس ملا۔ ہنری نے

امینس کی واپسی ۱۹ ستمبر ۱۵۹۷ء

اب اسپین کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے لئے اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھانے کی ٹھان لی۔ فلپ نے اس سے انکار نہیں کیا۔ مرض سے جاں بلب ہو کر، اور اس امر سے آگاہ ہوتے ہوئے کہ زندگی کا آفتاب غروب ہونے کو ہے، اور یہ کہ اسپین جنگ کی شدائد و مشکلات کو زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کا کمزور بیٹا اس بات میں کامیاب نہ ہو سکے گا جس میں وہ خود ناکام رہا، اپنے ملک کو صلح و امن کی حالت میں چھوڑ جانے کے لئے متردد تھا۔

فلپ التوائے جنگ پر راضی ہو جاتا ہے

لہذا وہ التوائے جنگ اور آئندہ جنوری میں شرائط صلح کے قطعی تصفیے کے لئے ورواں میں کانفرنس منعقد کرنے پر راضی ہو گیا۔ ہنری عزم کر چکا تھا کہ خارجی مداخلت کے بغیر برٹنی کے امور کا تصفیہ کرے، شمشیر کو بے نیام کئے بغیر ہی وہ اس میں کامیاب رہا۔ اب جبکہ اسپین نے اپنی امدادی فوج واپس طلب کر لی تھی۔ اہل برٹنی نے کامیاب

ڈیوک دی مرکور کی اطاعت ۲۰ مارچ ۱۵۹۸ء

مدافعت سے مایوس ہو کر مرکور کے ڈیوک کا ساتھ چھوڑ دیا اور ڈیوک کو بمقام اینجرس اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس نے

بریٹنی کی گورنری حوالے کردی اور اپنی بیٹی کی بادشاہ کی محبوبہ گیبریلی دے اسٹرے کے ناجائز بیٹے سیزر سے شادی کردی اور اس کے معاوضے میں وظیفہ حاصل کیا۔ اس طرح آخرکار تمام مدافعت و مزاحمت کا خاتمہ ہوگیا اور فرانس پھر ایک دفعہ متحد و متفق ہوگیا۔

بادشاہ کو اب ہیوگیناٹوں کے شکایات کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا پیرس میں داخل ہوتے ہی اس نے فرمان بابت ۱۵۷۶ء اور معاہدات برجراک و فلیکس میں اضافہ کردہ ترمیمات کے ساتھ دوبارہ شائع کیا۔ چونکہ وہ اب ان کا محافظ نہیں رہ سکتا تھا اور نہ کسی اور کو یہ حیثیت بخشنا چاہتا تھا اس لئے ہیوگیناٹوں کو اجازت دے رکھی تھی

فرمان نانت ۱۵ اپریل ۱۵۹۸ء

کہ وہ مدافعت کے لئے ایک جاگیری نظام میں اپنی تنظیم عمل میں لائیں، اور اس طرح دس صوبہ جات قائم کئے گئے تھے، ہر ایک صوبے میں ایک منتخب اسمبلی اور دس ارکان کی ایک مجلس عمومی تھی اور ان ارکان کا انتخاب اسمبلیوں کی جانب سے عمل میں آتا تھا لیکن ہیوگیناٹ مطمئن نہ تھے وہ شکایتیں کرتے تھے کہ یہ مراعات ان کے لئے ناکافی تھے اور یہ کہ اکثر و بیشتر ان کی بے احترامی کی جاتی تھی۔ جمعیت کے جو ارکان، خواہ وہ امیر ہوں یا شہری، اس کی اطاعت قبول کر لیتے تھے۔ انھیں اجازت دے دی جاتی تھی کہ اپنے حدود کے اندر پروٹسٹنٹ مذہب کے رسوم کو ممنوع قرار دیا جائے، اور ہیوگیناٹوں کو کیا ضمانت تھی کہ ایک ایسا شخص جو اس قدر آسانی کے ساتھ اپنا مذہب بدل دے، دوسروں کی حفاظت کرے گا؟ لہذا اُن کا مطالبہ تھا کہ اس وقت تک جو مراعات انھیں عطا کی گئی ہیں ان کی زیادہ باقاعدہ طور پر توثیق کی جائے، فرانس کی تمام دو پارلیمانوں میں "چیمبر سامی پارٹیز" کے نظام کی توسیع کی جائے اور تمام خدمات پر اُن کو مقرر کیا جائے۔ بادشاہ سخت بے اطمینانی کے باوجود جو بعض وقت کھلم کھلا جنگ کی صورت اختیار کرنے کا خطرہ پیدا کر دیتی تھی، اس وقت تک ان کے مطالبات کی تکمیل سے انکار کرتا رہا، کیتھولک لوگوں کے آپس میں سمجھوتہ کر لینے تک یہ مسلک مخدوش رہتا اور یقیناً ناکام بھی ہوتا، کیونکہ ہنری میں اپنے مواعید کی تکمیل کی کافی قوت نہیں تھی۔ لیکن اب جبکہ وہ حقیقی معنوں میں فرانس کا مالک بن گیا تھا، نہ اس کے پاس کوئی بہانہ تھا اور نہ اس کا ارادہ مزید تاخیر کا تھا۔ درحقیقت کچھ عرصے سے گفت و شنید جاری تھی جو بالآخر فرمان نانت

کا موجب ہوئی اور جس کی اشاعت ۱۵ اپریل ۱۵۹۸ء کو عمل میں آئی۔ اس مشہور فرمان کے فقرات عہد نامہ برجراک بابت ۱۵۷۷ء کے فقرات سے بہت ملتے جلتے تھے، ہیوگیناٹوں کو اجازت دی گئی کہ ان تمام شہروں میں نماز ادا کی جائے جن کو عہد نامہ میں مختص کیا گیا تھا یا جہاں جہاں وہ ۱۵۹۶ء یا ۱۵۹۷ء میں ادا کرتے تھے؛ علاوہ ازیں ہر علاقے کے ایک شہر میں اور پروٹسٹنٹ امرا کے جاگیرات میں بھی اجازت دی گئی۔ ان امتیازی شہروں میں انھیں کلیات و مدارس قائم کرنے اور کتابیں طبع کرنے کی بھی اجازت ملی۔ لیکن ۱۶۰۶ء تک حسب سابق پیرس اور اس کے اطراف چھ فرسنگ کا علاقہ بطور خاص مستثنیٰ قرار دیا گیا اور بادشاہ نے اُن کی تائید کے لئے سالانہ ایک معین رقم دیتے رہنے کا وعدہ کیا، مگر اسی شرط پر کہ پروٹسٹنٹ اپنی جانب سے آمدنی کا دسواں حصہ ادا کریں۔ جن مقدمات میں ہیوگیناٹوں کا تعلق ہو ان کی تحقیقات عمل میں لانے کے لئے پیرس، روان، اور رینس کی پارلیمانوں میں مخصوص "چیمبرس ڈی لے ایڈٹ" Chambres de l, Edit قائم کئے جائیں جن میں کا ایک جج پروٹسٹنٹ ہو؛ اور جنوب میں کیاسٹرس، بورڈو اور گیب کے تین چیمبریں می پارٹیز" Chambres mi Parties Diet کو بھی یہی اختیارات حاصل رہیں۔ سب سے آخر میں یہ کہ ہیوگیناٹوں کو مجالس انتظامِ امور کلیسا کے انعقاد، تمام کلیات اور مدارس میں داخلے کی اجازت دی گئی، تمام دفاتر کے دروازے ان کے لئے کھول دیے گئے اور انھیں اپنے مذہب کی وجہ سے کسی طرح کی بھی تکلیف باقی نہیں رہی ان کو ان آٹھ شہروں کا قبضہ دے دیا گیا جن پر وہ آٹھ سال سے قابض چلے آتے تھے، لیکن شرط یہ تھی کہ وہاں کیتھولک لوگوں کو نماز کی اجازت دی جائے۔ اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ہیوگیناٹ فرانس کی آبادی کے بارھویں حصے سے زیادہ نہ تھے، یہ شرائط ان کے توقعات کے موافق تھے، اور غالباً فرانس کی موجودہ حالت میں اتنی ہی توقع کی جاسکتی تھی؛

لیکن جس اصول پر اس فرمان کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ سراسر غلط تھا۔ اس کو بہ مشکل ایک عام رواداری کا فرمان کہا جاسکتا ہے، کیونکہ بجز کالوینی مذہب کے اور کسی مذہب کو اجازت نہیں دی گئی تھی۔ مزید براں انفرادی امرا کو، اور خاص شہروں میں جماعتوں کو عبادت کے امتیازی حق کی رعایت، ہیوگیناٹوں کی خود مختاری اور علٰحدگی پر اور زور دینا، جاگیریت اور وفاقی جمہوریت کے انتشاری رجحانات کو مستقل کر دینا مقصود تھا، جن میں مذہبی

جنگوں نے شدت پیدا کر دی تھی اور جن سے فرانس کو ابھی دو چار ہونا باقی تھا۔ جس وقت تک کوئی بادشاہ تخت پر متمکن اور اس فرمان کے نفاذ پر رضامند رہا اس وقت تک تو مفاہمت اطمینان بخش طور پر قائم رہی، لیکن اس کے بعد فرمان کے دوامی نفاذ کا امکان روز بروز گھٹتا گیا۔ ہیوگینانٹ کچھ تو مدافعت ذاتی کی غرض سے اور کچھ اُن سیاسی اغراض و مقاصد کے پیش نظر جن کی آبیاری اس فرمان نے کی تھی، ان شہروں کو جو انھیں عطا کئے گئے تھے، ایک نیم خود مختار وفاقیہ کی صورت میں منظم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، اور جب اِن کو روکنے کے لئے ریشلو نے بتکمیل فرمان کے طور پر اِن ضمانتوں سے محروم کر دیا تو وہ لوئی چہاردہم کے ظلم و ستم اور تعصب کے آگے بے پناہ رہ گئے۔

ہنری جس زمانے میں فرانس سے مخالفت کے آخری آثار کو دور کر رہا تھا، اسپین کے ساتھ بھی گفت و شنید جاری تھی، اور ۲ مئی کو صلح ورواں پر دستخط ہو گئے۔ اسپین نے گزشتہ جنگ کے دوران میں فرانس میں جو فتوحات حاصل کی تھیں

صلح ورواں ۲ مئی سنہ ۱۵۹۸ء

اُن تمام کا باستثنائے کمبرے تخلیہ کر دیا گیا، اور ہنری نے ضلع تارو لے واپس کر دیا۔ سیوائے کے ڈیوک نے بھی اسی موقع پر مصالحت کر لی اور برسی حوالے کر دیا کیونکہ پر وانس میں صرف یہی ایک مقام اُس کے قبضے میں تھا، اور سلیوسس کی نوابی کا، جس کو اُس نے سنہ ۱۵۸۸ء میں مسخر کر لیا تھا، مسئلہ پوپ کی ثالثی میں پیش کیا گیا[۱]۔ صلح میں نہ تو ولندیزیوں کو شریک کیا گیا نہ انگریزوں کو۔ ولندیزوں نے ایسے عہد نامہ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا جو ان کی خود مختاری تسلیم نہ کرے، اور ایلیزبتھ فرانس اور اسپین میں تسلسل جنگ سے ناخوش نہ تھی۔ بلکہ اُس نے اِس گفت و شنید سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور فلپ کو یہاں تک مشورہ دیا کہ وہ برسی اور فلشنگ کے معاوضے میں، جن پر وہ اتنا قابض تھی، کیلے کا انگلستان سے الحاق کر دے۔ لہٰذا ہنری نے اپنے متحدین کے لئے

---

[۱] ۔ سالوزو واقع پیڈمانٹ کی مارکوئیسی عہد نامہ کیتو کمبر یسیس کی رو سے فرانس سے ملحق کی گئی (دیکھو صفحہ ۳۱۶) ہنری چہارم نے برسی، بیوگے، اور گلس کے معاوضے میں ڈیوک آف سیوائے سے حاصل کر لیا۔

بس یہ حقوق حاصل کرنے پر اکتفا کی کہ چھ مہینے کے اندر ہی اندر وہ بھی اس عہد نامے کے فریق بن جائیں۔

خاتمہ

عہد نامۂ ورواآن نے یورپ کے سیاسی جغرافیہ میں بدقت ہی کوئی تغیر پیدا کیا۔ اُس کی اہمیت نوان تبدیل شدہ حالات میں پائی جاتی ہے، جو اس کے ساتھ ساتھ یا اس کے بعد پیش آئے۔ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے چند ماہ بعد فلپ دوم نے بہتر سال کی عمر میں اسکوریل میں، (جو اس کے عہد کی سب سے بڑی یادگار ہے اور لیکن قصر خانقاہ اور مزار کا ایک مشترک نمونہ ہے انتقال کیا (۱۳ ستمبر ۱۵۹۸ء)۔ اگر فلپ زیادہ دانشمند ہوتا تو وہ ہندرستان کی اطاعت کو برقرار رکھتا اور اُس کی نوآبادیات اور صنعت وحرفت سے فایدہ اُٹھاتا۔ وہ اپنے ملک کے وسایل وذرایع اور آئینی آزادیوں میں ترقی دیتا، اور امریکہ سے تجارت کرکے اس کو متمول بنا دیتا۔ ترکوں کے خلاف اسلحہ استعمال کرسکتا، اور خود کو بحر روم کا مالک اور اسپین کو متحد و متمول بنا دیتا۔ لیکن زیادہ عظیم الشان تجاویز پر مصر رہنے کی وجہ سے وہ تباہی کے ساتھ ناکام رہا۔ کیتھولک ردعمل کی رہنمائی، اور اسپینی افضلیت کے اساس پر، وحدت کلیسا کے دوبارہ قیام کی کوشش برباد ہوگئی۔ آرمڈا کی شکست نے انگلستان کو اسپین اور روما دونوں سے بچالیا۔ صوبہ جات متحدہ نے اپنی مذہبی آزادی حاصل کرلی تھی۔ اسی اثناء میں اسپین وسیع جد وجہد کے مسلسل مصارف سے خالی اور اندرون ملک آفت خیز مسالک کے قیام و تسلسل سے (دیکھو صفحہ ۳۳۸) نہایت سرعت کے ساتھ زوال پذیر تھا۔ فلپ کی موت کے بعد اس ملک کی شاہی نسل بہت جلد بگڑ گئی،

صلح ورواان کے موقع پر یورپ کی حالت

اسپین کا زوال

اور گھٹتی آبادی، صنعت و حرفت کے تعطل اور وسائل و ذرائع کی قلت کے باعث اس کو کنارہ کشی اختیار کرنے اور فوقیت کی کشمکش کو دوسروں کے حوالے کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

تاہم کیتھولک ردعمل جس کی روح رواں فلپ تھا، کامیابیوں سے معرا نہ تھا۔ اگر انگلستان، متحدہ ہندوستان اور سلطنت ہائے اسکینڈینیویا قطعی طور پر روما سے علیحدہ ہو گئے تھے تو اسپین اور اٹلی میں پروٹسٹنٹ مذہب کا کامل طور پر قلع قمع کیا گیا۔

کیتھولک ردعمل کامیابیاں

اور ۱۵۸۷ء میں سجمنڈ نے پولینڈ میں کیتھولک مذہب پھر قائم کر دیا۔ فرانس میں اگر ہیوگیناٹوں نے رواداری حاصل کی بھی تو وہ بقا پذیر نہ تھی، اور کیتھولک مذہب نہ صرف بادشاہ کو مسخر کرنے میں کامیاب ہوا بلکہ دوبارہ اُس کو مملکت کے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ جرمنی میں بھی وسط صدی سے پروٹسٹنٹ مذہب کی ترقی رُک گئی تھی یسوعی فرقے نے اس وقت تک نہ صرف عوام میں تبلیغی اور تعلیمی کام کی بدولت، بلکہ روسا کے مسلک پر بھی اپنا اثر مترتب کر دیا تھا۔ بویریا میں البرٹ سوم (سنہ ۱۵۵۰ تا سنہ ۱۵۷۹) نے پروٹسٹنٹوں کو نکال باہر کر دیا اور اپنی نوابی کو کیتھولک مذہب سے وابستہ کر دیا۔ سنہ ۱۵۷۶ میں روڈالف دوم، آسٹریا کے اہم ترین علاقوں میں اپنے باپ میکسی ملین کا جانشین ہوا[1]، اور شہنشاہ منتخب کیا گیا۔ میکسی ملین لوتھر کے مذہب کی جانب نیم مائل تھا۔ روڈالف جس نے اپنی ماں کے زیر اثر جو چارلس پنجم کی بیٹی تھی، اور مابعد دربار اسپین میں تعلیم پائی تھی کٹر کیتھولک تھا۔ اس نے وائنا سے پروٹسٹنٹ مبلغین کو برطرف کر دیا اور سلطنت میں کیتھولک مسلک کی تائید کی۔ لوتھری اور کالوینی مذاہب کے مابین، جن کی سرکردگی علی الترتیب سیکسنی اور پلاٹینیٹ کے ایلکٹرس کر رہے تھے، رونما شدہ اختلافات بھی کیتھولک مذہب کے موافق تھے۔ اِن حالات کے تحت صلح آگسبرگ کے متنازعہ فیہ فقرات پر جھگڑوں کا پیدا ہونا ناگزیر تھا (دیکھو صفحہ ۳۰۵، ۳۰۶)

---

[1] اس کے بھائی فرڈیننڈ اور چارلس نے ٹائیرل اور اسٹائیریا حاصل کیا۔ فرڈیننڈ دوم کے تحت یہ پھر آسٹریا سے خاص سے ملحق کر دئیے گئے اور آسٹروی مقبوضات ناقابلِ تقسیم قرار دے کر حسبہ اعلان کیا گیا (سنہ ۱۶۲۱)

کیتھولک فرقہ، مجلس (Diet) میں ماگڈیبرگ کے اسقف کی نشست کی حقیقت
پر معترض تھا اور ۱۵۸۱ء میں گیبھارڈ ٹرکسس کو کولون الکٹری علاقے سے بھگا دیا گیا تھا،
کیونکہ ان دونوں اعلیٰ پادریوں نے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا۔
ان دونوں مذاہب کے متبعین کے مابین تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے
گئے۔ سی سالہ جنگ دور سے آنکھیں دکھا رہی تھی، اور یہ ایک ایسی جنگ تھی جس میں
پراٹسٹنٹ مذہب کو کامیابی حاصل کرنا تھا لیکن زائد از یک صدی کے لئے جرمن

جرمنی کی غیر منظم حالت

قومیت وحدت، اور تقریباً ساری جرمن خود مختاری کھو چکنے،
نیز قومی خوشحالی اور ذہنی ترقی کو بے دست و پا بنا دینے
کے بعد۔

یہ سچ ہے کہ فرانس اپنی چھتیس سالہ خانہ جنگیوں کی بدولت سخت مشکلات
میں مبتلا ہو گیا، تجارت اور صنعت و حرفت تباہ ہو گئی، اور اس کی مالیات پر سخت مشکلات آپڑیں،

حالات فرانس

اس کے نظام نظم و نسق کی زر پرستی میں اضافہ ہو گیا۔
مجلس طبقات اور پارلیمان اور جیات دستوری کے نمایندے اعتماد
کھو چکے تھے، اول الذکر اپنے کسی وقت کے انتہا پسند خیالات کی وجہ سے، اور دونوں
جمعیتوں کی ماتحتی اختیار کرنے کی وجہ سے، بے اعتماد ہو چکے تھے۔ خانہ جنگیوں کے
دوران میں اور ہنری چہارم کی جانب سے ان کی مخالفت مول لینے کے نظام کی
بدولت، امرا کے اقتدار اور ان کی ذاتی اہمیت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ کالوینیت
کی ترقی کے ساتھ ساتھ وفاقی جمہوریت کی خواہش بھی ترقی پذیر تھی۔ یہ تمام امور خانہ جنگیوں
کے نتائج تھے۔ تاہم ان سب خانگی نفاق و شقاق اور منافرتوں سے فائدہ پہنچا تو
شاہی اقتدار و اعزاز کو۔ وہ ہنری ہی تھا جس نے بالآخر اپنے ملک کو امن و امان بخشا

تجدید اختیارات شاہی

اور اپنی رعایا کو احسان مند بنایا۔ وہی تھا جس کو ان خرابیوں سے
جن میں جیات انہی کے اعضا مبتلا تھے، اور اپنی رعایا کے نفاق و شقاق
سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ امرا واقعی خطرناک تھے لیکن
ہنری چہارم ان کی سازشوں کو شکست دینے میں کامیاب رہا۔ اس کے لائق وزیر سلی
نے اگرچہ وہ متکبر اور خود بیں تھا، مالیات کی تنظیم جدید کی اور رواج یافتہ رشوت ستانی اور

خرابیوں کے انسداد میں بھی کچھ کامیابی حاصل کی۔ ملک کی عود کرانے والی حیرت ناک طاقتیں اُس کی مدد کے لئے آگے بڑھیں۔ اور فرانس نے اپنے اولوالعزم بادشاہ کی دانشمندانہ لیکن کسی قدر خود غرضانہ حکومت میں اقوام یورپ میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیا اگر ہنری زیادہ دن زندہ رہتا یا ایک قابل بیٹا اس کا جانشین ہوتا تو غالباً سی سالہ جنگ نہ ہوتی یا جلد ختم ہو جاتی۔ ممکن تھا کہ خاندان ہیپسبرگ ملیامیٹ ہو جاتا، اور فرانس یورپ میں ایک خطرناک تفوق حاصل کر لیتا۔ سنہ ۱۶۱۰ء میں ہنری چہارم کے قتل نے اس کو صورت پذیر ہونے نہ دیا۔ فرانس اُس کی موت کے بعد ایک کمزور اقلیت اور ایک آفت رسیدہ ریجنسی کا شکار بن گیا، اور یورپ کو لوئی چہاردہم کے عہد حکومت تک فرانسیسی تفوق واقتدار سے خائف ہونے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

تمت

تعلیق طبع ہفتم

اس طبع میں میں نے چند اصلاحیں کی ہیں، اور جو اصلاحیں اصل کتاب میں نہیں ہوسکتی تھیں، انھیں ضمیمۂ چہارم میں رکھا ہے۔

فہرست نقشہ جات

دیباچہ

اس سلسلہ کتب کے مدیر (یا مولف) نے طوالت کے متعلق مجھ پر جو قیود عائد کی ہیں ان سے میں مجبور ہوا کہ ذیل کے دو متبادلات میں سے کسی ایک کو اختیار کروں۔ یا تو مجھے اس پر قناعت کرنا پڑتا کہ یورپ کے اس دور کی مکمل تاریخ کا ایک نہایت ہی سرسری خاکہ کھینچ دوں، یا کسی اصولِ انتخاب پر عمل کروں۔

مسٹر لاج نے اپنی "تاریخ جدید یورپ" میں جس کام کو عمدگی کے ساتھ انجام دیا ہے اسی کا اعادہ نامناسب سمجھکر میں نے دوسرے متبادل کو اختیار کیا ہے اور اپنے موضوع کو صرف مغربی یورپ کی زیادہ عظیم الشان دول تک محدود رکھا۔

اس قسم کا انتخاب چنداں نامناسب نہیں ہے، کیونکہ انھی دول کے مسلط ہونے کی کشمکش ہے جو تمام دوسرے مسائل کے تحت ہے، جو ہر تحریک پر (حتیٰ کہ مذہبی تحریکات تک) بھی اثر انداز ہوتی اور تاریخ عالم کے اس ذوی الجہات اور پیچیدہ دور میں یکسانی پیدا کر دیتی ہے۔

لہٰذا یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے اس میں انگلستان اور شمالی و مشرقی یورپ کے امور کا حوالہ نہ پائیں گے، بجز اس حد تک کے جہاں کہ ان کا خارجی مسلک اس عظیم پیکار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

مسٹر آرمسٹرانگ خاص کر تاریخ اسپین کے امور میں امداد دینے کے باعث اور مسٹر فلیچر، چھاپے کی تصحیح کی اور اپنی مشفقانہ تنقید کے سبب سے میرے بہترین شکریے کے مستحق ہیں۔

آکسفورڈ۔ مئی ۱۸۹۷ء

دیباچہ طبع چہارم

میں اپنے ناقدین اور خصوصاً مسٹر آرمسٹرانگ اور مسٹر فادرنگ ہام کا متعدد کارآمد مشوروں کے معاوضے میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آکسفورڈ۔ جنوری ۱۹۰۳ء

ضمیمۂ اوّل

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں فرانسیسی دستور

مقابلہ کیجئے:۔

گاسکے: فرانس کے سیاسی و معاشری ادارات (Institutions Politiques et Sociales de la France)

شیروئل: ادارات فرانس کا تاریخی لغت (Dictionnaire Historique des Institutions de la France)

۱۔ مرکزی نظم و نسق مجلس شاہی یا مجلس مملکت۔ ملک کی اعلیٰ عاملانہ مجلس۔ مجلس اعلیٰ کی تنظیم کے وقت تک مذکورہ مجلس اپنے احکام انتظامی کے ذریعے سے وضع قوانین کے اختیارات، نیز عدالتی اختیارات عمل میں لاتی تھی

(۱) بعض اوقات ذی اقتدار عدالتوں کے آخری مرافعات کی سماعت کرتی تھی۔

(۲) مفاد عامہ کے مقدمات دوسری عدالتوں سے اپنے وہاں طلب کر لیتی تھی۔

(۳) سرکاری عہدہ داروں کے خلاف شکایات کی سماعت کرتی تھی۔ یہ عدالتی اختیارات

بعد میں ادارات ذیل کو سپرد کئے گئے :-

(الف) مجلس اعلیٰ اس کی تنظیم مختتم طور پر ۱۴۹۷ء میں اس غرض سے ہوی کہ دوسری ذی اقتدار عدالتوں کے متنازعہ فیہ حدود اختیارات کے جو مسایل پیدا ہوں ان کا تصفیہ کرے مگر اسے زیادہ اہمیت کبھی نہیں حاصل ہوئی۔ اس کی ترکیب سپہ سالار، چانسلر، شہزادگان اور عہدہ داران مملکت سے ہوتی تھی۔

(ب) مجلس خاص یا فریقوں کی مجلس یہ مجلس مذکورہ کی ایک عدالتی ذیلی مجلس تھی جو سترھویں صدی میں قائم ہوی۔

مجلس شاہی کے تحت محرروں (امرائے عرض) کا ایک گروہ مختلف محکمہ جاتی مجلسوں کا کام کرتا تھا مثلاً محکمۂ جنگ، محکمۂ مال۔

۲- عدالتہائے مرکزی

(الف) پیرس کی پارلیمنٹ ملک کی مرکزی عدالت ہے جو تمام ماتحت عدالتوں سے مرافعات کے سننے میں مجلس اعلیٰ کی شریک ہے۔

یہ عدالت

(۱) احکام نظربندی یا احکام امتناعی بھی جاری کرتی تھی (۲) تمام شاہی احکام، معاہدات صلح اور دوسرے سرکاری دستاویزوں کی رجسٹری کرتی تھی اور لوئی یازدہم کے عہد سے رجسٹری نہ کرنے کے حق کی بھی دعویدار تھی، یہ حق بتدریج حق امتناع تک پہنچ گیا لیکن بادشاہ اس کے حق امتناع کو اس طرح مغلوب کر دے سکتا تھا کہ ایک جلسۂ عدالت منعقد کرے یعنی پارلیمنٹ کو امرائے فرانس اور عہدہ دارانِ مملکت کے سامنے باقاعدہ جمعیت میں طلب کرے اور اسے رجسٹری کا حکم دے۔

اس کے ارکان مادام الحیات عہدہ دار ہوتے تھے اور لوئی یازدہم سے

عہد سے ایسا ہوا کہ وہ اس وقت تک ناقابلِ علیحدگی ہوتے جب تک کہ وہ کسی تعزیری جرم میں سزایاب نہ ہوں۔ چونکہ رکنیت عام طور پر بادشاہ سے خرید لی جاتی تھی اس لئے وہ قابل فروخت ہوگئی اور ہنری چہارم کے عہد کے بعد عملاً موروثی ہوگئی۔

پارلیمنٹ پانچ عدالتوں میں منقسم تھی:۔

(۱) ایوانِ اعظم	یہ ایوان زیادہ اہمیت رکھنے والے تمام مرافعات کی اور ان مقدمات کی جن کا تعلق امراء سے ہوتا تھا سماعت کرتا تھا نیز

غداری کے مقدمات اور شاہی عہدہ داروں اور پارلیمنٹ کے ارکان کے خلاف فوجداری کے الزامات کی سماعت کرتا تھا۔

(۲)۔ ایوان عرض	چھوٹے چھوٹے مقدمات کا ابتدائی فیصلہ کرتا تھا۔
(۳)۔ ایوان تحقیق	چھوٹے چھوٹے مرافعات کی سماعت کرتا اور ایوانِ اعلیٰ کے لئے زیادہ اہم مرافعات طیار کرتا تھا۔
(۴)۔ ایوان فوجداری	کم اہمیت کے مقدمات فوجداری کی سماعت کرتا تھا۔
(۵)۔ ایوان احکام	یہ ایوان ۱۵۹۸ء کے فرمان نینٹس کے بعد اس غرض سے قائم کیا گیا کہ کیتھولکوں اور ہیوگوناٹوں کے مقدمات کا فیصلہ کرے

ججوں میں ایک یا دو کا پروٹسٹنٹ ہونا ضروری تھا۔

(ب)۔ ایوان محاسبی	شاہی مملکت سے متعلقہ تمام مالی معاملات پر اختیار عمل میں لاتا تھا۔ ناظموں کے حسابات کی تنقیح کرتا تھا، شاہی مملکت سے متعلقہ

فرامین کی رجسٹری کرتا تھا اور مستاجرانِ خاص کی وفاداری و اطاعت شعاری کا اندراج کرتا تھا اس کے اختیارات دیوانی کے تھے فوجداری کے نہیں تھے۔

ج۔ عدالتِ امداد	محاصل سے متعلقہ مقدمات میں دیوانی اور فوجداری کے اختیارات

عمل میں لاتی اور ان تحصیلداروں کے حسابات کی تنقیح کرتی جو راست محصول جمع کرتے تھے۔

۳۔ مقامی انصاف و نظم و نسق

صوبجاتی پارلیمنٹیں اپنے حدود رقبہ جاتی کے اندر وہی اقتدار عمل میں لاتی تھیں جو پیرس کی پارلیمنٹ عمل میں لاتی تھی۔ یہ پارلیمنٹیں پندرھویں صدی میں حسب ذیل مقامات پر تھیں۔

تولوس	برائے صوبہ	لانگ دوک	مجریہ ۱۴۴۳ء
گرنیویل	"	وافینی	" ۱۴۵۴ء
بوردو	"	گیینی	" ۱۴۶۲ء
دیجون	"	برگنڈی	" ۱۴۷۷ء

سولھویں صدی میں حسب ذیل پارلیمنٹوں کا اضافہ ہوا:۔

ایکس	برائے	پراونس	۱۵۰۱ء
روئین	"	نارمنڈی	۱۵۱۵ء
وینیس	"	بریٹنی	۱۵۵۳ء

بعد میں پانچ کا اضافہ ہوا:۔

پو	برائے	بیرن	۱۶۲۰ء
تنز	"	سہ اسقفیان	۱۶۲۳ء
دوئے	"	فلینڈرز	۱۶۸۶ء
بیزانسون	"	فرانش کونتی	۱۶۷۶ء
نینسی	"	لورین	۱۷۶۹ء

ان میں اکثر صوبوں میں ان کے اپنے ایوان محاسبی اور عدالت امداد تھی۔

(۲)۔ ناظمان (اور ان کے ماتحت منصف)

(الف) شاہی علاقوں کے محاصل جمع کرتے تھے۔ (اور تحصیلدار باقاعدہ راست

محاصل جمع کرتے تھے)

(ب) چھوٹے چھوٹے مقدمات کی سماعت کرتے تھے۔

(ج) اپنے حدود نظامت کے ملکی و فوجی معاملات کا انتظام کرتے تھے۔ ان کے حدود اختیارات پارلیمنٹوں کے تابع تھے اور ان کے مالی حساب عدالتہائے محاسبی کے تحت تھے اور تحصیلداروں کے حساب کی تنقیح عدالت امداد کرتی تھی۔

لیکن فرانسس اول نے نئے عہدہ دار مقرر کئے یعنی دیوانی و فوجداری کے نائب اور ۱۵۶۰ء کے حکم کے بموجب ناظموں کے عدالتی فرائض ان کی جانب منتقل کر دیئے گئے۔ اس تاریخ کے بعد سے ناظموں کی اہمیت برابر زوال پذیر ہوتی گئی خاص کر جب رشلو نے قطعی طور پر صوبہ وار مقرر کر دئے۔

فرانسس اول نے سرحدی صوبوں میں بارہ لفٹنٹ جنرل بھی مقرر کئے۔ خانہ جنگی کے زمانے میں یہ صدر نائبان اکثر صوبوں میں مقرر ہو گئے اور اب کہ یہ نائب والی کہے جانے لگے تھے انھوں نے اپنے کو اس قدر طاقتور بنا لیا گویا بالکل بادشاہ ہو گئے۔ ہنری چہارم نے ان والیوں کو اپنا جانبدار بنا لینے کی سعی کی مگر رشلو کے زمانے تک ان کا اقتدار قطعی طور پر مغلوب نہیں ہوا۔

(۳) ۱۵۵۱ء میں ہنری دوم نے پارلیمنٹوں اور ناظموں کی عدالتوں کے درمیان صدر عدالتیں مقرر کیں۔

(۴) امرا نے اب بھی اپنی جاگیری عدالتیں قائم رکھیں مگر ناظم ان عدالتوں پر رقیبانہ نظر رکھتے تھے اور اس لئے یہ عدالتیں اب امیر اور اس کے ماتحتوں کے معاملات تک محدود ہو گئی تھیں۔

قصبوں کو بلدی حکومت حاصل تھی اور یہ بلدی حکومت بہت مختلف النوع تھی مگر علی العموم ایک جمعیت عام پر مشتمل ہوتی تھی جو ایک مجلس بلدیہ کا انتخاب کرتی تھی اور پھر یہ مجلس بلدیہ اپنی باری میں ایک بلدیہ کا انتخاب کرتی تھی جو میر بلد اور شیر فوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ پیرس میں منصف امور تجارت نے میر بلد کی جگہ لے لی تھی۔ لیکن انتخاب کا حق یوماً فیوماً زیادہ خیالی ہوتا گیا۔ عہدہ دار بالعموم تاج کی جانب سے نامزد ہوتے اور اکثر بعوض نقد۔ قصبوں کی بھی عدالتیں ہوتی تھیں مگر ان کے

عدالتی اختیارات ہمیشہ محدود رہے اور انجام کار مین نکال لئے گئے۔

لیکن، پیرس میں ایک مختص عدالت تھی یہ منصف پیرس کے تحت عدالت شرطہ تھی (منصف پیرس کو منصف امور تجارت سے ممیز سمجھنا چاہئے) منصف پیرس کے اوپر ناظم نہیں ہوتے تھے۔ وہ شہر کی کوتوالی کا انتظام کرتا تھا اور قصبہ و ضلع کی جاگیری عدالتوں کے مرافعے کی سماعت کرتا اور ان مقدمات کی بھی سماعت کرتا جو مخصوص طور پر عدالت شرطہ کے لئے محفوظ ہوتے تھے، مثلاً وراثت املاک وغیرہ کے مقدمات۔

مجلس طبقات یہ مجلس تین ایوانوں پر مشتمل ہوتی تھی اور اس میں امرا، پادری، اور طبقۂ سوم تین مدارج کے نائبین شامل ہوتے تھے۔

طریقۂ انتخاب معینہ دن پر امرا، پادری اور اہل شہر حلقۂ ناظم کے خاص قصبے میں جمع ہوتے تھے۔

امرا اور پادری راست انتخاب سے۔ امرا اور پادری اپنی درخواستیں مرتب کرتے اور اپنے نائبین جدا جدا منتخب کرتے تھے۔

طبقۂ سوم دہرے انتخاب کے ذریعے سے۔ اہل قصبہ انتخاب کنندگان کی ایک جماعت کو منتخب کرتے اور یہ انتخاب کنندگان درخواست مرتب کرتے اور نائب کا انتخاب کرتے تھے۔

۱۴۸۴ء کے بعد دیہات کے کاشتکاروں نے انتخابی جماعت کے انتخاب میں حصہ لیا۔

بعض صوبوں میں ایک دوسرا طریق رائج تھا۔ چنانچہ لانگ دوک اور شامپین میں تینوں طبقات اپنے نائبین کا مشترک انتخاب کرتے تھے۔ بریٹنی میں ایک طبقے کے نمائندے دوسرے دو طبقوں کی جانب سے منتخب ہوتے تھے۔

طریق کار مجلس طبقات کے جمع ہونے پر ہر سہ طبقات ایک شاہی اجلاس میں طلب ہوتے تھے جس میں اس طلبی کے وجوہ بیان ہوتے تھے۔

پھر طبقات جدا جدا ہو جاتے تھے اور ہر طبقہ اپنی عام درخواست کے علیحدہ مرتب کرنے کی کارروائی کرتا تھا۔ تینوں درخواستوں کے بادشاہ کے حضور میں پیش ہو چکنے کے بعد مجلس طبقات برطرف کر دی جاتی تھی۔

اختیارات ابتدائے مجلس طبقات کی طلبی بحث مباحثہ کے لئے نہیں ہوتی تھی بلکہ بادشاہ کی مرضی کے سننے اور شکایتوں کے پیش کرنے کے لئے ہوتی تھی۔

یہ درخواستیں گرانقدر ہوتی تھیں کیونکہ مجلس طبقات اگرچہ بادشاہ کا جواب موصول ہوئے بغیر برطرف کر دی جاتی تھی مگر یہ درخواستیں اکثر شاہی احکام کی بنا ہوتی تھیں مختلف اوقات میں مجلس طبقات نے انھیں اختیارات کے حاصل کرنے کی سعی کی جو انجام کار میں انگریزی پارلیمنٹ کو حاصل ہوئے:۔

۱۔ بکثرت و باقاعدہ اجلاس۔

۲۔ ان کی درخواستوں کا جواب دیا جانا۔

۳۔ محصول و حکمت عملی پر اقتدار

۴۔ وزرا کا تقرر یا کم از کم یہ کہ (اپنے روبرو) ان کی ذمہ داری۔

لیکن، نمایاں کوششوں اور خاص کر ۱۳۵۵-۵۸ء، ۱۴۸۴ء (صفحہ ۲۶۸)، ۱۵۷۶ء (صفحہ ۴۹۵، ۴۹۶)، ۱۵۸۸ء (صفحہ ۵۰۵) کی کوششوں کے باوجود مجلس طبقات اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکی اور ۱۶۱۴ء کے بعد ۱۷۸۹ء تک اس کی طلبی ہی نہیں ہوئی۔

مجلس طبقات کی ناکامی کے اسباب بعض اوقات یہ کہا گیا ہے کہ مجلس طبقات فرانس کی نمایندگی نہیں کرتی تھی۔ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ باعتبار عدم ارتباط تقسیمہائے طبقاتی، فقدان حکومت مقامی، یہ فرانس کی بہت خوب نمایندگی کرتی تھی۔ پندرھویں اور سولھویں صدیوں کے حالات بھی حسب خواہ نہیں تھے۔ اس زمانے میں جنگ صد سالہ اور جنگہائے مذہبی نے فرانس کے لوگوں کو بادشاہ پر بھروسہ کرنے کی جانب مائل کر دیا تھا۔ جاگیری امرا کے امتیازات نے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات کے درمیان ہر طرح کے اتحاد کو روک دیا تھا، اور دفتریت کو یہ موقع دیدیا تھا کہ وہ ایسی قوت حاصل کر لے جسے بعد کو مغلوب کرنا ناممکن ہو جائے۔

لہذا، ناکامی کے اسباب کو سلسلہ وار اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) تین ایوانوں کی موجودگی اتحاد میں حارج ہوگئی تھی خاص کر اس وجہ سے کہ یہ ایوان طبقاتی تقسیموں کی نمایندگی کرتے تھے اور یہ تقسیمیں بہت گہری تھیں امرا کی

ایک ذات تھی جس کا انحصار رشتۂ خون پر تھا اور کلیسا کے اعلیٰ عہدے بھی ان امراہی سے پُر ہوتے تھے۔

۲۔ قصباتی شرفا کا کوئی ایسا طبقہ جیسا انگلستان میں تھا یہاں نہیں تھا کہ اس سے صوبوں کے نائٹوں کا انتخاب ہو سکے اور وہ دارالعوام کے اندر اہل شہر سے متفق ہو جائیں۔

۳۔ طبقۂ سوم کے نائبوں میں شاہی عہدہ دار جس قدر منتخب ہو جاتے تھے ان کی تعداد بالعموم بہت زیادہ ہوتی تھی۔

(۴) اورلیان کی مجلس طبقات (۱۴۳۹ء) نے احکام جندارمہ کے ذریعے سے ایک مستقل فوج قایم کردی اور اس سے یہ سمجھا گیا کہ اس نے ایک مستقل محصول (لگان شاہی) بادشاہ کے لئے منظور کر لیا ہے اور متعدد احتجاجوں کے باوجود بعد میں یہ محصول بادشاہ کی مرضی سے بڑھا دیا گیا تھا۔

(۵) چونکہ امرا اور پادری اس محصول امداد سے مستثنیٰ تھے لہذا ان دو طبقوں کے نائبین رقم پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش میں طبقۂ سوم کی تائید نہیں کرتے تھے۔ (اول الذکر طبقہ اس وجہ سے مستثنیٰ تھا کہ وہ جاگیری صف میں خدمت کرتا تھا اور ثانی الذکر اس وجہ سے کہ اسے قسّیسانہ امتیازات حاصل تھے) اس طرح رقم کا اقتدار مجلس طبقات کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

(۶)۔ انگلستان کے صوبوں کے مانند کوئی پرزور مقامی حکومت نہیں تھی۔ اصل اختیارات شاہی عہدہ داروں یعنی ناظموں اور بعد میں صوبہ داروں کے ہاتھوں میں تھے۔

صوبجاتی طبقات یہ صحیح ہے کہ ابتدائے فرانس کے تمام صوبوں میں صوبجاتی طبقات تھے جو تین مدارج پر مشتمل ہوتے تھے۔

(۱) متعدد صوبوں میں ان کی تخلیق مصنوعی تھی۔

(۲) ان میں بھی انھیں طبقاتی تقسیموں کی وجہ سے کمزوری آگئی تھی جن تقسیموں کی وجہ سے مجلس طبقات میں کمزوری آگئی تھی۔

چنانچہ پندرھویں صدی کے بعد متعدد صوبوں کے طبقات زایل ہو گئے اور

آخرالامر لوئی چہاردہم کے بعد صرف چار صوبوں میں یہ طبقات باقی رہے اور ان طبقات کو بھی امداد کی تشخیص سے زاید بہت کم کچھ اختیار حاصل تھا۔

کلیسا کلیسا کی عدالت و مجلس حسب ذیل تھی:۔

(۱) کلیسائی عدالتیں یورپ کے دیگر مقامات کی طرح ان عدالتوں نے بھی اپنے حدود و اختیارات کو بہت وسیع کرنے کی سعی کی تھی اور ان حدود میں وہ نہ صرف پادریوں کو بلکہ عام لوگوں کو بھی لینا چاہتے تھے، لیکن پندرھویں صدی کے اختتام تک ان کے اختیارات پادریوں اور غیر پادریوں کے ان جرائم تک محدود ہوگئے تھے جو اخلاق و قانون و مسلمات کلیسا کے خلاف ہوں جن معاملات کا تعلق مناکحت اور مرض الموت سے ہو یعنی طلاق و وصیت وغیرہ۔ کلیسائی عدالتیں اگر دنیاوی حدود و اختیارات میں کسی طرح پر دخل دینے کی سعی کرتی تھیں تو ان کے خلاف مرافعہ کیا جاتا اور یہ مرافعہ پیرس کی پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہوتا تھا۔

(۲) کلیسائی جمعیتیں سولھویں صدی اور اس کے بعد ان جمعیتوں میں پادری تاج کے لئے پیشکش منظور کرتے تھے۔

تاج اور پوپ کے ساتھ کلیسا کے تعلقات کی مزید تحدید و تعریف بورژ کے شہنشاہی حکم اور بولون کے پاپائی معاہدے کے ذریعے سے کردی گئی تھی۔

محصول

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں مداخل وسائل ذیل سے حاصل ہوتے تھے:۔

۱۔ املاک صرفِ خاص

(الف) جاگیری تعدیہ

(ب) عدالتی آمدنی

(ج) حقوق متعلقہ بادشاہ بہ حیثیت فرمانروا، مثلاً لاوارث غیر ملکیوں اور تمام ناجائز اولاد کی جایداد کی وراثت، املاک مردہ

کے عطیات کے جرمانے۔

(۲)۔ راست محاصل۔

(۱) بادشاہی لگان جو دو قسموں کا تھا۔

(الف) صوبجات مجالسی میں عام طور پر ایک محصول تھا جو زمین کی قیمت پر لگایا جاتا تھا اور جس کی باقاعدہ تشخیص صوبے کی جمعیت کے احکام کے تحت ہوتی تھی۔

(ب) فرانس کے دوسرے حصص (یعنی صوبجات غیر مجالسی) میں ایک محصول تھا جو شخص آمدنی پر لگایا جاتا تھا خواہ کسی ذریعے سے حاصل ہو، اور اس کی تشخیص نہایت ہی خود رایانہ طور پر تحصیلدار کرتے تھے جو عدالت محاسبی کے روبرو ذمہ دار تھے۔ وہ امرا جو فوجی خدمت انجام دیتے تھے، پادری، جامعات کے طلبہ، شاہی عہدہ دار اور بلدی ارباب اقتدار شاہی لگان سے مستثنے تھے۔ اس طرح عملاً محصول نیچے کے طبقے والوں پر عاید ہوتا تھا۔

(۲) پیشکش۔ یہ پادریوں پر وہ محصول تھا جس کی منظوری کلیسائی جمعیتوں سے ہوتی تھی۔۔

(۳)۔ بالواسطہ محاصل

(۱) امداد۔ اشیائے خوردنی، شراب اور دوسری چیزوں پر جو محصول عاید کیا جاتا تھا۔

(۲) محصول نمک۔ نمک شاہی اجارہ تھا اور ہر خاندان پر لازم تھا کہ اپنے ہر رکن کے لئے جو آٹھ سال سے زائد عمر کا ہو ایک معینہ مقدار نمک کی خریدے قیمت بہت زیادہ تھی مگر مختلف صوبوں میں مختلف تھی اور اسی طرح مقدار خریداری بھی مختلف تھی۔

(۳) کروڑگیری۔ ہر صوبے کی سرحدوں پر۔ آخر ایام میں کروڑگیری اس قدر سخت ہو گئی تھی کہ پیرس تک پہنچتے پہنچتے شراب کے ایک پیپے پر اس کی پوری قیمت کے برابر چنگی عاید ہو جاتی تھی۔

(۴) عہدوں کی فروخت۔ سولھویں صدی کے آخر تک شاید ہی کوئی شاہی عہدہ ایسا رہا ہو جس کی فروخت نہ ہوتی ہو۔

امداد، محصول نمک اور کروڑگیری اجارتی محصلوں کے ہاتھوں میں تھے جو بہت جبر کرتے تھے

ضمیمۂ دوم

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں فلورنس کا دستور

(۱) مبنی بر نظم انجمنہا (از ۱۲۸۲ء) مقابلہ کیجئے، فان ریمونٹ! لورنزو دی مدیچی (Lorenzo de Medici) جلد اول صفحات ۱۹ و ۶۷،
ولاری! فلورنس (Florence) صفحہ ۳۱۲۔

سات فنون کبریٰ۔
چودہ فنون صغریٰ۔
ہر ایک کے ساتھ اس کی مجلس، اس کے قنصل اور نائب قنصل۔ قابل انتخاب شہریوں کی تعداد پانچ ہزار منجملہ ایک لاکھ۔

۲۔ جماعت عاملہ حلقہ مرکب از سینوریہ ورفقائے ثلاثہ کبریٰ۔
سینوریہ کا تقرر دو ماہ کے لئے ہوتا تھا۔ اس کے ارکان سرکاری محل میں سرکاری خرچ سے رہتے تھے (اور باستثنائے معتمد وچانسلر کسی کو کچھ تنخواہ نہیں ملتی تھی)۔
اختیارات۔

(الف) بدائت وضع قوانین

(ب) اعلیٰ عاملانہ اختیار

(ج) پارلیمنٹ کے طلب کرنے کا حق

ارکان :۔ علم بردار عدل (اولاً قائم شدہ ۱۲۹۳ء)۔ اس کا پینتالیس کی عمر کا ہونا اور فنون کبرائیں سے کسی ایک فن کا رکن ہونا لازمی تھا۔ وہ تمام مجالس کی صدارت کرتا تھا اور فوج محافظ ملک کو طلب کر سکتا تھا۔ اولاً اس کا انتخاب مجالس کی طرف سے ہوتا تھا مگر بعد میں قرعے کے ذریعے سے اس کا تقرر ہونے لگا مقابلہ کیجئے بیان مابعد۔

(ب)۔ آٹھ ہوقتی صدر (مقدمین) شہر کے ہر حصے (محلّے) سے دو (ابتدائًان کا انتخاب فنون کی طرف سے ہوتا تھا۔ ان کا تیس برس کی عمر کا ہونا اور کسی انجمن کا رکن ہونا ضروری تھا۔ (۱۳۴۵ء سے چھ فنون کبرائی سے اور دو فنون صغریٰ سے)۔ ہر رکن تین یوم علم بردار کے ساتھ صدارت کرتا تھا اور جس تجویز کے قبول کرنے سے علم بردار انکار کرے اسے رائے کے لئے پیش کر سکتا تھا۔ (ضابطہ دار)

(۲) رفقاء۔

(الف) بارہ اصحاب خیر (نو فنونِ کبرائی سے اور تین فنونِ صغریٰ سے)۔ یہ لوگ مجلس خاص کی حیثیت سے اور سینیوریہ پر روک کے طور پر کام کرتے تھے۔

(ب) سولہ دستہائے محافظ ملک میں سے سولہ علم بردار (چار شہر کے ہر حصے سے) اور یہ سب رئیس عوام کے تحت ہوتے تھے۔

(ج) مقدمین کے نو اسیسر۔

استثناء:۔ روساء پاپاویہ۔ ان لوگوں کا تقرر ۱۲۹۶ء میں حامیان شہنشاہ کے بالمقابل شہر کے تحفظ کے لئے ہوا تھا مگر خطرے کے دفع ہو جانے کے بہت دنوں بعد تک وہ برقرار رہے۔ ان کی تعداد تین سے نو تک ہوتی تھی۔ دو مہینے کے لئے ان کا انتخاب ہوتا تھا اور ان کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جو حامیانِ شہنشاہ جلا وطن کر دیے جائیں یا مجرم قرار دیے جائیں ان کی ضبط شدہ

جائداد کی آمدنی کا انتظام کریں اور چونکہ یہ رقمیں کثیر ہوتی تھیں اس لئے روسا نے قلعوں، مدافعتوں، اور سرکاری عمارتوں کی درستی و قیام کا ذمہ لیا۔

سنہ ۱۳۵۸ء کے قانون کے بموجب روساء کے روبرو علانیہ یا خفیہ ان تمام لوگوں پر جو عہدے پر فائز رہے ہوں یہ الزام عائد کیا جاسکتا تھا کہ وہ واقعی حامیان پوپ میں سے نہیں ہیں۔ مدافعت کے گواہوں کی اجازت نہیں تھی، اور اگر چھ قابل اعتماد گواہوں کے ذریعے سے الزام کی تائید ہو جائے تو مجرم کو جرمانہ یا موت کی سزا دی جاسکتی تھی اور مرافعہ نہیں ہوسکتا تھا۔

لیکن چودھویں صدی کے آخر تک اس ظالمانہ طریق کی قوت ایک حد تک باطل ہو گئی تھی۔

(۳) غیر ملکی معاملات حسب ذیل ہاتھوں میں تھے:-

(۱) عشرۂ جنگ۔ جسے بعد میں عشرۂ آزادی و امن کہنے لگے تھے۔ اس کا تقرر اولاً سنہ ۱۴۲۳ء میں ہوا۔

(۲) وہ مجلسیں جو معاملات خارجی سے متعلقہ مسودات قوانین پر قبل ازیں غور کرتی تھیں کہ وہ معمولی مجالس میں بھیجے جائیں۔

(الف) مجلس دو صدہ، یہ وہ دو سو اشخاص تھے جو مملکت کے بلند ترین عہدوں پر فائز رہے ہوں۔

(ب) ایک سو اکتیس کی مجلس ۱۳۱ اشخاص (سینیوریہ حامی پوپ فریق کے روسا، دس امرائے عسکر، مجالس اہل حرفہ گلڈ ون کے نمائندے، اور اڑتالیس شہری)

(۴) سنہ ۱۳۴۸ء کے بعد وضع قوانین:-

(الف) جو قانون حلقہ سے منظور ہو جاتا تھا وہ ادارات ذیل کے پاس جاتا تھا:-

(۱)۔ رئیس عوام کی دونوں مجلسوں۔

(الف) مجلس اعتماد یا مجلس صدہ۔

سو گلڈوں کے عہدہ دار جنہیں بعض اوقات سینات کہتے تھے، اگر اس کا لحاظ

نہیں کیا جاتا تھا۔ مقابلہ کیجئے ناروی جلد اول صفحہ ۴ (ب)۔ سمنادس: "دورِ خود مختاران" (Age of Despots) صفحہ ۵۳۰۔

(ب) مجلسِ عوام، ابتداءً تین سو فنونِ اعلیٰ سے منتخب ہوتے تھے، بعد میں دوسرے فنون سے بھی منتخب ہونے لگے، ہر چھ مہینے ان کی تجدید ہوتی تھی۔

(۲) امیر کی دونوں مجلسیں

(الف) نوے اشخاص کی ایک خاص مجلس

(ب) وسیع تر مجلس امیر یا مجلس کمیون۔ تخمیناً تین سو اشخاص۔ اس میں منصفان اور قانونی عہدہ داران شامل ہوتے تھے۔ (اور اس لئے امرا، کیونکہ امراء ان عہدوں پر فائز ہو سکتے تھے) نیز عوام، اس کی تجدید ہر چوتھے مہینے ہوتی تھی۔

آخر امر یہ ہے کہ جو قانون ان مجالس میں منظور ہو جاتا تھا وہ ان سب کی مجلس عام میں پیش ہوتا تھا۔

سینیوریہ اور رفقا بہ حیثیت عہدہ ان مجالس کے ارکان ہوا کرتے تھے۔

طریق رائے وہی۔ بذریعۂ خفیہ رائے وہی۔ سیاہ اور سفید مٹر۔ سیاہ کا مفہوم مثبت اور سفید کا مفہوم منفی ہوتا تھا۔ کسی مسئلے کے منظور ہو جانے کے لئے دو ثلث سیاہ مٹروں کی ضرورت ہوتی تھی۔

(Tenere le fave or il Partito) = رائے منفی، مخالفت میں رائے دینا

(Rendere le fave or il Partito) = رائے مثبت موافقت میں رائے دینا

(L' autorita dei sei fave) - $\frac{2}{3}$ کی کثرت سینیوریہ میں (نو میں سے چھ) دو تہائی کی اکثریت کا فیصلہ۔

(Il Piu della fave) = $\frac{2}{3}$ آزاد۔ دو تہائی آرا کی کثرت

(۵)۔ عدل

(۱) عدالت رئیس عوام۔ یہ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا، اس کا کوئی غیر ملکی امیر اور اہل قانون سے ہونا ضروری تھا۔ اسے فوجداری کے سرسری اختیارات حاصل ہوتے تھے خاص کر ادنیٰ طبقات پر۔

(۲) عدالت امیر۔ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا۔ اس کا غیر ملکی (اطالوی)، امیر اور

اہل قانون سے ہونا ضروری تھا، وہ فوجداری اور دیوانی کے اعلیٰ اختیارات عمل میں لاتا تھا۔

(۳) عامل انصاف۔ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا، اس کا عوام میں سے ہونا اور پاپاوی فریق سے اور غیر ملکی ہونا ضروری تھا۔ وہ سرسری اقتدارات عمل میں لاتا تھا خاصکر امرا پر۔ یہ تمام عہدہ دار چھ مہینے کے لئے اپنے عہدوں پر فائز رہتے تھے۔

(۴) تجارتی عدالت۔ یہ عدالت تجارتی مقدمات کے فیصلے کے لئے ہوتی تھی، اور وہ مجلس تجارت کی حیثیت سے بھی کام کرتی تھی۔

(۵) ہشت رکنی عدالت، اس کی نامزدگی سینوریہ کرتا تھا اور اس کی میعاد عہدہ چار ماہ ہوتی تھی۔

امیر کی عدالت سے ماخوذ ایک عدالت مرافعہ ہوتی تھی، اور اسے کوتوالی کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔

(۶)۔ اعلیٰ عمال کے تقرر کا طریق۔

ابتداءً اس کا انتخاب مجلسوں کے ذریعے سے ہوتا تھا مگر بعد میں انتخاب کے بجائے "قرعے" کا طریقہ جاری ہو گیا۔

ہر عہدے کے لئے تیسرے یا پانچویں برس ان تمام شہریوں کے ناموں کا ایک تھیلا بنایا جاتا تھا جو اس عہدے کے لئے قابل انتخاب ہوں اور اسی تھیلے سے نام نکالے جاتے تھے۔

مقدمین کے بارے میں عوام کے پچاس گولے تھیلے میں رکھ دیے جاتے تھے ہر گولے میں آٹھ نام ہوتے تھے (چھ فنون کبریٰ سے اور دو فنونِ صغریٰ سے) اور پھر ایک گولا نکال لیا جاتا تھا۔

اہلیت اس کا تصفیہ تنقیح کے ذریعے سے ہوتا تھا جسے ایک مجلس عمل میں لاتی تھی اور مذکورۂ ذیل وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کی بنا پر لوگ نااہل قرار دیے جاسکتے تھے (نو ہزار غیر مستحق رائے دہندہ منجملہ ایک لاکھ)

۱۔ (الف) نبیل ۱۲۹۳ء کے احکام عدالت کے ذریعے سے امراء ۱۴۳۴ء تک

سینوریہ، رفقا یا مجلس عوام کے رکن نہیں ہو سکتے تھے۔ اس سال (۱۳۴۸ء) میں کاسمو نے انھیں انجمنوں میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔

(ب) اہل حرفہ (جو رائے دہی سے محروم ہوں) سب کے سب انجمنوں کے ارکان نہیں تھے۔

(ج) دیہات کے باشندے۔

(د)۔ متنبہ۔ کسی سیاسی جرم کے متنبہ، مثلاً حامی شہنشاہ جسے حامی پوپ کے فریق کے رئیس نے مردود قرار دیدیا ہو۔ تاحیات یا اس سے کم مدت کے لئے ناقابل قرار دیا جاتا۔ اس طریق میں بہت ہی غلو سے کام لیا گیا۔ "تیرا کوئی دشمن نہیں ہے؟ تو میرے دشمن کو مردود قرار دیدے میں تیرے دشمن کے ساتھ یہی سلوک کروں گا۔" مقابلہ کیجئے نیپر جلد دوم صفحہ ۲۳۵۔

۳۔ باقیدار وہ شخص جس نے اپنا محصول نہ ادا کیا ہو۔ (بیباق، نا اہلیت سے بری شدہ)۔

۱۴۲۱ء کے قانون کے بموجب محاصل تیس برس تک اپنے، اپنے باپ اور دادا کی طرف سے ادا کرنا چاہیے تھے۔

۴۔ محروم۔ (ممنوع) ناموں کے نکالے جانے کے بعد بھی کوئی شخص اس بنا پر ناقابل قرار دیا جا سکتا تھا کہ خود وہ یا اس کا کوئی رشتہ دار عہدے پر رہا ہے۔ (جسے شرکت کا حق ہو لیکن رائے دہی کا حق نہ ہو)

مجلس کے ارکان رازداری کے پابند تھے مگر۔

(۱) چونکہ تھیلیاں جس زمانے میں بنائی جاتی تھیں وہ زمانہ جب ختم ہونے لگتا تھا تو یہ قیاس کر لینا ممکن ہوتا تھا کہ آیندہ حکام کون لوگ ہوں گے اور ایسے عیار طبع موجود تھے جو پیشین گوئی کا ادعا کیا کرتے تھے۔

(۲) مجالس تنقیح کے ارکان کو اس غرض سے رشوت دی جاتی تھی کہ وہ یہ بتا دیں کہ کن لوگوں کے نام نکلنے والے ہیں۔

حسب قانونِ انقلاب۔ نازک مواقع پر سینوریہ ایک پارلیمنٹ طلب کرتا تھا جو رسماً کل شہریوں پر مشتمل ہوتی تھی مگر بالعموم صرف فریقانہ پیرو ہوتے تھے

جو شہریوں کی ایک خاص تعداد کو غیر معمولی اقتدار دیدیتے تھے۔
یہ غیر معمولی اقتدار والے (۱) دستور کو بدل سکتے تھے۔
(۲) تقرر کنندہ مقرر کر سکتے تھے جو ان لوگوں کا انتخاب کرتے تھے جو عہدے کے قابل ہوتے اور بعض اوقات عہدہ داروں کو نامزد کر دیتے تھے۔ مثلاً محض رائے دہی کے بجائے ہاتھ اٹھا کر رائے قرار دیتے تھے۔
۱۴۵۹ء میں (کسیمو کے تحت) سو آدمیوں کی ایک مجلس تقرر کنندگان کے انتخاب کے لئے قائم ہوی۔
فلورنس کو سیاسی آزادی حاصل تھی مگر مدنی آزادی حاصل نہیں تھی۔
(۱) حکام کے اختیارات پر کوئی روک نہیں تھی۔
(۲) عدالتوں سے کوئی مرافعہ نہیں ہوتا تھا۔ عدالت کے اختیارات خود رایانہ تھے۔
(۳) مطابع کو آزادی حاصل نہیں تھی۔

دستوری تغیرات

انتباہ سینوریہ ۱۵۳۰ء تک قائم رہا

۱۔ تحت لارنزو	۱۴۷۲ء۔ برڈ۔ میکیاولی : ۸۱، ۸۵، ۸۹۔ پیران: تاریخ فلورنس بعد دور مدیچی، جلد اوّل، ۲، ۶۲، ۳، ۵، ۴۵، ۴، ۲۳، ۵، آرسن اسٹرانگ!

لارنزو دی مدیچی
نو فنونِ صغریٰ کے حذف کر دینے سے فنون کی تعداد گھٹ کر بارہ ہوگئی۔
۱۴۸۰ء۔ پازی کی سازش کے بعد،
ستر کی مجلس کا انتخاب جس کا تقرر سینوریہ کرتا تھا، اور جسے یہ اختیار ہوتا تھا کہ وہ خالی ہونے پر جگہوں کو ان لوگوں سے پر کرے جو علم بردار کے عہدوں پر فایز رہے ہوں۔
اس کے کام:-
(الف) عہدوں پر مستقل نامزدگی۔

(ب) مجلس ہشت گانہ کا تقرر جس نے قدیم عشرۂ آزادی و امن کی جگہ لے لی تھی۔ یہ حلقہ جس کا تقرر ابتداءً پانچ برس کے لئے ہوا تھا وہ برابر مکرر مقرر ہوتا رہا۔ ۱۴۹۰ء۔ اس حلقے نے اپنے بعض اختیارات سترہ آدمیوں کی ایک چھوٹی مجلس ذیلی کو سپرد کر دئے جبکا ایک رکن لارنزو تھا اور یہ مجلس ذیلی

(الف) عہدوں کے لئے تقرر کنندوں کو نامزد کرتی تھی۔

(ب) نظم و نسق کی ہر شاخ پر نگرانی رکھتی تھی۔

۲۔ ۱۴۹۴ء سیوونرولا کے اصلاحات۔ مقابلہ کیجئے برڈ صفحہ ۹۴ کیوسیاردینی داستان فلورنس (Storia Fiorentia) جلد سوم صفحہ ۱۲۰۔ ویلیری "سیوونرولا" جلد دوم باب ۳۔ کیمبرج کی تاریخ دور جدید" (Cambridge Mod. Hist) جلد اول صفحہ ۱۵۰۔

(۱) عارضی۔ ایک پارلیمنٹ طلب کی گئی جس نے بیس تقرر کنندہ مقرر کئے (بیس رکنی حکومت)۔ یہ اس سال کے لئے حکام کا تقرر کرتے تھے اور آئندہ کے لئے ایک تختۂ رائے طیار کرتے تھے۔

(۲) مستقل۔ دستور وینس کی نقل کے بموجب مرتب کیا گیا۔ مجلس عوام، مجلس کمیون اور پارلیمنٹ ساقط کر دئے گئے۔

(الف)۔ مجلس عام یا مجلس اعلیٰ جو تمام با اہلیت شہریوں پر مشتمل تھی۔ (یعنی جس میں وہ تمام لوگ ہوتے تھے جو انتیس برس کی عمر کے ہوں جن کے باپ، دادا، یا پردادا، تین بڑے عہدوں میں کسی عہدے کے شریک یا مستحق رائے دہی رہے ہوں (اس میں تقریباً تین ہزار اشخاص تھے۔) لیکن اگر اہل کی تعداد پندرہ سو سے زاید ہوتی تو وہ تین حصوں میں منقسم کر دئے جاتے اور کل تعداد کے ایک ثلث سے چند ماہ کے لئے مجلس مرتب ہوتی۔ شہریوں کی ایک مختصر تعداد جن کی عمریں چوبیس برس سے زاید ہوتیں اور جو دیگر امتیازات سے متصف ہوتے داخل کر لئے جاتے اور ہر سال ساٹھ قابل انتخاب ہوتے لیکن اگر دو ثلث رائیں نہ حاصل کر سکتے تو وہ نہ مستحق شرکت منتخب ہو سکتے تھے نہ مستحق رائے دہی۔

(ب) اسّی کی مجلس۔ یہ ایک سینات تھی جو مجلس عام میں سے اور اسّی کی مجلس عام کے ذریعے سے چھ ماہ کے لئے منتخب ہوتی تھی، اس کے ارکان

کے لئے بائیس برس کی عمر کا ہونا ضروری تھا۔
سینیات کا کام سینیوریہ کو مشورہ دینا تھا، (جو بدستور باقی تھا) اور سفرا کا انتخاب اور فوج کے عہدہ داروں کا تقرر اسی کا کام تھا۔
مجلس عام کا کام یہ تھا کہ:۔
(۱) رائے دہی اور تخییر بذریعۂ قرعہ کے ایک پرپیچ نظم کے ذریعے سے حکام کا انتخاب کرے۔ بمقابلہ کیجئے گیوسار دینی" کی داستان فلورنس" جلد سوم صفحہ ۱۲۵۔
دبعد میں قرعے کے ذریعے سے راست تقرر کا ذریعہ پھر جاری کر دیا گیا۔
حسب بالا جلد سوم صفحات ۱۵۵، ۲۰۳، ۲۳۵)
سینیوریہ اور ہشتگان مقتدر کے فوجداری کے مرافعوں کی سماعت کرنا۔
(۳) قوانین کا منظور کرنا۔ صدر جو سینیوریہ میں سے ایک ہوتا تھا۔ ہر تیسرے دن بدلتا رہتا تھا، وہی قانون کو سینیوریہ اور رفقا کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اگر وہ اسے پسند کر لیتے تو وہ قانون اسّی کی ذیلی مجلس کے منتخب ارکان کے سامنے پیش ہوتا تھا اس کے بعد وہ اسّی کے پاس جاتا اور بعد ازاں مجلس عام کے پاس یہاں قوانین پر بحث نہیں ہو سکتی تھی البتہ سینیوریہ کسی ایک شخص کو اس کی تائید میں گفتگو کرنے کے لئے طلب کر سکتا تھا، یہاں قوانین پر رائے دی جاتی تھی۔
(ج) عشرۂ آزادی و امن (جسے عشرۂ مقتدر بھی کہتے تھے) پھر مجلس ہشتگانہ کی جگہ قائم ہو گئی تھی۔ سینیوریہ، رئیس اور امیر کی عدالتیں تجارتی عدالت اور ہشتگان مقتدر حسب سابق برقرار رہے۔ عشرۂ امن و آزادی بھی بحال کر دیا گیا۔ ۱۴۹۸ء امیر اور رئیس عوام کی عدالتیں بحال کر دی گئیں۔
یہ حکومت مستثنیات ذیل کے ساتھ ۱۵۱۲ء تک قائم رہی۔
(۱) ۱۵۰۲ء۔

علم بردار	نامزدگی اور انتخاب کے ایک دہرے نظم کے ذریعے سے زندگی بھر کے لئے منتخب ہوتا تھا۔ پیر سودیرینی کا انتخاب

ہوا تھا (گوئی چیار دینی جلد سوم صفحہ ۲۸۱) ویلری "سوانح میکیا ولی (Life of Machiavelli)
جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔ پیرنس تاریخ فلورنس (Hist. Flor) جلد دوم صفحہ ۴۰۸۔
(ب) امیر کی عدالتیں، رئیس عوام کی عدالتیں اور تجارتی عدالتیں۔ یہ سب منسوخ کردی گئیں۔ ان کے بجائے دائرۂ عدل قایم کیا گیا جس میں پانچ ماہران قانون شامل ہوتے تھے اور انھیں دیوانی و فوجداری کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ ان لوگوں کا غیر ملکی ہونا ضروری تھا، ان کا انتخاب تین برس کے لئے سینوریہ اور حلقہ کرتے تھے، ان کو تنخواہ ملتی تھی اور ان میں سے ایک امیر ہوتا تھا۔ لیکن عدالت تجارتی بدستور ایک مجلس تجارت کی حیثیت سے قایم رہی۔

(۲) ۱۵۰۶ء۔ میکیاولی کی تجویز سے ایک فوج محافظ ملک کا بھی قیام ہوا۔ اس میں پندرہ برس سے پچاس برس تک کی عمر کے تمام مردوں کو کام کرنا ضروری تھا مگر صرف فلورنس کے شہر و مضافات کے لوگوں کے لئے۔ تابع شہروں کے لوگوں کے لئے نہیں (برڈ: صفحہ ۱۲۶)

فوج محافظ ملک۔ نو آدمیوں کی ایک نئی مجلس کے تحت رکھی گئی۔ (نو کی فوجی مجلس) جس کا نام نو کی فوجی مجلس تھا مگر جنگ کے وقت خود یہ مجلس عشرۂ آزادی و امن کے تابع ہوتی تھی۔

۳۔ ۱۵۱۲ء۔ مدیچی کی واپسی۔

دستور ۱۴۹۴ء کے انقلاب کے قبل جیسا تھا پھر ویسا ہی کر دیا گیا۔ البتہ عہدوں پر نامزدگی عملاً مدیچی، گیولیانو اور لارنزو کے ہاتھوں میں تھی (برڈ ۱۴۵، ۱۴۸) مقدمات کے عجلت کے ساتھ تصفیہ کرنے کے لئے چالیس کی مجلس کا تقرر عمل میں آیا۔

۴۔ ۱۵۲۷ء۔ ۱۴۹۴ء کے دستور ساوو نیرولا کی بحالی، بجز ازیں کہ علمبردار کا انتخاب تیرہ ماہ کے لئے ہونے لگا۔

۵۔ ۱۵۳۰ء۔ جمہوریت کا قطعی الٹ دیا جانا پیرنس "تاریخ فلورنس" جلد سوم صفحہ ۳۶۸

الیسینڈرو ڈ مدیچی نے گرینڈ ڈیوک کا تقرر کیا۔

ایک پارلیمنٹ میں بارہ مصلحین مملکت اصلاح مملکت کے لئے مقرر ہوئے۔

(۱) سینوریہ منسوخ کر دیا گیا۔

(۲) دو سو اشخاص کی ایک مجلس تاحیات منتخب کی گئی۔

(۳)۔ ان دو سو میں سے ایک سینات اڑتالیس اشخاص کی تاحیات منتخب کی گئی، جسے وضع قوانین، اجرائے محصول اور عہدوں پر تقرر کے اختیارات حاصل تھے۔

(۴)۔ بارہ تقرر کنندگان کے ذریعے سے جو نو سینات سے منتخب ہوئے تھے۔ تین ماہ کے لئے چار مشیروں کی ایک مجلس خاص کا انتخاب عمل میں آیا۔
یہ مشیران بشرکت گرینڈ ڈیوک سینوریہ کے فرائض انجام دیتے تھے۔
مجلس ہشتگانہ آٹھ کی مجلس ہشرفین، اصحاب خیر کی نامزدگی سینات کی طرف سے ہوتی تھی۔
اعلیٰ اور ادنیٰ فنون کے درمیان تمام امتیازات منسوخ کر دیئے گئے۔ عہدوں کی تنخواہیں ملنے لگیں۔

محصول

ملاحظہ ہو نیپر جلد سوم صفحہ ۱۱۷۔ وان ریومانٹ جلد اول صفحہ ۲۰۔ اور ٹ
"کاسیمو دی مدیچی" (Cosimo de Medici) ۔ آرمس اسٹرانگ! "لارنزو دی مدیچی"
(Lorenzo de Medici)

۱۔ بالواسطہ محاصل۔ محصول درآمد و برآمد۔ اجارۂ نمک۔

۲۔ محصول برجائداد منقولہ وغیر منقولہ (گیو یاروینی صفحہ ۳۲۸)

۳۔ جبری قرضہ۔ اندازہ کردہ املاک پر جبری قرضے۔ اصولاً یہ قرضے واپس ہونا اور درمیانی مدت پر سود دیا جانا چاہئے تھا مگر شاذونادر ہی ایسا ہوتا تھا۔ دسو د روک لینا (حصص، التوائے ادائے سود) تا حدیکہ بعض لوگ اس قانون سے فائدہ اٹھاتے تھے کہ جہاں مقدار دوزریں فلورن سے زیادہ نہ ہو تو لوگ ایک ثلث فوراً ادا کر دیں اور سود یا واپسی کے جملہ حقوق ترک کر دیں۔
اس نظم سے بڑی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ دولتمندوں کو رقم واپس مل جاتی تھی، مفلسوں کو نہیں ملتی تھی۔ لہذا حکومت سے متعلقہ تخمین کنندگان چھوٹی چھوٹی رقموں

کے عوض مملکت کے دعاوی کو خرید کر لیتے تھے اور پھر قرض کو واپس حاصل کرتے تھے۔

اقسام دوم وسوم کے محصولوں کے لئے شہریوں کے املاک کی تشخیص کا انتظام ابتداءً بطریق ذیل ہوتا تھا:-

۱۔ ایک صاحب اختیار مہتمم کا تقرر کیا جاتا جو ہر محلے کے لئے محصول کے حصے کا تعین کرتا۔

۲۔ ہر محلے میں سات مجلسیں ہوتیں جن میں سے ہر ایک میں سات شخص ہوتے تھے۔ وہ بخیال خود ہر فرد کے املاک کے بموجب شہریوں پر تشخیص کے سات نقشے طیار کرتے تھے۔

۳۔ یہ سات نقشے بعض نہایت شہرت یافتہ خانقاہوں میں بھیجے جاتے تھے۔ یہ خانقاہیں چار نقشوں کو جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہوتے تھے رد کر دیتی تھیں اور پھر اس مقدار کو جمع کر کے جو بقیہ تین نقشوں سے ہر ایک محصول دہندہ پر عائد ہوتے تھے انھیں تین سے تقسیم کر دیتے تھے۔

لیکن اس طریق میں متعدد مستثنیات داخل ہو گئے تھے۔ درحقیقت، بہت کچھ اس عذر کی بنا پر مستثنے ہو جاتے تھے کہ وہ عہدہ قبول کر کے مملکت کی خدمت کرتے تھے۔

لہذا تشخیص املاک (۱۴۲۷ء) کی اصلاح وجود میں آئی۔ تمام قابل محصول املاک کا ہر پانچویں برس تعین ہوتا تھا (اس میں اراضی، شہر کے اندر یا باہر کی جائداد منقولہ، کرایے، منافع کاروبار سب داخل ہوتے تھے)۔

اس مجموعے کو سات فی صد کا سرمایہ قرار دیا جاتا یعنی سات فلورن آمدنی مساوی ہوتی سو فلورن سرمائے کے ضروری اخراجات کے لئے منہائی کی جاتی۔ بقیہ جسے بچت سمجھا جاتا وہ قابل محصول ہوتا خواہ راست محصول کے لئے خواہ سرمائے پر نصف فی صد کی شرح سے قرض کے لئے۔

کیسمو کے وقت سے تشخیص کا کام نمایندہ مجلسوں کے بجائے عہدہ دار کرنے لگے تھے اور تدریج کا اصول رائج کیا گیا تھا۔ ۱۴۹۸ء میں یہ دائمی ہو گیا اور جبکہ محصول صرف زمین کی سالانہ مالیت کا دسواں حصہ لگایا جاتا تھا۔ (عشر)

۱۴۸۲ء میں جائداد منقولہ اور پیشوں کا محصول پھر عاید کر دیا گیا۔
سیو وتیر ولا کے تحت ۱۴۹۴ء میں تدریج کا طریق منسوخ کر دیا گیا اور عشر
زمین پر لگایا جاتا تھا مگر تھوڑے دنوں بعد قدیم طریق پھر قایم کر دیا گیا۔
۱۵۰۳ء میں پیشوں کا محصول قایم کیا گیا۔

۴۔ سترہ برس کی عمر سے ستر برس کی عمر والوں پر فی کس سوا فلورن سے سوا چار فلورن تک شخصی محصول۔ وسیع نو عمر خاندانوں کی حالتوں میں صرف ایک رکن پر محصول لگا دیا جاتا تھا۔

دو قسم کے ماتحت قصبات و اضلاع

۱۔ اطاعت بذریعہ فسخ یا معاہدہ۔ فلورنس کا تعلق ان کے ساتھ مختلف قسم کا تھا کا تھا مگر عام الفاظ میں یہ کہنا چاہیئے کہ امیر کا تقرر فلورنس کی جانب سے ہوتا تھا اور مرافعہ فلورنس کی عدالتوں میں ہوتا تھا مگر تابع شہر خود اپنی حکومت اور اپنے قوانین رکھتا تھا اور محصول سے تقریباً آزاد ہوتا تھا۔ تجارتی تعلقات مخصوص قسم کے تھے، خاص شہر اور تابع شہر دونوں ایک دوسرے کے خلاف اپنی محصول قایم رکھتے تھے۔

۲۔ حمایت زیر محمیت، اس صورت میں شہر محمیت کہلاتا تھا۔ اس کا مقصود اس سے کچھ زیادہ نہیں تھا کہ فلورنس کی سیادت کو قبول کیا جائے اور جنگ میں اس کی تبعیت کی جائے[۱]۔

حکومت فلورنس کے عدم استقامت کے اسباب:۔
۱۔ مساوات کے تصور اور خاندانوں کی خواہش حکمرانی کے درمیان تصادم۔

---

[۱]۔ گوئی چیاردینی نے اپنی رکارڈی (Ricordi) میں لکھا ہے کہ: جمہوریت کی رعایا کی حالت بادشاہ کی رعایا سے بدتر ہے۔ جمہوریت اپنی عظمت میں اپنے خاص شہر کے باشندوں کے سوا اور کسی کو شریک نہیں کرتی، دوسرے شہر والوں کو ستاتی ہے۔ بادشاہ سب کو یکساں طور پر اپنی رعایا سمجھتا ہے۔

۲۔ جماعت عاملہ کی رقابت۔
۳۔ دستور میں صلاحیت تطبیق کا فقدان۔
۴۔ محکمۂ عدلیہ کی کمزوری و جانبداری
۵۔ محصول لگانے کے کام کا فریقوں کا کھیل ہو جانا۔ بجز ازیں کہ تشخیص املاک سے اس کا انضباط ہوتا ہوا اور یہ صرف تھوڑے دنوں تک رہا۔
۶۔ شہریوں کی فساد انگیز طبیعت۔
۷۔ تابع شہروں پر ظالمانہ حکومت۔



ضمیمۂ سوم

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں وینس کا دستور

اسناد:۔ دارو: تاریخ جمہوریۂ وینس (Histoire de la Republique de Venise) باب ۳۹۔
براؤن: وینس (Venice) صفحات ۱۶۳، ۱۷۷، ۳۹۸۔ مطالع وینس (Venetian Studies) صفحہ ۱۷۰۔ کیمبرج کی "تاریخ دور جدید" (Cambridge Modern History) جلد اول صفحہ ۲۶۳ و ما بعد۔

۱۔ مجلس عظمیٰ۔
۱۲۹۶ء کے قانون کے بموجب یہ مجلس ان خاندانوں تک محدود کر دی گئی جو اس وقت مجلس کے ارکان تھے (مجلس عظمیٰ کی در بندی) قابل الاوصاف اشخاص کا انتخاب ہونا چاہیئے تھا مگر واقعاً وہ ہمیشہ منتخب شدہ رہتے تھے۔ کوئی شخص پچیس برس کی عمر سے قبل مجلس میں نشست نہیں کر سکتا تھا وہ تیس اشخاص اس سے مستثنےٰ تھے جن کا انتخاب ہر سال دسمبر میں ہوتا تھا اور نیز مملکت کو قرض دینے کے صلے میں چند مخصوص الاجازت اشخاص۔
اس کا فرض بالتخصیص انتخابی تھا۔ تمام عہدہ داران و حکام کا انتخاب

یہی مجلس کرتی تھی، صرف چند اعلیٰ عہدے اس سے مستثنیٰ تھے یعنی دانشورانِ اعظم، دانشوران برّی اور امیر البحر۔

نظمِ انتخاب۔ نامزد کنندگان جو قرعے کے ذریعے سے مجلس میں منتخب ہوتے تھے وہ مالی عہدے کے لئے امیدواروں کا انتخاب کرتے تھے، کبھی دو کا کبھی چار کا۔ اس کے بعد ان امیدواروں کے نام مجلس میں پیش ہوتے اور جسے سب سے زیادہ رائیں ملتیں اس کے منتخب ہونے کا اعلان کر دیا جاتا۔

ابتدائً مجلسِ عظمیٰ کو (الف) کچھ اختیارات واضع قوانین اور عدالتی اختیارات بھی حاصل تھے مگر واضع قوانین اختیارات کو بتدریج سینات نے جذب کر لیا۔

(ب) عدالتی اختیارات حلقے کی درخواست پر مجلس ان سپہ سالاروں کے مقدمے کی سماعت کرتی جن پر غفلت یا عدم قابلیت کا الزام عائد کیا جاتا[1]

۲۔ سینات۔ (مدعوین) اس کے ارکان کی تعداد ۲۹۴ ہوتی تھی

(الف) ساٹھ کا انتخاب ایک برس کے لئے مجلسِ عظمیٰ کرتی تھی۔

(ب) ساٹھ کا انتخاب (جو مستزاد کہلاتے) جانے والی سینات کرتی اور مجلسِ عظمیٰ اس کی توثیق کرتی۔

(ج) باعتبارِ عہدہ۔ دوجے، اور اس کے چھ مشیر، اعلیٰ عدالت مرافعہ فوجداری کے ارکان، اور مالیاتی و عدالتی محکموں کے ارکان۔

(د) پچاس نیچے درجے کے عہدہ دار، جنھیں مباحثے کا حق ہوتا تھا مگر رائے کا حق نہ ہوتا تھا۔

اس کے فرائض

(الف) خاص طور پر وضع قوانین۔ حلقے کی تجویز پر وہ قوانین کو منظور کرتی۔

(ب) چند اعلیٰ عہدہ داروں کا انتخاب کرتی۔

---

[1] حلقہ یہ فیصلہ کرتا تھا کہ ملزم کے مقدمے کی سماعت مجلس کرے یا سینات۔ اگر اس پر غداری کا الزام ہوتا تو اس کا مقدمہ سماعت کے لئے مجلس عشرہ کے پاس بھیج دیا جاتا۔

دانشوران اعظم

دانشوران بری

امیر البحر

(ج) بعض وقت ان سپہ سالاروں کے مقدمات کی سماعت کرتی جن پر غفلت یا عدم قابلیت کا الزام لگایا جاتا۔

۳۔ مجلس عشرات ۱۳۱۰ء کے بعد اس مجلس نے سینات کے بعض فرائض کو جذب کر لیا۔ براؤن اونیس (Venice) صفحہ ۷۱۔

انتخاب کس طرح ہوتا تھا:۔

ایک برس کے لئے مجلس عظمیٰ کی جانب سے بیس اشخاص کی فہرست میں سے جن میں سے دس کا انتخاب مجلس کرتی تھی' دس کا دوجے اس کے مشیران اور عدالت عالیہ کے سرگروگان۔ دوجے اور اس کے چھ مشیران باعتبار عہدہ ارکان ہوتے تھے۔ بعد میں ہر ایک اہم صورت میں بیس مزید ارکان کا انتخاب ہوتا تھا۔

فرائض:۔

(الف) یہ مجلس' مالیات' مفاد عامہ کی حکمت عملی' اور فوجی نظم کے اہم و فوری مسائل پر نظر رکھتی تھی۔

(ب)۔ غداری کے مقدمات اور ان دوسرے مقدمات کی سماعت کرتی تھی جو حلقے کے ذریعے سے معمولی عدالتوں سے منتقل کئے جاتے تھے۔

۴۔ جمعیت سینات کے لئے مسائل کی تجویز کرتی تھی' اور اعلیٰ عاملانہ صاحب اقتدار تھی۔

ارکان۔

(الف) دوجے' چھ مشیران' یعنی صدور عدالت مرافعہ فوجداری۔

(ب) چھ دانشوران اعظم جن کا انتخاب چھ ماہ کے لئے سینات کرتی تھی۔ ان کا اڑتیس برس کا ہونا ضروری تھا۔

یہ اپنی ماتحت مجلسوں کے عمل کی نگرانی کرتے تھے اور مملکت کے ذمہ دار وزرا کا کام انجام دیتے تھے۔

(ج) پانچ دانشوران بری' جن کا انتخاب چھ ماہ کے لئے ہوتا تھا۔ ان کا

تیس برس کی عمر کا ہونا ضروری تھا۔

۱۔ دانشور جنگ ۔ وزیر جنگ

۲۔ دانشور مال ۔ وزیر خزانہ

۳۔ دانشور عسکری ۔ وزیر وطنی فوج محافظ ملک

۴۔ دانشور مہمات امور۔ وزیر برائے انصرام امور فوری

۵۔ دانشور ۔ وزیر برائے تقریبات مملکت

(۵) پانچ دانشوران بحری۔

مجلس امیر البحری جس کا انتخاب چھ ماہ کے لئے ہوتا تھا، وہ دانشوران اعظم کے راست تحت نگرانی کام کرتی تھی۔ اسے حلقے میں رائے دینے کا حق تھا مگر کسی طرح کی گفتگو کا حق نہیں تھا۔ اس میں زیادہ تر نوعمر اشخاص ہوتے تھے جو یہاں سیاسی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

۵۔ دوجے۔ تاحیات منتخب ہوتا تھا۔ اس کا انتخاب ان اکتالیس انتخاب کنندگان (جو خود خفیہ رائے دہی کے ذریعے سے منتخب ہوتے تھے)۔ اور مجلس اعلیٰ کی رائے کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ ودجے اپنے چند مشیروں کے ساتھ (جو مجلس عظمیٰ میں آٹھ ماہ کے لئے منتخب ہوتے تھے) مجلس سینیات اور حلقے کی صدارت کرتا تھا اور مملکت کے تمام کام اس کے نام سے انجام پاتے تھے۔ مگر اپنے چھ مشیروں کے بغیر اسے بہت کم کچھ اختیار حاصل تھا بلکہ ان کے ساتھ مل کر بھی اسے کم ہی اختیار حاصل تھا۔

۶۔ عدل۔ عدل کا نفاذ چار عدالتہائے عالیہ کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ یہ عدالتہائے عالیہ ان عادلوں پر مشتمل ہوتی تھیں جنھیں مجلسِ اعلیٰ اپنے ارکان میں سے منتخب کرتی تھی۔ رسماً ان کا عہدہ صرف ایک برس کے لئے ہوتا تھا مگر بالعموم وہ دوبارہ منتخب ہو جاتے تھے۔

(الف) فوجداری۔ اس عدالت کے ارکان سینات میں نشست کرتے تھے اور اس کے تین صدور حلقے میں ہوتے۔

(ب) دیوانی کے اختیارات کی تین عدالتیں جن میں سے ایک وینس کی

عدالتہائے ماتحت کے مرافعوں کی سماعت کرتی تھی اور دوسری دو عدالتیں توابع کی عدالتوں کے مرافعات کی سماعت کرتی تھیں۔

عدالت مرافعہ کا کوئی فیصلہ اس وقت تک جائز نہیں ہوتا تھا جب تک کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلے کی توثیق نہ کرے اور بصورت اختلاف مسئلۂ زیر بحث دونوں عدالتوں میں آتا جاتا رہتا تا آنکہ عدالت ابتدائی اور عدالت عظمی میں اتفاق ہو جاتا تھا۔

۷۔ محصول۔ وینس ہمیشہ مستقل راست محصول کا مخالف رہا، اور سنہ ۱۵۳۰ء تک یہ نہ ہو سکا کہ اس نے محصول آمدنی کو اختیار کیا۔

خاص محصول حسب ذیل تھے:۔

۱۔ جبری قرضے، خواہ قابل واپسی یا ناقابل واپسی، ان قرضوں پر مملکت سود ادا کرتی تھی۔ یہ نظم جو ۱۱۷۱ئہ میں اختیار کیا گیا تھا شاید قومی قرضے کی قدیم ترین مثال ہے۔

۲۔ ہر ایک انجمن کا ہر ایک رکن حسب ذیل رقوم ادا کرتا تھا:۔

(الف) بدل شرکت (رکنیت کا چندہ) = کسی انجمن سے تعلق رکھنے کے لئے فی کس محصول۔

(ب) محصول بالواسطہ: کام کے منافع پر محصول۔

۳۔ درآمد و برآمد پر محصول۔

۴۔ نمک کی تجارت، یہ حکومت کا اجارہ تھا۔ اس تجارت کا اندرون ملک و بیرون ملک کا منافع بعض اوقات کل آمدنی کے دسویں حصے کے برابر ہو جاتا تھا۔

۵۔ سرکاری بینک کا نفع، یہ بینک اکثر غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ کاروبار کرتا تھا۔

۶۔ اپنے زوال کے زمانے میں وینس نے سرکاری عہدوں کے فروخت کرنے کا طریق بھی اختیار کر لیا۔

۸۔ توابع کی حکومت۔ اس میں مدنظر یہ رہتا تھا کہ وینس کی سیادت کو برقرار

رکھتے ہوئے جس حد تک ممکن ہو خود مختاری برقرار رکھی جائے اور جس قدر ہو سکے تابع شہر کی حکومت کو وینس کی حکومت کے مطابق بنا دیا جائے۔ مجلس کیمبرائے کے بعد اس کے تابع شہر جس طرح پھر اس کی طرف واپس آ گئے اسے وینس اپنی اسی دانشمندانہ حکمت عملی کی جانب منسوب کرتا ہے۔ فلورنس کی حکمت عملی سے اس کا مقابلہ کیجئے۔

بڑے شہروں میں وینس کی سیادت کے نمایندے مندوبین تھے۔ یعنی:۔

۱۔ امیر۔ یہ اعلیٰ ملکی عہدہ دار ہوتا تھا جو کوتوالی۔ مالیات اور دوسرے انتظامی کاموں پر نگرانی رکھتا تھا۔

۲۔ کپتان۔ یہ عہدہ دار انتظامی فوجوں اور دوسری فوجوں کا نگراں ہوتا تھا۔ یہ دونوں عہدہ دار وینس کی سینات اور مجلس عشر سے بلا واسطہ مراسلت رکھتے تھے مگر حلفاً وہ اس کے پابند تھے کہ مقامی اختیارات کو ملحوظ رکھیں۔

مندوب کے تحت آزاد بلدی حکومت تھی جو ہر شہر میں مختلف نوعیت کی تھی مگر اس کا صدر ہمیشہ ایک امیر ہوتا تھا۔ یہ ایک انتخاب شدہ عہدہ دار ہوتا تھا جو کبھی کوئی مقامی شخص ہوتا تھا، کبھی وینس کا کوئی باشندہ ہوتا تھا اور کبھی خود مندوب ہوتا تھا۔

چھوٹے شہروں پر ایک امیر ایک کپتان یا ایک قصبہ دار حکمرانی کرتا تھا۔ ہر شہر کا اپنا ضابطہ ہوتا تھا، جسے بلدی بلکہ خانگی زندگی کے جزئیات تک سے بحث ہوتی تھی۔ محصول کروڑ گیری، سڑک، پل، پانی، روشنی، طبیب، دایہ، انجمن، حفظانِ صحت یہ سب اس کے تحت اقتدار ہوتے تھے اور مندوب ان کو ملحوظ رکھنے کا حلف اٹھاتا تھا۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مصارف بلدی محاصل پر عائد کئے جاتے تھے۔

وینس کی حکومت کے استحکام کے اسباب:۔

۱۔ نظری اور عملی اقتدار اعلیٰ کا ایک ہی ہاتھوں میں ہونا۔

۲۔ دستور کی قابلیت تطابق حال، مثلاً، سینات کا بتدریج اقتدار کو حاصل کر لینا اور اس کے بعد مجلس عشر کا۔

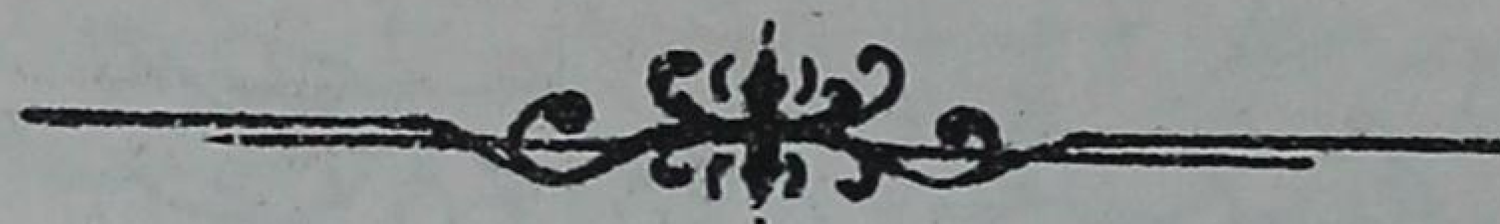
۳۔ جماعت عاملہ کی قوت جس سے کسی طرح کا سیاسی رشک نہیں پیدا ہوتا تھا۔

۴۔ انصاف کی بے لوثی۔

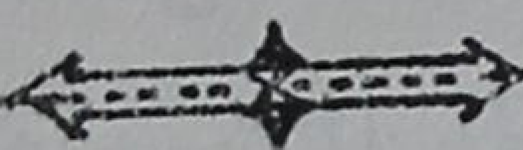
۵۔ توابع کی حکومت میں امرا کے لئے، ملکی خدمت اور تجارت میں طبقۂ متوسط کے لئے، بیڑے میں طبقات ادنیٰ کے لئے انتظامات کا ہونا۔

۶۔ کثیر غیر ملکی آبادی جنھیں سیاسی اقتدار کی خواہش نہیں تھی، بلکہ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ عادلانہ انصاف ہو، اس پر ہلکا محصول لگے اور ان کو کام مل جائے۔

شہنشاہی ادارے کے متعلق صفحات ۱۴۲ اور ۱۸۶ دیکھنا چاہئیں۔
اسپینی دستور کے لئے صفحات ۱۳۲ اور ۳۶۵ دیکھنا چاہئیں۔



ضمیمہ چہارم



صفحہ ۲۶، آخری پیرا

الفانسو کی یہ کوشش کہ آٹرانٹو اور برنڈیسی کی حوالگی سے سلطان بایزید کی تائید حاصل کرے، ناکام رہی۔

صفحہ ۲۷ دوسرا پیرا۔

لوئی ڈ ڈیوک آرمینس) نے نیپلز کے بیڑے کو ریپلیو سے بھگا دیا تھا اور اس لئے ساحل فرانسیسیوں کے ہاتھ میں تھا۔

صفحہ ۲۹۔ سطر ۲۴۔ لیکن، اس سے تھوڑے ہی زمانہ بعد فرانسیسی بیڑے کو اہل جنیوا نے ریپیلو میں گرفتار کر لیا۔

صفحہ ۳۰۔ سطر ۱۳۔ قلب اور ساقہ پر حملے کی رہبری مارکویس مانتوا نے کی۔

صفحہ ۵۵۔ آخری پیرا۔

چارلس ہشتم کے قبضے کے زمانے میں وی آگنی اپنی مراعات آمیز روش کی وجہ سے ہر دلعزیز تھا۔

صفحہ ۸۴۔ سطر ۲۴۔

اس مہم میں پہلی مرتبہ پیدل فوج زیادہ تر فرانسیسی تھی، اس وقت تک

پیدل فوج زیادہ تر غیر ملکی اجیروں پر مشتمل ہوتی تھی ۔

صفحہ ۹۹ ، سطر ۲ ۔

مائیکل ۔ انجیلو جب جولیس دوم کا مجسمہ بنا رہا تھا اس وقت جولیس نے اس سے جس خیال کا اظہار کیا اس سے اس کی طبیعت کی کیفیت بہت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ مجھ سے کتابوں کا ذکر کیوں کرتے ہو مجھے بس تلوار دو ۔

صفحہ ۲۱۱ ۔

وٹلسباخ اور ولف کے شجروں کے درمیان یہ عبارت داخل ہونا چاہیئے : " دو اور شاخیں تھیں یعنی انگولسٹاٹ کی شاخ ۱۴۴۵ء میں لینڈشٹ کی شاخ سے متحد ہو گئی تھی ۔ ۱۵۰۲ء میں جارج ہتمول کے انتقال کے بعد لینڈشٹ کی شاخ بھی معدوم ہو گئی " ۔

صفحہ ۲۹۲ ۔ سطر ۲۴ ۔

یہ دو شخص برینڈنبرگ کے خاندان ہوہنزولرن کے ارکان تھے ۔

صفحہ ۳۰۱ ۔ سطر ۱۴ ۔

البرٹ نے برنسوک کے ڈیوک ہنری پر حملہ کیا ۔ ہنری (برنسوک) جو ایک تند مزاج اور بے اصول شخص تھا ، اسے فلپ والئی ہسی اور جان فریڈرک والی سکسنی نے ۱۵۴۲ء میں اس کی امارت سے خارج کر دیا تھا ۔ مقابلہ کیجیئے صفحہ ۲۶۳



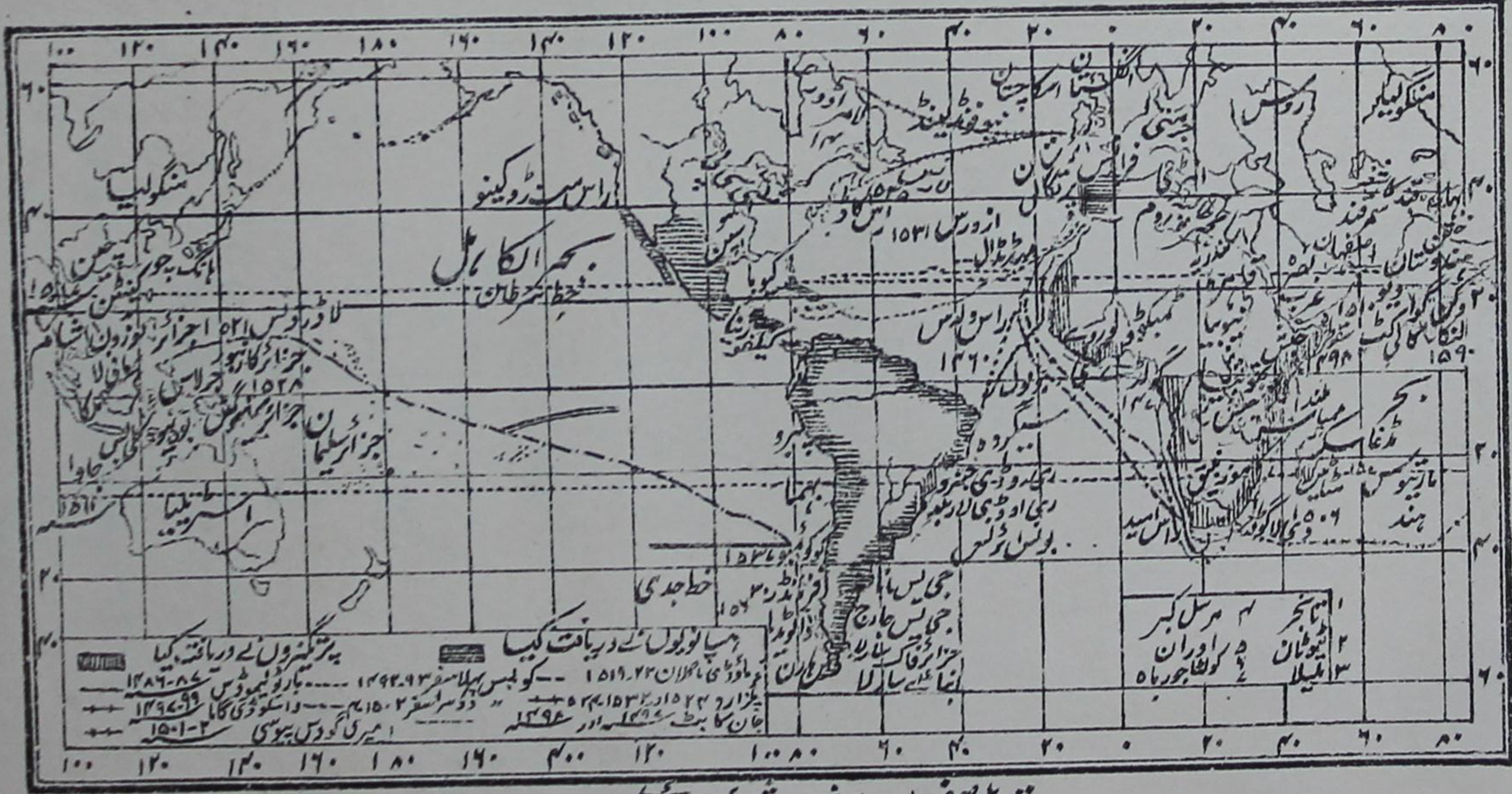
پوپ

از سنہ ۱۴۹۲ء تا سنہ ۱۸۹۸ء

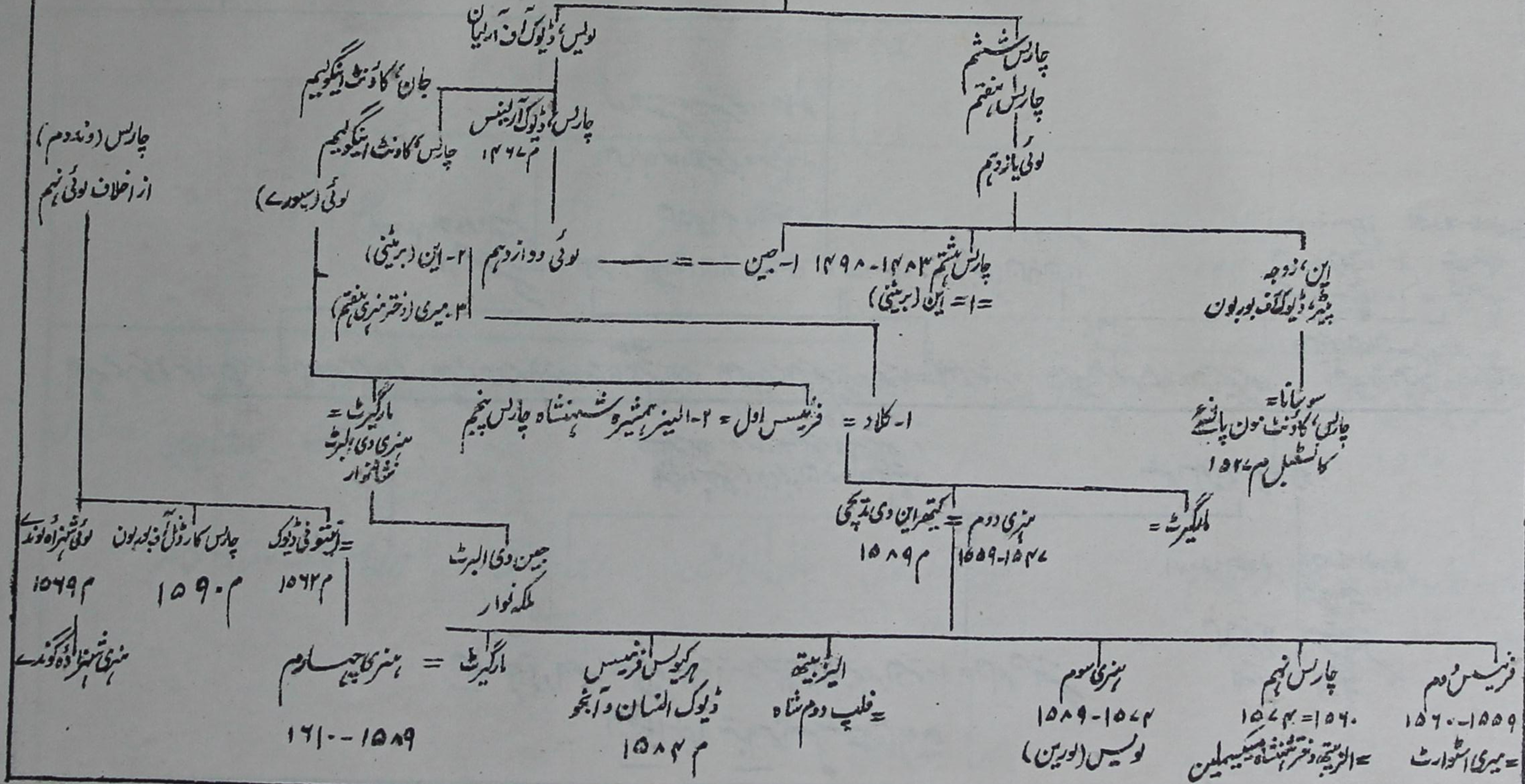
الگزنڈر ششم	(راڈریگو بورجیا)	از اگست سنہ ۱۴۹۲ء تا سنہ ۱۵۰۳ء
پایس سوم	(فرنسس پیکولومینی)	از ستمبر تا اکتوبر سنہ ۱۵۰۳ء
جولیس دوم	(جولین ڈیلاروویر)	از نومبر سنہ ۱۵۰۳ء تا فروری سنہ ۱۵۱۳ء
لیو دہم	(گیووینی دی میڈیچی)	از مارچ سنہ ۱۵۱۳ء تا دسمبر سنہ ۱۵۲۱ء
ایڈرین ششم	(اتالیق چارلس پنجم)	از جنوری سنہ ۱۵۲۲ء تا ستمبر سنہ ۱۵۲۳ء
کلیمنٹ ہفتم	(گیولیو دی میڈیچی)	از نومبر سنہ ۱۵۲۳ء تا ستمبر سنہ ۱۵۳۴ء
پال سوم	(الگزنڈر فارنیس)	از اکتوبر سنہ ۱۵۳۴ء تا نومبر سنہ ۱۵۴۹ء
جولیس سوم	(گیووینی ماریا دل مانت)	از فروری سنہ ۱۵۵۰ء تا مارچ سنہ ۱۵۵۵ء
مارسیلس دوم	(مارسیلو سروینی)	اپریل سنہ ۱۵۵۵ء
پال چہارم	(جان پٹر کریفا	مئی سنہ ۱۵۵۵ء ۔ اپریل سنہ ۱۵۵۹ء
پایس چہارم	(گیووینی اینگلیو دی میڈیچی)	دسمبر سنہ ۱۵۵۹ء تا دسمبر سنہ ۱۵۶۵ء
پایس پنجم	(میکائیل گسلیری)	از جنوری سنہ ۱۵۶۶ء تا مئی سنہ ۱۵۷۲ء
گریگوری سیزدہم	(ہیوف بونکا مپیگنو)	از مئی سنہ ۱۵۷۲ء تا اپریل سنہ ۱۵۸۵ء
سکسٹس پنجم	(فلکس پریٹی)	از اپریل سنہ ۱۵۸۵ء تا اگست سنہ ۱۵۹۰ء
اربن ہفتم	(گیووینی اصطباغی کیستونا)	ستمبر سنہ ۱۵۹۰ء
گریگوری چہاردہم	(نکلولس اسفاندریتی)	دسمبر سنہ ۱۵۹۰ء تا اکتوبر سنہ ۱۵۹۱ء
انوسنٹ نہم	(گیووینی اینتونی فیشینتی)	از اکتوبر تا دسمبر سنہ ۱۵۹۱ء
کلیمنٹ ہشتم	(اپولیتو آلدوبرینڈینی)	از جنوری سنہ ۱۵۹۲ء تا مارچ سنہ ۱۶۰۵ء



یُورپ سولھویں صدی میں



مقابل صفحہ (۳۵) ضمیمہ شجرۂ خاندانہائے والوا و بوربن


خاندانہائے ویلوآ و بوربن کا شجرہ
چارلس پنجم
چارلس ششم
چارلس ہفتم
لوئی یازدہم
لوئیس، ڈیوک آف آرلیان
جان، کاؤنٹ انگولیم
چارلس، ڈیوک آرلینس م ۱۴۶۷
چارلس، کاؤنٹ انگولیم
لوئی
چارلس (وندوم) از اخلاف لوئی نہم
این، زوجہ پیٹر، ڈیوک آف بوربون
چارلس ہشتم ۱۴۸۳-۱۴۹۸ ۱- جین
=۱= این (برٹینی)
لوئی دوازدہم
۲- این (برٹینی)
۳- میری (دختر ہنری ہفتم)
سوزانا =
چارلس، کاؤنٹ مون پانسیئے کانسٹیبل م ۱۵۲۷
۱- کلاد = فرینسس اول = ۲- الینر ہمشیرہ شہنشاہ چارلس پنجم
مارگیرٹ = ہنری دی البرٹ شاہ نوار
مارگیرٹ =
ہنری دوم ۱۵۴۷-۱۵۵۹
= کیتھراین دی مڈیچی م ۱۵۸۹
جین دی البرٹ ملکہ نوار
= انتونی ڈیوک م ۱۵۶۲
چارلس کارڈنل آف بوربون م ۱۵۹۰
لوئی شہزادہ کونڈے م ۱۵۶۹
ہنری شہزادہ کونڈے
ہنری چہارم ۱۵۸۹--۱۶۱۰ = مارگیرٹ
ہرکیولس فرینسس ڈیوک النسان و آنجو م ۱۵۸۴
الیزبیتھ = فلپ دوم شاہ
ہنری سوم ۱۵۷۴-۱۵۸۹ لوئیس (لورین)
چارلس نہم ۱۵۶۰-۱۵۷۴ = الزبیتھ دختر شہنشاہ میکسیملین
فرینسس دوم ۱۵۵۹-۱۵۶۰ = میری اسٹوارٹ

خاندان ہیپسبرگ جرمانیہ اور اسپین

میکسیملین اول = ۱- میری، دختر چارلس دلیر ۲- بائینکا دختر گلیزو اسفورا، ڈیوک ملان

فرڈیننڈ کیتھولک شاہ ارگان ۱۵۱۶-۱۴۷۹ = ازبیلا ملکہ کیسٹائل ۱۵۰۴-۱۴۷۴

مارگیرٹ = ۱- جان، فرزند فرڈیننڈ و ازبیلا
و ندرلینڈ ۲- فلبرٹ دوم، شاہ سیوائے
۱۵۳۰-۱۵۰۶

جنا = آرچ ڈیوک فلپ

(۱) الینر = ۱- امینویل (پرتگال)
۲- فرینسس اول (فرانس)

(۵) کیتھرائن = جان سوم (پرتگال)

(۲) چارلس پنجم = ازبیلا، دختر امینویل (پرتگال)

(۴) میری (والیہ ندرلینڈ) = لیوس (ہنگری) ۱۵۵۸

(۳) فرڈیننڈ اول = این والیہ بوہیمیا و ہنگری

ناجائز

مارگیرٹ والیہ ندرلینڈ = ۱- الگزنڈر دی میڈیچی
۲- اوٹیویو فارنس ڈیوک پارما
۱۵۸۶-۱۵۲۲

ڈان جان (آسٹریا) م ۱۵۷۸

فلپ دوم = ۱- ماریا دختر جان (پرتگال) میری
۲- میری، ملکہ انگلستان
۳- الزبیتھ دختر ہنری دوم (فرانس)
۴- این - دختر شہنشاہ میکسیملین دوم

میکسیملین دوم شہنشاہ ۱۵۷۶-۱۵۶۴

(۱) ڈان کارلوٹ م ۱۵۶۸

(۴) فلپ سوم ۱۶۲۱-۱۵۹۸

(۲) ازبیلا = البرٹ والیٔ ندرلینڈ ۱۶۲۱-۱۵۹۶

(۱) این فلپ دوم

(۲) رڈولف دوم شہنشاہ ۱۶۱۲-۱۵۷۶

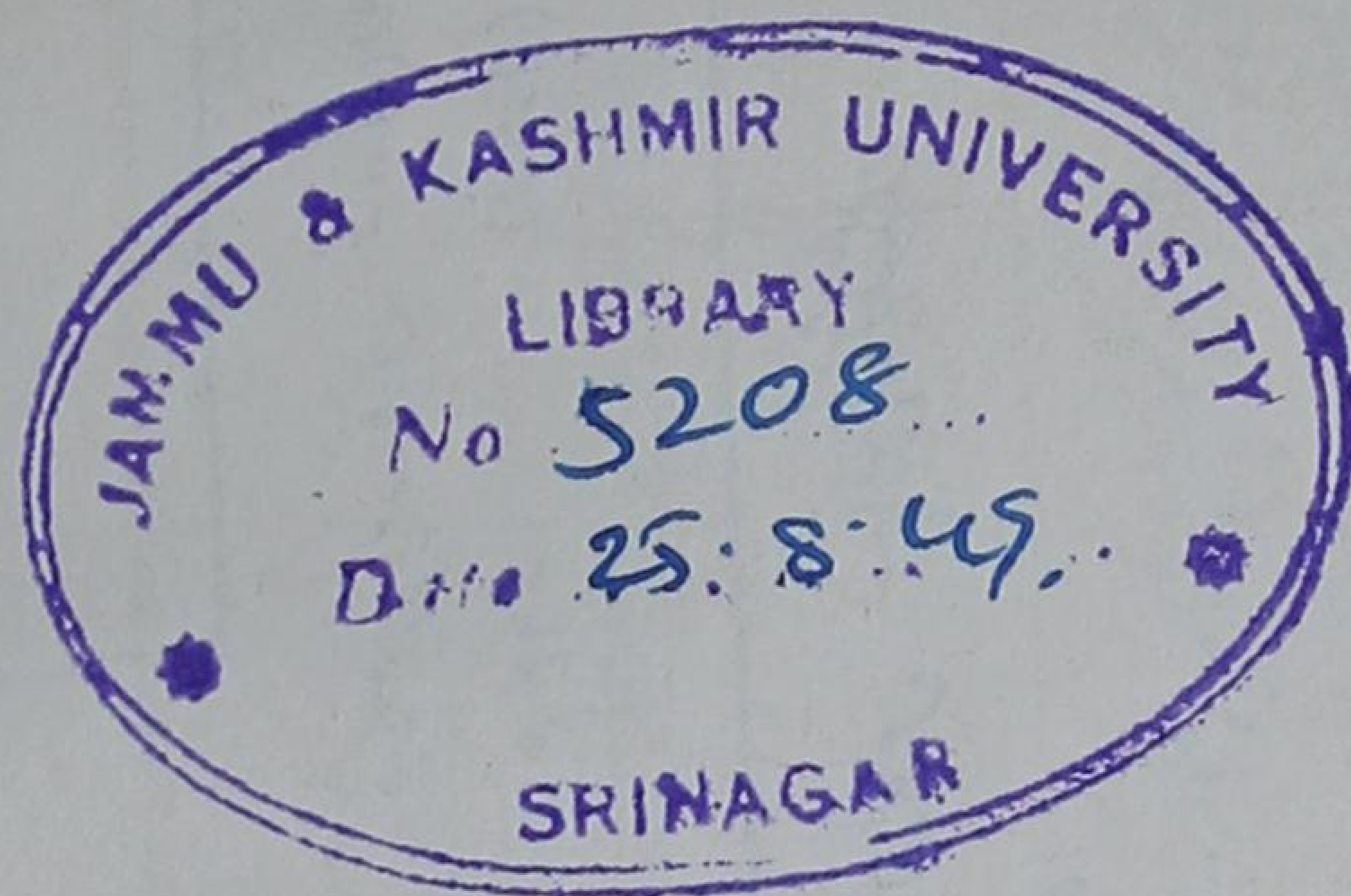
(۳) ارنسٹ والیہ ندرلینڈ ۱۵۹۵-۱۵۹۴

(۴) الزبیتھ چارلس نہم فرانس

(۵) متھیاس شہنشاہ ۱۶۱۹-۱۶۱۲

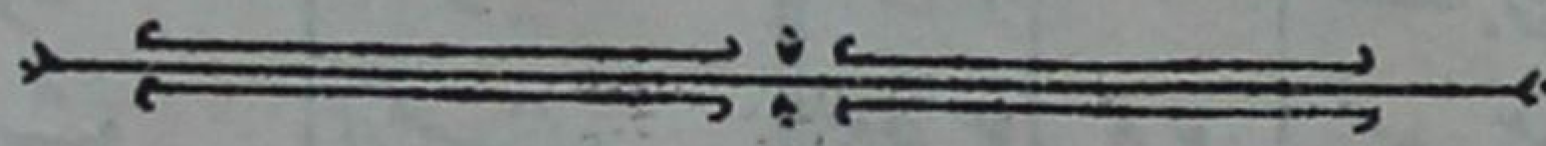
خاندانہائے لورین وگیز

- رینی ڈیوک آف لورین — م ۱۵۰۸
  - انتھونی ڈیوک آف لورین — ۱۵۰۸ - ۱۵۴۴
    - فرنیسس ڈیوک لورین — ۵۴۴ - ۱۵۴۵
      - چارلس، ڈیوک لورین — ۱۵۴۵ - ۱۶۰۸ = کلاڈ، دختر ہنری دوم
        - ہنری جانشین ہنری چہارم
    - نکوس، ڈیوک مرسیور
  - کلاڈ، ڈیوک آف گیز — م ۱۵۵۰
    - فرنیسس، ڈیوک گائیس - دختر ارکول دوم (فریرا) — م ۱۵۶۲
      - ہنری، ڈیوک گائیس (م ۱۵۸۸)
        - چارلس، ڈیوک گائیس
      - چارلس، ڈیوک مئین
      - لوئیس، کارڈنل — م ۱۵۸۸
    - میری = جیمز پنجم (اسکاٹلینڈ)
      - میری اسٹوارٹ = فرنیسس دوم
    - چارلس کارڈنل لورین
    - لوئیس کارڈنل گائس
  - جان، کارڈنل



صحت نامہ

یورپ سولھویں صدی عیسوی میں



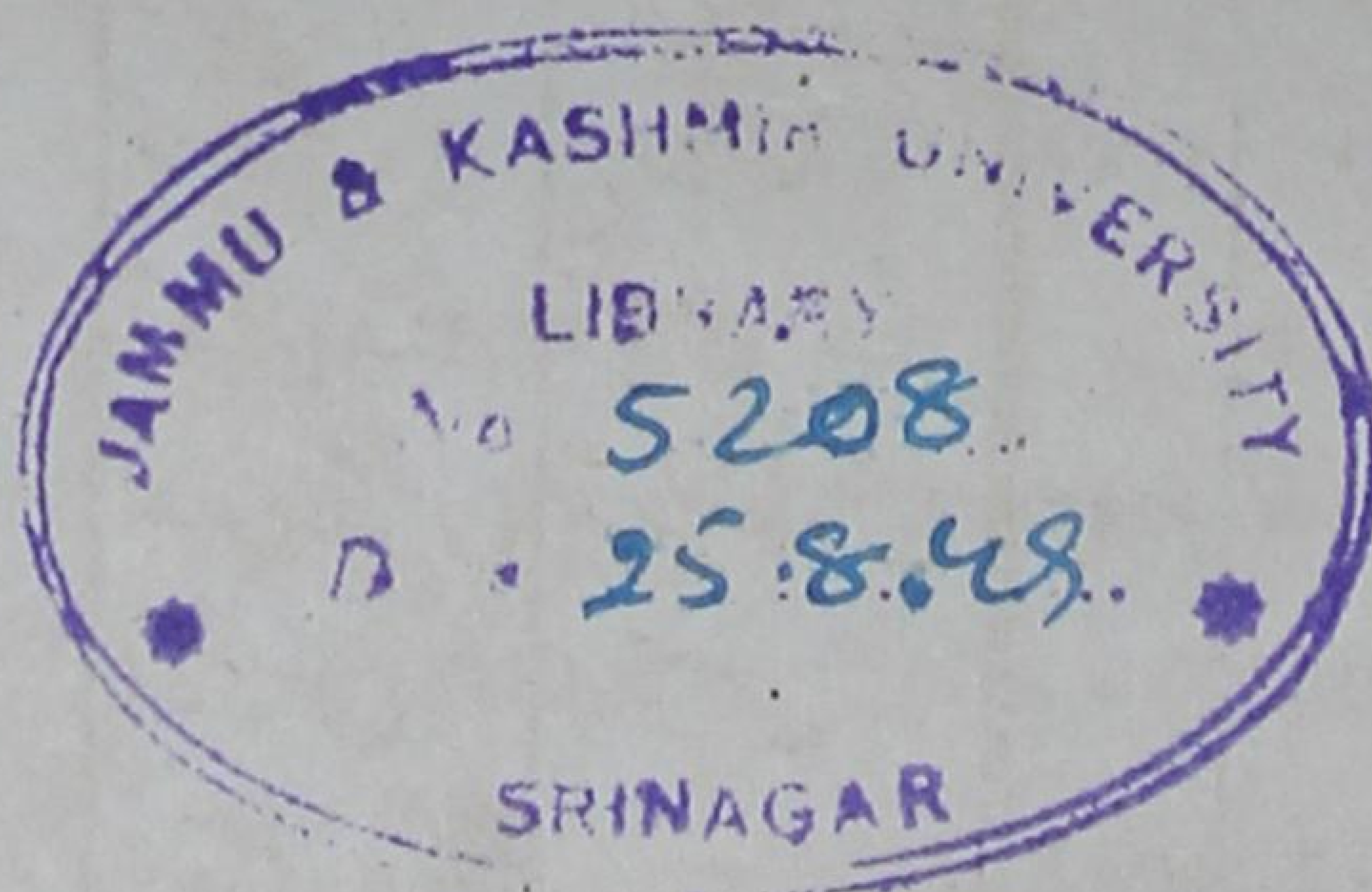
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۸	اجبی	اجنبی	۶۶	۲۲	(دیکھو صفحہ)	(دیکھو صفحہ ۴۹)
۲۰	۵	آرلیاں	آرلیان	۸۱	۱۸	کیسائل	کاستیل
۲۱	۲۲	ییپلس	نیپلس	۸۴	۱۲	زیرلمان	زیرکمان
۲۲	۷	اکسواں	اکیسواں	۸۵	۳	ساہیوں	سپاہیوں
۲۹	۱۴	چارلس ۲دم	چارلس دوم	۹۶	۲۴	Jl Priseipe	Il Principe
۳۰	۸	—	کے	۹۷	۴	سنیٹ	سینیٹ
۳۷	۲۵	پیاتزا	پیانزا	۱۰۵	۲۴	کی تھی	کٹی تھی
۳۹	۲۴	ڈومینیلی	ڈومینیکی	۱۱۸	۱۱	کساد بازی	کساد بازاری
۴۰	۱۹	چلپے	جلبے	״	۲۵	اور رنگ امیزی	اور رنگ آمیزی
۴۲	۱۶	زناکاری	ریاکاری	۱۱۹	۱۱	بصالت	بسالت
۴۳	۸	بجاسکتی تھی	بچاسکتی تھی	۱۶۳	״	سوئزرستانیوں	سوئٹزرستانیوں
״	״	کامول	کاموں	۱۶۴	۲۰	جان لبرٹ	جان البرٹ
۴۴	۵	این یوزیو	این بوژیو	۱۶۶	۲	لاڈمس لاڈمس	لاڈمس لاڈمس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۱	۱۷	نیپلز	نیپلز
۱۷۲	۳	تبادل	متبادل
"	۱۹	حو	جو
۱۷۴	۸	یوپ	پوپ
"	۲۲	اعزاو مراتب	اعزاز و مراتب
۱۷۵	۱۳	ناگیزیر	ناگزیر
۱۷۷	۶	اہیت	اہمیت
۱۷۸	۱۴	آہنی	آئینی
۱۸۶	۲۵	یابت	بابت
۱۹۰	۲	الکڑوں	الکٹروں
۱۹۵	۱۷	ریاصت	ریاضت
۱۹۶	۲	دوراستبازبالیاں	دوراستبازبالیان
		رہیں گے،	رہیں گے"
۱۹۷	۹	یادریوں	پادریوں
۱۹۹	۱۴ اور ۱۵	tantiation	Transubst-antiation
۲۰۲	۹	فیریڈرک	فریڈرک
۲۰۴	۲۰	طنز آمیر	طنز آمیز
۲۰۷	۹	بحر دوم	بحر روم
۲۰۹	۷	ہیمپرگ	ہیمبرگ
۲۲۵	۸	آہ بن بیٹھے	آقابن بیٹھے
۲۴۱	۵	ندرلینڈیس	ندرلینڈس
۲۴۲	۵	وینیس	وینس
"	۱۲	ونیس	"

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۳	۱۰	جارجانہ	جارحانہ
۲۴۴	۱	گٹرڈشمن	کٹرڈشمن
۲۴۸	۱۰	ایڈگٹ	اڈکٹ
۲۵۴	۹	سازبار	سازباز
۲۶۷	۲۴	ے	سے
۳۲۴	۱	نے جن	جن
۳۵۳	۲۵	سونتیلے	سوتیلے
۳۶۰	۲۰	بون کمپگیو	بون کمپیگو
۳۶۷	۵	اس ے	اس نے
۳۶۸	۲	صفحہ	صفحہ ۴۴۰
۳۷۰	۸	نے	سے
۳۷۲	۳	جھجگتا	جھجکتا
"	۸	ہی	بھی
"	۱۸	چاولس	چارلس
۳۷۴	۱۶	عضہ	غصہ
۳۸۱	۲۴	covernesses	Governesses
۳۸۶	۱۴	متنفر	متنفر
۳۸۸	۱۳	سرکوبی	سرکوبی
۳۸۹	۱۲	گرنیومل	گرنیویل
"	۱۲، ۱۳	اوراور	اور
۳۹۲	۸، ۹	اوراور	اور
"	۱۱	سنہ	سنہ ۱۵۶۶
۴۰۲	۱۶	دیکھو صفحہ	دیکھو صفحہ ۳۹۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۳	۱۷	احترار	احتراز
۴۰۷	۸	اکثر وبیشتر	اکثر وبیشتر
۴۰۹	۱۱	خم کریں	خم نہ کریں
۴۴۵	۲۴	شکشت	شکست
۴۵۱	۲	دیکھو صفحہ	دیکھو صفحہ ۵۰۹
۴۵۳	۲۱	لبٹیچ	لیٹیچ
۴۶۲	۲۴	جنرنل	جنرل
"	۱۸	دریافت	دریافت کیں
۴۸۴	۵	رنگ ریلیاں	رنگ رلیاں
۵۰۳	۱۴	ناورر	ناوار
۵۰۴	۲۴	سوئٹزرلینڈ	سوئٹزرلینڈ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰۵	۲۲	تکلف	تکلیف
۵۱۰	۲۳	تصفے	تصفیے
۵۱۶	۸	سمبر	ستمبر
۵۱۷	۳	متحدو متفق	متحد و متفق
۵۲۰	۲۵	لنسل	نسل
۵۲۱	۱۹	ہلاٹینٹ	پلاٹینٹ
"	۲۳	فروٹیڈ	فردینینڈ
		ضمیمے	
۳۳	۱۲	ہونیزولرن	ہوہنزولرن
۳۴	۵	سمتر	ستمبر
—	—	—	—

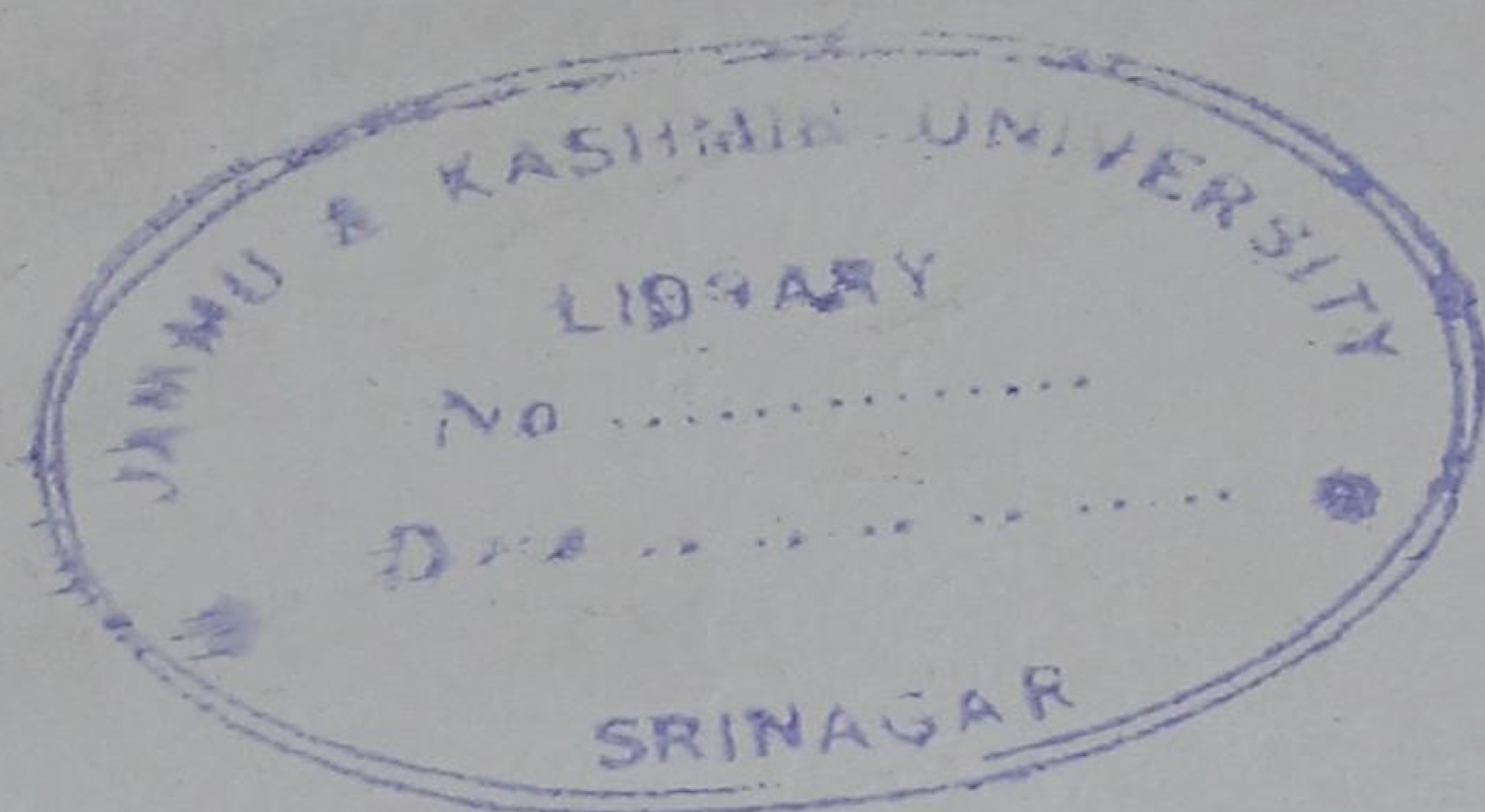


یورپ سولھویں صدی میں

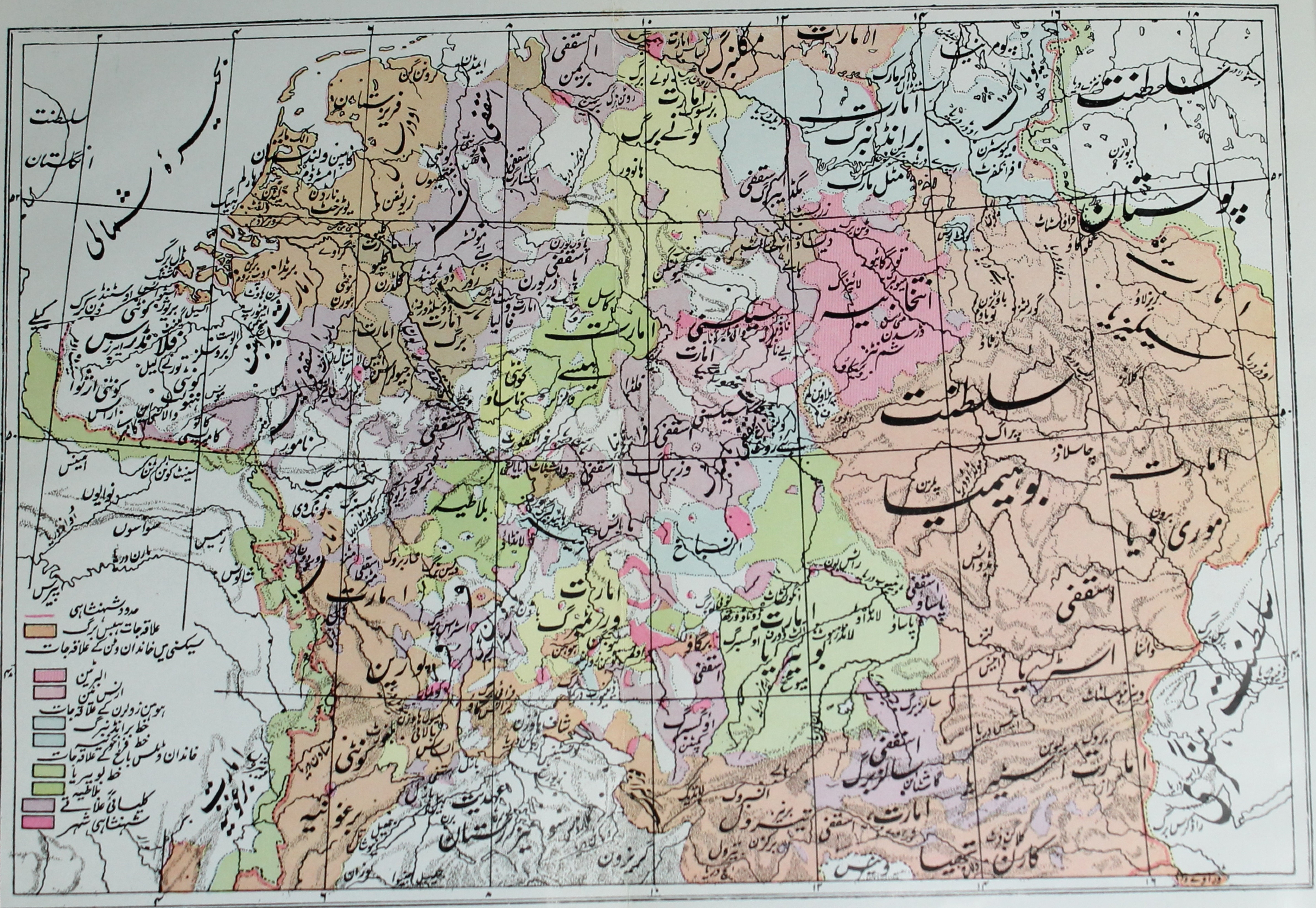


مطبوعہ پروسس اسٹوڈیو مطبع جامعہ عثمانیہ

فرانس سنہ ۱۴۹۴ - سنہ ۱۵۹۸

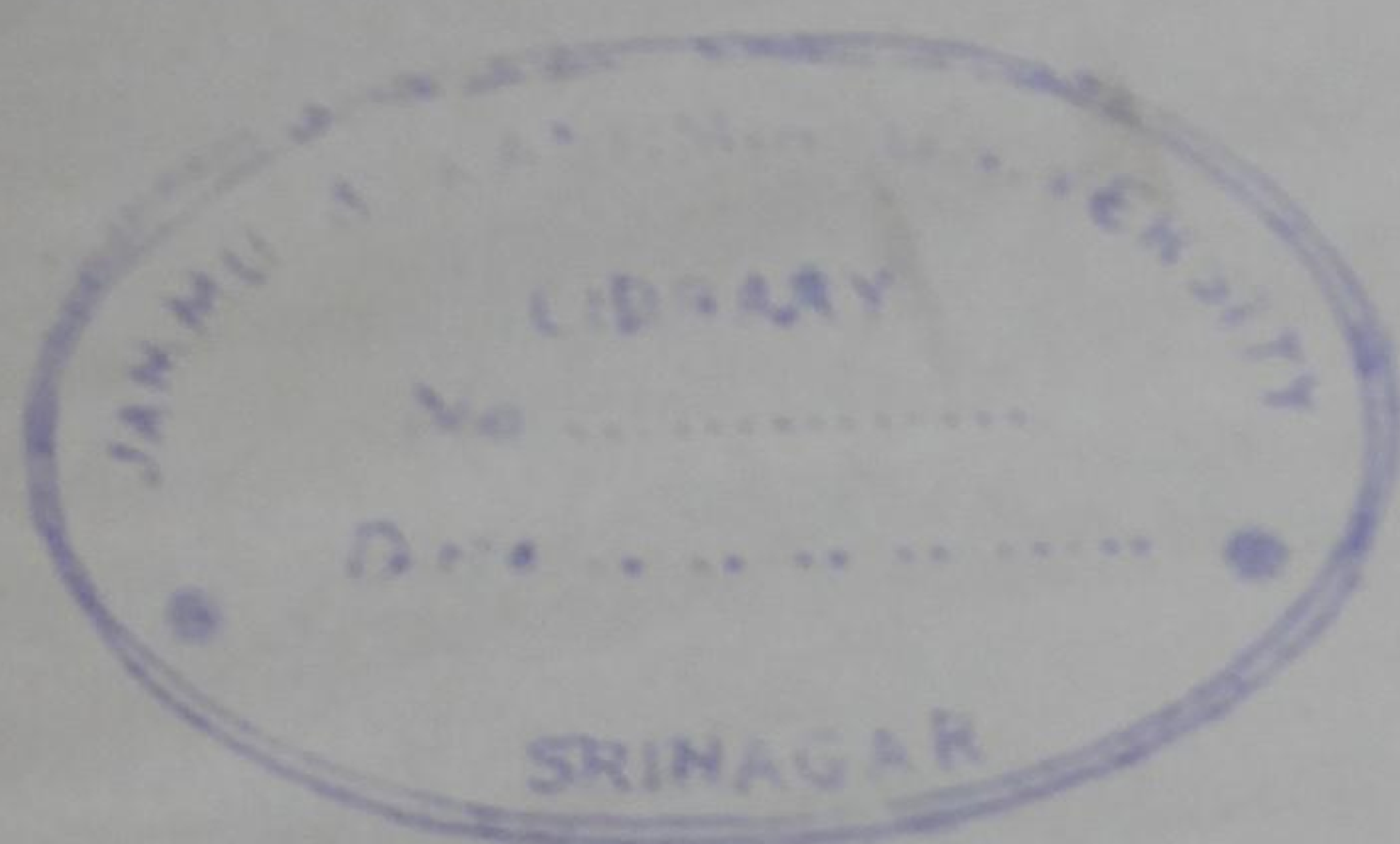


یورپ سولھویں صدی میں



جرمنی سنہ ۱۵۴۷

مطبوعہ پروسس اسٹوڈیو مطبع جامعہ عثمانیہ





اطالیہ ۱۴۹۴ء ۔ ۱۵۵۹ء

مطبوعہ پروسس اسٹوڈیو مطبع جامعہ عثمانیہ

